چیف ایڈیٹر کے قلم سے

یوجنا

سماجی تحفظ کا معاہدہ

ہر جگہ ہندوستان کی آبادی سے حاصل فوائد کے چرچے ہیں۔ چرچے یہ بھی ہیں کہ ہندوستان کی نوجوان آبادی جلد ہی ہندوستان کو ایک اقتصادی طاقت بنادے گی اور یہی نوجوان آبادی معیشت کے لئے ایک بوجھ ثابت ہوسکتی ہے اگران نوجوانوں کے پاس روزگار نہ ہو۔

آبادی کے فوائد کے چرچوں کے درمیان ایک حقیقت مدنظر رکھنی ہوگی۔ ہمارے منصوبہ سازوں، ماہرین اقتصادیات اور سماجی مفکرین کواس حقیقت کو مدنظر رکھنا ہوگا کہ ہندوستان میں معمر افراد کی آبادی بھی بڑھ رہی ہے۔ایک اندازے کے مطابق 2026 تک معمر افراد کی آبادی 17 کروڑ 30 لاکھ ہوجائے گی۔اس آبادی کا بیشتر حصہ غریب، غیر مراعات یافتہ اور خواتین پر مشتمل ہے جن کو مالی اور نفسیاتی مدد کی ضرورت ہے۔اس کے علاوہ دیگر گروپ بھی ہیں جو خطرے کے سایہ میں ہیں۔مثلاً خواتین، معذور، حاشیہ نشیں افراد اور غیر منظّم محنت کش جن کو اپنی زندگیوں کو سدھارنے کے لئے کچھ نہ کچھ سرکاری مدد درکار ہوتی ہے۔سماجی تحفظ ایک ایسا معاہدہ ہے جو سماج کے ان مخدوش تنظیموں کو مدد فراہم کرتا ہے۔ایک ایسا معاہدہ ہے جو کوئی جمہوری حکومت توڑ نہیں سکتی اور نہ ہی توڑنا چاہیئے۔ ہمارے آئین کے معماروں نے آئین کی دفعہ 43 کے تحت آبادی کے مختلف شعبوں کو سماجی تحفظ فراہم کرنے کا التزام کیا ہے اور آنے والی حکومتوں نے بڑی فرماں برداری سے آئین کے اس جذبے کا احترام کیا ہے۔

اندرا گاندھی اولڈ ایج پنشن اسکیم اور اندرا گاندھی نیشنل وڈو پنشن اسکیم جیسی اسکیم معمر افراد کے لئے تحفظ فراہم کرتی ہیں۔تمام سرکاری ملازمین کو سبکدوشی کے بعد پنشن فراہم کی جاتی ہے اور یہ سرکاری نوکری کا ایک دلکش پہلو ہے جب کہ نجی شعبہ ایسی کسی سہولت کی ضمانت نہیں دیتا۔نجی شعبے کے سبکدوش ہونے والے ملازمین کو دوران نوکری جمع کی گئی اپنی پونجی پر ہی منحصر کرنا پڑتا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ سبکدوشی کے بعد بچوں کی تعلیم یا بیٹی کی شادی وغیرہ پر خرچ کرنا پڑا تو جیب خالی ہوجاتی ہے اور ملازم کے پاس روزمرہ کے خرچوں اور اپنی صحت پر خرچ کرنے کے لئے تھوری بہت رقم ہی بچ پاتی ہے۔اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے حکومت نے قومی پنشن اسکیم اٹل پنشن یوجنا، سوالمبن وغیرہ جیسی اسکیموں کا آغاز کیا تاکہ سبکدوشی کے بعد مسلسل آمدنی کو یقینی بنایا جاسکے۔

کاشت کاری ایک پرآشوب شعبہ ہے جس میں کامیابی یا ناکامی کا انحصار موسم کے مزاج، پانی کی دستیابی/ عدم دستیابی، فصلوں کو نقصان پہنچانے والے کیڑے مکوڑوں وغیرہ پر ہوتا ہے۔اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے کہ کسانوں کی بہبود معاشی استحکام کی کلید ہے۔حکومت نے مختلف زرعی سرگرمیوں مثلاً بیجوں، مویشیوں کے چارے اور کھاد وغیرہ خریدنے کے لئے رقوم کی فراہمی کی غرض سے مختلف اسکیمیں شروع کی ہیں۔ان اسکیموں میں پردھان منتری فصل بیمہ یوجنا، کرشی سینچائی یوجنا اور کسان کریڈٹ کارڈ شامل ہیں۔ یہ تمام اسکیمیں کسانوں کو تحفظ فراہم کرتی ہیں تاکہ وہ ملک کو خوراک مہیا کرانے کا فرض پورا کرسکیں۔دوسرا اہم کام ہی خوراک کا تحفظ یعنی یہ یقینی بنانا کہ لاکھوں لوگ جو بازار بھاؤ پر اناج اور دالیں خریدنے کے لئے متحمل نہیں ہیں۔ان کو خود ایک مہیا ہو۔اس مقصد کے حصول کے لئے عوامی تقسیم نظام شروع کیا گیا تھا تاکہ بنیادی خوردنی اشیاء رعایتی نرخ پر مہیا کرائی جاسکیں۔ پی ڈی ایس کو اب ڈی بی ٹی سے منسلک کردیا گیا ہے تاکہ یہ یقینی بنایا جاسکے کہ اس سے ضرورت مند افراد مستفید ہورہی ہیں۔

آبادی کے قابل گرفت شعبوں مثلاً معذور افراد، خواتین، حاشیہ پر پڑے ہوئے لوگ اور غیر منظّم افراد کے لئے بھی حکومت نے متعدد اقدامات شروع کئے ہیں۔ ان اقدامات میں Inclusive India Initiative جو ملک کی تعمیر میں ہاتھ بٹانے کے لئے معذوروں کو یکساں مواقع فراہم کرنے میں مدد کرتی ہے اور نئی منزل، استاد، نئی روشنی شامل ہیں جو اقلیتوں اور حاشیہ پر پڑے ہوئے لوگوں کے لئے شروع کی گئی ہیں، شامل ہیں۔حال ہی میں حکومت نے سماجی تحفظ اور محنت کشوں کی بہبود کے لئے ضابطے وضع کرنے کی تجویز پیش کی ہے جس سے غیر منظّم شعبے کو تحفظ فراہم ہوگا۔لڑکیوں کو تعلیمی تحفظ فراہم کرنے کے لئے بیٹی بچاؤ بیٹی پڑھاؤ اور سوکنیا سمردھی یوجنا اسکیمیں شروع کی گئی ہیں۔کابینہ نے حاملہ اور دودھ پلانے والی خواتین کو فائدہ پہنچانے والے زچہ بچہ بہبود پروگرام کو منظوری دی ہے جو لوگ جل خطروں کی گرفت میں آجاتے ہیں، ان کے لئے بھی حکومت نے صحت کی تحفظاتی اسکیمیں شروع کی ہیں۔

کسی بھی جمہوری ملک کے لئے آبادی کو درپیش مسائل کو نظرانداز کرنا ممکن نہیں ہے۔اسی فلسفے کے پیش نظر مخدوس طبقوں کے مسائل کو حل کرنا بھی حکومت کا فرض ہے۔اس لحاظ سے اچھی حکمرانی کے لئے سماجی تحفظ کی فراہمی ایک لازمی پہلو ہے۔ جے ایف کینڈی کے بقول اگر آزاد معاشرہ غریبوں کی بڑی تعداد کی مدد نہیں کرسکتا تو وہ امیروں کی کم تعداد کا تحفظ نہیں کرسکتا۔اگر حکومت غریبوں کی حکمرانی میں یقین رکھتی ہے تو اس کو خطرات کے زیر سایہ رہنے والے افراد کو سماجی تحفظ فراہم کرنے کے لئے منصوبہ سازی کرنی ہوگی اور اس کو عمل میں لانا ہوگا۔

☆☆☆

پروفیسر سوماتی کلکرنی

ہندوستان میں بزرگوں کو سماجی تحفظ

چیلنجز اور تشویش

دوسروں کی طرح کچھ بزرگ بھی ان شرکت والے منصوبوں سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں لیکن اصل مسئلہ غریب، مکمل طور پر انحصار کرنے والوں، بغیر آمدنی یا اثاثے والے بے سہارا بزرگوں کو سیکورٹی کی فراہمی ہے۔ اخراج سے متعلق مناسب معیار کے ذریعے ضرورت مند کی شناخت، ادائیگی کے موثر طریقے اہم چیلنجز میں شامل ہیں۔

مصنف انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ فار پاپولیشن سائنس میں ترقیاتی مطالعہ کے محکمہ کے کارگزار ڈائریکٹر اور سربراہ ہیں۔
Sumati2610@gmail.com

سماجی تحفظ کا مقصد ان لوگوں کو روزگار فراہم کرنا ہے جو عارضی یا دائمی وجوہات کی وجہ سے کام نہیں کر سکتے اور اپنی زندگی کے گزر بسر کے لیے کما نہیں سکتے۔ ریاست کی طرف سے سماجی سلامتی کی فراہمی زیادہ ترقی یافتہ ممالک (MDCs) میں زندگی گزارنے کے معیار کا ایک اہم حصہ ہے۔ تاہم، کم ترقی یافتہ ممالک (LDCs) میں، سماجی ڈھانچے پر منحصر بے روزگاری اور انتہائی محرومی کی وجہ سے خطرہ حد سے زیادہ ہے جس کی بھرپائی عموماً MDCs میں موجود سماجی تحفظ کے نظام سے کی جاتی ہے۔ متوازن سطح پر سماجی سلامتی کے اقتصادی امکانات LDCs میں ایک اہم رکاوٹ ہے۔ یہاں تک کہ ترقی پذیر ممالک ان کے عوامی پنشن کے نظام کے استحکام کی دشواری کا سامنا کر رہے ہیں کیونکہ ایک عرصے سے ان کی زرعی آبادی کے فی صد کی شرح میں کمی ہو رہی ہے، اس میں حصہ لینے والوں کی شرح بھی گھٹ رہی ہے کیونکہ کام کرنے والے گروپ کی عمر اکیسویں صدی کے نصف تک ساٹھ برس سے اوپر ہونے کا خدشہ ہے جو تقریباً ایک تہائی آبادی ہے۔

ہندوستان جیسے ترقی پذیر ممالک میں بزرگوں کے مسائل کی نوعیت بہت ہی مختلف ہے۔ اس کی کئی وجہیں ہیں جیسے دائمی غربت، بے روزگاری اور بڑے غیر رسمی شعبے کا وجود۔ تاہم، حال ہی میں، LDCs میں آبادیاتی تبدیلی کی وجہ سے متاثرہ بزرگ آبادی کو سماجی سلامتی کی فراہمی کے سلسلے میں مسئلہ پر توجہ مرکوز کرنا پڑا ہے جس کی مجموعی تعداد چودہ فیصد کی مجموعی آبادی کا سات فی صد ہے، اس میں یوروپی ملکوں (فرانس اور سویڈن) کو 100 سے 120 برس لگے تھے اور یہ ہندوستان اور چین جیسی کچھ ایشیائی ملکوں صرف چالیس برس میں ممکن ہے کیونکہ LDCs میں تیزی سے موت کی شرح میں کمی ہوئی ہے۔

ہندوستان میں بزرگوں کے سماجی تحفظ کا مسئلہ

ہندوستان میں دنیا کی آبادی کا پانچواں حصہ بستا ہے، جس میں دنیا کی تیسری بڑی غریب آبادی اور بزرگوں یا سن رسیدہ اشخاص کی آٹھویں بڑی آبادی گزر بسر کرتی ہے۔ اب تک، خاندان اور بالغ بچے ہی بزرگوں کو تحفظ فراہم کرنے کا قابل اعتماد ذریعہ سمجھے جاتے تھے۔ تاہم، بزرگوں کو تحفظ دینے والے یہ روایتی وسائل، بزرگوں کی لمبی عمروں، دیگر سماجی - اقتصادی ثقافتی تبدیلیوں جیسے مشترکہ خاندانی نظام کے خاتمے، کام کاج میں خواتین کی بڑھتی شمولیت کی وجہ سے نگہداشت کرنے والوں کی عدم دستیابی، بیوگی کے کم واقعات اور نوجوانوں کی منتقلی اور بچوں کی زیادہ انفرادی رویوں کی وجہ سے کشیدگی کے شکار ہوئے ہیں۔ غریب بزرگوں میں زیادہ پریشانیاں ہیں، جو اپنی خراب صحت کی وجہ سے کمانے کے قابل نہیں ہیں اور شاید ہی، ان کے پاس زندگی گزارنے کے لیے کسی طرح کی کوئی بچت ہو۔ غریبوں کی پسماندگی، جو گلوبلائزیشن کا غیر جانبدار نتیجہ ہے اور غربت کی نسائیت کی وجہ سے بزرگوں کو سماجی تحفظ فراہم کرنے کے لیے مناسب اہداف کے لیے اقدامات کیا جانا زیادہ ضروری ہو گیا ہے۔ بھارت کی حکومت اور ریاستی حکومتوں نے اس

سمت میں بعض اقدامات کئے ہیں لیکن بھارت جیسے LDCs میں MDCs کے بالمقابل سماجی سطح پر اقتصادی امکانات اس راہ میں بڑی رکاوٹ ہیں۔

BKPAI سروے

حال ہی میں ہندوستان میں آبادی کی عمر پر ایک علمی بنیاد کے منصوبے کے ایک حصہ کے طور پر، جس میں UNFPA، نئی دہلی، ادارہ برائے اقتصادی ترقی (آئی ای جی)، نئی دہلی، ادارہ برائے سماجی اور اقتصادی تبدیلی (آئی ایس ای سی) بنگلور اور ٹاٹا انسٹی ٹیوٹ آف سوشل سائنسز (ٹی آئی ایس ایس)، ممبئی، نے مشترکہ طور پر، مئی۔ ستمبر 2011 کے دوران 'بزرگوں کی حالت سے متعلق' ایک سروے کیا تھا۔ اس میں جو تفصیلات پیش کی گئیں اس کے مطابق ہندوستان کی 7 منتخب ریاستوں (ہماچل پردیش، پنجاب، مغربی بنگال، اوڈیشہ، مہاراشٹر، کیرالا اور تملناڈو) میں 8329 خاندانوں سے 9852 بزرگ ہیں، جو بزرگوں کی آبادی کے لحاظ سے قومی اوسط سے زیادہ ہے۔

اس سروے کے اعداد و شمار کا استعمال کرتے ہوئے، اس مضمون میں ان نکات پر بحث کرنے کی کوشش کی گئی ہے: i) ہندوستان میں سن رسیدہ لوگوں کے تحفظ کے مسائل۔ ii) سماجی سلامتی کی فراہمی کے لئے حکومت کی اہم سرگرمیاں۔ iii) بھارت سرکار کی دو اہم پنشن اسکیموں کے استعمال کے بارے میں بیداری۔ iv) بزرگوں کے ذریعے اسکیموں کے محدود استعمال کی وجوہات۔ v) بزرگوں کے لئے عالمگیر پنشن اسکیم کی امکانات۔

بھارت میں آبادی کے مسئلہ کی شدت

مردم شماری کے اعداد وشمار کے مطابق ہندوستان میں 104 ملین بزرگ (60+) تھے، اور ان کی تعداد 2026 تک 173 ملین سے زائد ہونے کی توقع ہے۔ 2000 اور 2050 کے درمیان، ہندوستان کے بزرگوں کی آبادی میں 360÷ کا اضافہ ہونے کا امکان ہے۔ اس کے برعکس ان کا خیال رکھنے والے گروپ (یعنی 15-59 برس کی عمر والے) کے تناسب میں +60 کی عمر کے ہر فرد کے لیے 2001 کی 8.4 آبادی سے 2011 میں گھٹ کر 7 اور 2026 میں صرف 5.2 ہوجانے کا اندیشہ ہے۔

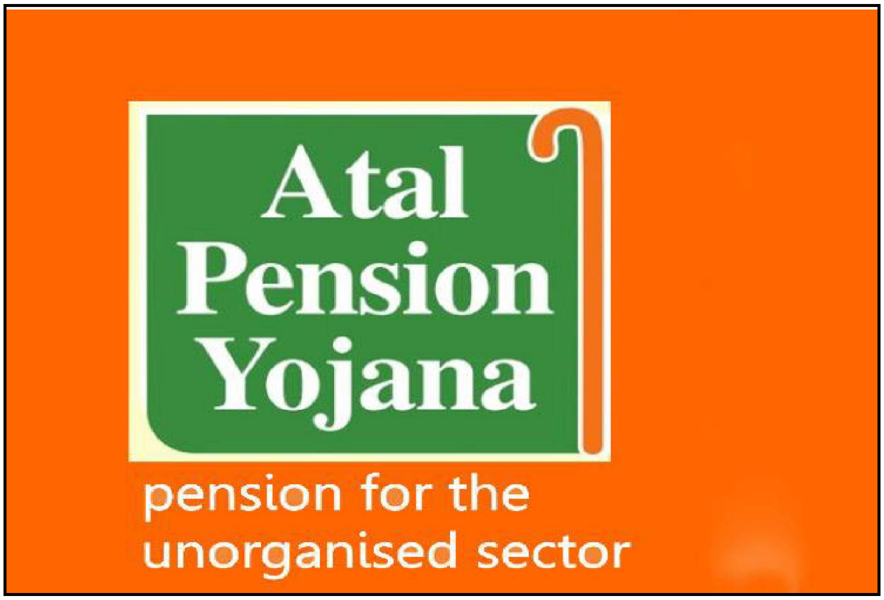

بزرگ خواتین کی تعداد میں نسبتاً زیادہ اضافہ ہوگا۔ 2050 تک، 60 سال اور اس سے زیادہ عمر کی بزرگ خواتین کی تعداد بزرگ مردوں کی تعداد سے 18.4 ملین زیادہ ہوجائے گی۔ 64-60 برس کی بھارتی عورتوں کی بیوگی کی تعداد میں 44.5 کا اضافہ اور 80 برس سے زیادہ عمر کی خواتین کی بیوگی میں 86.8 کا اضافہ ہوا ہے۔ اس کے برعکس، 60-64 سال کی عمر کے گروپ میں دس افراد میں سے ایک اور 80 کی عمر سے زائد کے ایک تہائی مرد رنڈوے ہیں۔

BKPAI سروے میں بزرگوں کی آبادی اور ان کی پریشانیوں کی عکاسی

تقریباً 45÷ بزرگ ایسے خاندانوں سے ہیں جو BPL یا انتودے کارڈ ہولڈر ہیں۔ بزرگوں کا ایک تہائی حصہ ایسے گھروں سے تعلق رکھتا ہے جس کی ماہانہ فی شخص اخراجات (ایم پی سی ای) 1000 روپے سے نیچے ہے۔ تقریباً پانچ میں سے دو حصے کے بزرگوں کے پاس کوئی ذاتی آمدنی نہیں ہے۔ بزرگوں کی آدھی آبادی معاشی لحاظ سے مکمل طور پر دوسروں پر انحصار کرتی ہے۔ اور آخر میں بزرگوں کی ایک چوتھائی آبادی کو اقتصادی معاونت کی ضرورت ہے کیونکہ ان کے سماجی تحفظ کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں ہے۔ ایک مناسب درستگی کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ بزرگوں کی 40- 50 فیصد آبادی اقتصادی طور پر کمزور ہیں (یہ اندازہ BPL کے فی صد یا مکمل طور پر مالیاتی انحصار کے معیار کے مطابق ہے) اور تقریبا 25 فیصد آبادی کے لیے مسئلہ زیادہ شدید ہے (سب سے کم دولت رکھنے والوں کا زمرہ ہے جن کے پاس کوئی اثاثہ یا کسی قسم کی اقتصادی معاونت نہیں ہے)۔ مردوں کے مقابلے میں بزرگ خواتین، خاص طور پر بیوہ، اقتصادی طور پر کہیں زیادہ کمزور ہیں۔ جیسے i) جن کے پاس کوئی آمدنی نہیں (مرد 26÷، خواتین 59÷)، ii) کسی بھی اثاثے کے مالک نہیں (مرد 11÷، خواتین 34÷، بیوہ خواتین، 28÷، رنڈوے 14÷)، iii) مالی طور پر مکمل انحصار (33÷مرد، خواتین 66÷)

خوش قسمتی سے، بزرگوں کی ستر فیصد آبادی اپنے بالغ بچوں کے ساتھ رہتی ہے اور صرف 6 فیصد اکیلے رہتے ہیں لیکن تقریبا غریب بزرگوں کا ایک تہائی حصہ (سب سے کم دولت کے زمرے سے) یا تو اکیلے رہتا ہے یا اپنے شوہر کے ساتھ جنھیں سماجی تحفظ کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔ پانچ بزرگ مرد اور عورتوں میں سے ایک یہ محسوس کرتا ہے کہ سرکار کو بزرگی کی عمر کو پہنچنے والے افراد کی مدد کرنا چاہئے۔

سرکاری اقدامات

ہندوستان میں مرکزی اور ریاستی حکومتیں نقد رقم میں

بزرگوں کو تحفظ فراہم کرتی ہیں (مثلاً پنشن اسکیمیں، اندرا گاندھی نیشنل اولڈ ایج پنشن اسکیم یعنی IGNOAPS اور اندرا گاندھی قومی بیوہ پنشن اسکیم یعنی IGNWPS) اور دوسری طرح کی اسکیموں کے ذریعے بھی مدد کرتی ہے جیسے (خوراک کے تحفظ کے تحت اشیا اور خدمات کے طور پر) صحت خدمات میں جیسے بزرگوں کے لئے نیشنل پروگرام (NPHCE) اور رعایتیں بھی دیتی ہے، مختلف وزارتوں کی جانب سے سہولیات جی جاتی ہیں)۔ اس کے علاوہ ریاستوں نے بھی مختلف منصوبوں کو بھی لاگو کیا ہے۔ کیرلا، تملناڈو میں مزدور فلاح و بہبود کے بورڈز کی پنشن اسکیمیں، مغربی بنگال میں محروم طبقوں جیسے بے سہارا لوگوں، علاحدہ بیویوں اور اسی طرح مڈڈے میل، بردھا شری اور سانجھاتی اسکیمیں، اوڈیشہ میں مدھوبابو پنشن اسکیم، مہاراشٹر میں شروانبل پنشن اسکیم اور بے سہارا خواتین کے لیے سنجے گاندھی پنشن اسکیم، پنجاب میں آٹا دال اسکیم وغیرہ ہیں۔ ریاست کی بہت سی پنشن اسکیموں کو اب IGNOAPS یا IGNWPS میں ضم کردیا گیا ہے۔

IGNOAPS

IGNOAPS کو مرکزی سرکار نے 1995 میں GNOPAS کے طور پر متعارف کرایا، جس کا ہدف بے سہارا بزرگ تھے۔ 2007ء میں اسے IGNOAPS کے نام دے دیا گیا۔ اپریل 2011 میں، 60-79 سال کے افراد کی پنشن کی رقم میں اضافہ کرکے ماہانہ 200 روپے کردیا گیا اور 80 برس سے اوپر والوں کے لیے 500 روپے فی ماہ کردیا گیا۔ اس کے لئے پوری فنڈنگ مرکزی حکومت کی طرف سے ریاستوں کی جاتی ہے اور اس کا فائدہ بی پی ایل آبادی کے پچاس فیصد حصے تک محدود تھا جن کی عمر 65 (اب 60) برس سے زیادہ تھی۔ مستفیدین کا انتخاب گرام پنچایتوں کے ذریعہ ریاست حکومت کی طرف سے بات چیت کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ 2008 تک، اس منصوبے سے تقریبا 6.5 ملین بزرگوں کو فائدہ ملا ہے۔ 2011 کے سینئر سیٹیزن کے لئے نئی نیشنل پالیسی کے تحت، IGNOAPS کی رقم کو بڑھا کر ماہانہ 1000 روپے کرنے کی تجویز پیش کی گئی۔

IGNWPS

اندرا گاندھی نیشنل ودوا پنشن اسکیم (IGNWPS) 2009 میں شروع کی گئی جس میں بی پی ایل کی 40-64 سال کی عمر کی بیواؤں (بعد میں اسے 40-59 سال کردیا گیا) کو 200 روپے کی ماہانہ پنشن دینے کی سفارش کی گئی۔ ان کے 60 سال کی عمر کو پہنچنے کے بعد، وہ IGNOAPS کے تحت پنشن پانے کی حقدار ہوجاتی ہیں۔

IGNOAPS اور IGNWPS کا استعمال اور بیداری

تاہم، ایک اہم سوال یہ ہے کہ کیا ان منصوبوں کا فائدہ مطلوبہ بزرگوں تک پہنچ جاتا ہے۔ BKPAI کے سروے سے پتہ چلتا ہے کہ سروے شدہ بزرگوں میں IGNOAPS اور IGNWPS کے بارے میں بالترتیب 79 اور 72 فی صد کو جانکاری ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ ان میں 13 فیصد کو IGNOAPS کا فائدہ ملتا ہے جبکہ مشکل سے صرف 20 فیصد بیواؤں کو IGNWPS کا فائدہ ملتا ہے۔ خط افلاس سے نیچے زندگی گزارنے والے بزرگوں میں سے 81 فیصد مرد اور 71 فیصد عورتوں کو IGNOAPS کا علم ہے مگر مشکل سے 22 فی صد بی پی ایل مرد اس کا فائدہ اٹھاتے ہیں جبکہ عورتوں میں یہ فی صد مشکل سے 15 فیصد ہے۔ جہاں تک IGNWPS کی بات ہے تو 70 فیصد بی پی ایل خواتین اس کے بارے میں جانتی ہیں مگر 20 فی صد کو ہی اس کا فائدہ ملتا ہے۔ سات ریاستوں میں مختلف حالتیں ہیں لیکن IGNOAPS کا فائدہ بڑے پیمانے پر پنجاب، اوڈشا اور ہماچل پردیش حاصل کیا جاتا ہے۔ جبکہ IGNWPS کا فائدہ اٹھانے میں اوڈیشا، کیرلا، مغربی بنگال اور ہماچل پردیش کا ریکارڈ بہتر ہے۔

کم استعمال کے اسباب

BKPAI سروے اور مختلف ریاستوں میں عمل درآمد کے تجربات کے بارے میں کچھ اور دیگر چھوٹے سروے میں جمع کردہ اعداد وشمار کے مطابق مندرجہ ذیل وجوہات کی شناخت ہوئی ہے:

• غریب جاہل بزرگوں کو اہلیت کے شرائط پورے کرنے کے لیے دستاویزات پیش کرنے میں مشکلات کا سامنا جیسے شناختی کارڈ، عمر کے ثبوت، بی پی ایل کا ثبوت، پنچایت ممبران کی سفارش۔ اس کی وجہ سے بچولیے، رشوت، بدعنوانی اور ذات پات سے متعلق جانبداری کو فروغ ملتا ہے۔ • بی پی ایل کی فہرست میں شفافیت میں دشواری کی وجہ سے جعلی معاملات کی وجہ سے مسائل پیدا

ہوتے ہیں۔

- پنشن حاصل کرنے کے لئےطویل عرصےتک انتظار
- ناکافی پنشن کی رقم
- مستحق افراد کی شناخت کرنے میں ناکامی کی وجہ سے ریاستوں کومختص کئے جانے والےفنڈ کا کم استعمال

ان حدود کے باوجود، کچھ محققین نے پنشن اسکیمز کے کام اور اثرات کے بارے میں اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ کچھ ریاستیں جیسے اڑیسہ،تمل ناڈو نے اہل بزرگوں تک رسائی کے لئے بہتر نگرانی کے طریقہ کار اور جدید طریقہ کار اختیار کیا ہے۔

ایک تخمینہ کے مطابق بھارت میں 6 لاکھ بزرگ پنشن حاصل کرتے ہیں اورتقریباً3 ملین بیوہ پنشن حاصل کرتی ہیں۔ NCAER دہلی اور یونیورسٹی آف میری لینڈ، امریکہ کی طرف سے کئے گئے سروے کے مطابق سات فیصد (پانچ ملین مستفیصین) بزرگوں کوقومی پنشن ملتی ہے۔

عالمگیر پنشن اسکیم کا مطالبہ

ان مسائل پر قابو پانے کے لئے پنشن پریشد نے 55+ عمر کے مرد اور +50 کی خواتین کے لئے ایک عالمگیر، غیر معاون بزرگی پنشن نظام کا مطالبہ کیا ہے۔انھیں 2000 روپے ماہانہ یا کم از کم اجرت کا 50÷ جوبھی زیادہ ہو دیئے جانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ تمام بزرگ جن کی آمدنی ٹیکس کی ادائیگی کی حدتک جاتی ہے اور جوتجویز کردہ رقم سے زیادہ رقم دیگر پنشنوں سے حاصل کرتے ہیں تو انہیں اس اسکیم سے خارج کر دیا جائے گا۔''

سادہ حساب سے پتہ چلتا ہے کہ 60برس سے زیادہ عمر والے بزرگوں کو ماہانہ 2000 روپے دینے سے کل 249238 کروڑ روپے کا بوجھ پڑے گا۔لیکن حقیقی بوجھ موجودہ پنشن اسکیموں پر ہونے والےاخراجات سے کم ہوگا۔

اس بات کا ذکر ضروری ہے، کہ تمام رقم بڑھانے اور مستفیدین کی تعداد بڑھانے کے اقدام میں حکومت کے ذرائع پر بوجھ پڑے گا جس کے نتیجے میں زیادہ ٹیکس ادا کرنا ہوگا یا پھر افراط زر کا دباؤ ہوگا جس کا اثر بزرگوں پر بھی پڑے گا۔ لہذا، مناسب اخراج سے متعلق معیار کا انتخاب اہم ہے۔ یہاں تک کہ مجوزہ عالمگیر پینشن اسکیم میں آمدنی ٹیکس ادا کرنے والوں کو بھی شامل نہیں کیا گیا ہے،لیکن دیہی/ زراعت کے شعبے میں رہنے والے بیشتر بزرگوں کو اس سے خارج کرنے والے معیارات کو منتخب کرنا بہت مشکل ہے۔

موجودہ حکومت کی طرف سے حالیہ اقدامات

موجودہ حکومت کی جانب سے شروع کردہ منصوبوں جیسے اٹل پینشن یوجنا (APY)، پردھان منتری جن دھن یوجنا، جیون جیوتی یوجنا، پی ایچن سورکشا بیما یوجنا کا مقابلہ اب تک ذکر کی گئی اسکیموں سے نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ یہ شراکت داری کے منصوبے ہیں اور خاص طور پر بزرگوں ہی کے لئے نہیں ہیں۔ تاہم، یقینی طور پر اس کا اثر مستقبل کی بزرگ آبادی کی تحفظ پر ہوگا۔

APY، غیر منظم شعبے کے لئے ایک پنشن اسکیم ہے جو اس سہولت کو لینے والے کے لیے ماہانہ 1000 سے 5000 کے پنشن کی ضمانت دیتا ہے۔حکومت صارف کے شراکت کا 50÷ یا ہر سال ایک ہزار روپے، جو بھی کم ہو ادا کرے گی۔صرف آمدنی ٹیکس نہ ادا کرنے والے، جو کسی بھی قانونی پنشن اسکیم کا فائدہ نہیں اٹھاتے وہ اس کے لیے اہل ہیں۔حکومت صرف پانچ سال تک اس میں اپنا حصہ ادا کرے گی وہ بھی ان لوگوں کے لیے جنہوں نے یکم جون سے 31 دسمبر، 2015 کے درمیان اس اسکیم میں شامل ہوئے تھے۔

2015 میں جن سرکشا بیما یوجنا کا آغاز ہوا۔ یہ سرکار کی ایک اسکیم ہے جو حادثے سے متعلق انشورنس فراہم کرتی ہے۔ 18-70 کی عمر کے گروپ کے لوگ، جن کے پاس ایک بینک اکاؤنٹ ہو وہ 12 روپے سالانہ پریمیم ادا کر کے اس اسکیم کا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں، جو کہ ادا کیا جاسکتا ہے یا پھر ان کے اکاؤنٹ سے خودکار طریقے سے ڈیبٹ کیا جا سکتا ہے۔ موت یا مکمل معذوری کی جانب لے جانے والے حادثات کے لئے، دو لاکھ روپے ادا کیے جائیں گے۔ جبکہ جزوی معذور کا پیش خیمہ بننے والے حادثے میں ایک لاکھ روپے ادا کیے جائیں گے۔ یہ منصوبہ 2014 میں شروع ہوئے جن دھن یوجنا سے منسلک ہے۔

جن دھن یوجنا اس اسکیم کے تحت اکاؤنٹ رکھنے والوں کو مختلف مالیاتی خدمات جیسے ضرورت کی بنیاد پر کریڈٹ، انشورنس، ترسیلاتی زر، اوور ڈرافٹ سہولیات وغیرہ حاصل کر سکتا ہے۔اس سکیم کے تحت اکاؤنٹس زیرو بیلینس کے ساتھ کھولے جاتے ہیں۔ اس اکاؤنٹ کو کھولنے کا طریقہ انتہائی آسان ہے۔اس سکیم میں ایک لاکھ کا حادثہ انشورینس اور تیس ہزار کا لائف انشورینس بھی شامل ہے جو اکاؤنٹ ہولڈر کی موت کے بعد قابل ادا ہوگا۔ فروری 2017 تک، 27 کروڑ سے زائد اکاؤنٹس کھولے گئے ہیں اور 665 ارب روپے جمع کیے گئے تھے۔اس منصوبے پر تنقید کی جاتی ہے کیونکہ اوور ڈرافٹ فوائد اور دیگر فوائد حاصل کرنے کے لیے بہت زیادہ جعلی اکاؤنٹس کھولے گئے ہیں۔سرکاری شعبے کے بینکوں پر زیادہ بوجھ ڈالنے کے لئے بھی اس پر تنقید کی جاتی ہے۔

پردھان منتری جیون جیوتی بیمہ یوجنا کا آغاز 2015 میں ہوا۔ یہ لائف انشورنس پالیسی فراہم کرتا ہے جس میں پالیسر ہولڈر کی موت کے بعد، پالیسی ہولڈر کے خاندان کو دو لاکھ روپے دیے جاتے ہیں۔ 18-50 برس کی عمر کے افراد اس سکیم میں شامل ہوسکتے ہیں۔ ہر سال 31 مئی سے پہلے 330 روپے کا سالانہ پریمیم ادا کرنا ہوگا۔

ان منصوبوں کا تنقیدی جائزہ لینا ابھی بہت جلد بازی ہوگی۔ دوسروں کی طرح کچھ بزرگ بھی ان مشارکاتی منصوبوں سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں لیکن اصل مسئلہ غریب، مکمل طور پر انحصار کرنے والوں، بغیر آمدنی یا اثاثے والے بے سہارا بزرگوں کو سیکورٹی کی فراہمی ہے۔ اخراج سے متعلق مناسب معیار کے ذریعے ضرورت مند کی شناخت، ادائیگی کے موثر طریقے اہم چیلنجز میں شامل ہیں۔ آخر میں، اس بات پر زور دیا جانا چاہئے کہ کسی بھی منصوبہ میں جہاں پیسے شامل ہوں، وہاں اگر بہترین نگرانی کا نظام نہ ہو تو اس کا نتیجہ بدعنوانی اور وسائل کی بربادی کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

☆☆☆

پروفیسر کے سیتا پربھو

سب کے لئے صحت:
جانب منزل ہندوستان کا سفر

معاشی عدم استحکام اور اقتصادی بحران کے دوران سماجی تحفظ ہمیشہ اہمیت اختیار کر لیتا ہے۔ 1942 کی بیورج کمیٹی رپورٹ نے اگرچہ سماجی تحفظ کو وسیع تناظر میں 'چاہت سے آزادی' سے تعبیر کیا تھا لیکن یہ تعریف ہمیشہ قابل قبول نہیں رہ سکتی۔ اسی لئے 1950 میں بین اقوامی محنت تنظیم (آئی ایل او) کنونشن میں اس کی زیادہ باریک تشریح کے لحاظ سے ہنگامی حالات سے متعلق اقدامات سے تعبیر کیا۔ 1989 میں ڈریز اور سین ترقی پذیر ممالک کے ضمن میں سماجی تحفظ کی تعریف کو وسعت عطا کرنے کی کوشش کی۔ پربھو کے مطابق ہندوستان کے لئے سماجی معاشی تحفظ زیادہ موزوں ہے جو سماجی صلاحیتوں کے فروغ اور معاشی تحفظ کی ضمانت دیتا ہے۔ صحت کا تحفظ اس وسیع سماجی تحفظ کا ایک لازمی جزو ہے۔

سب کے لئے صحت

صحت کا تحفظ عالمی حفظان صحت کا لازمی جز ہے۔ 1978 کے الماٹا اعلامیہ میں 2000 تک سب کے لئے صحت کا نصب العین حاصل کرنے کے لئے اس کو خاص اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ آئی سی ایس ایس آر۔ آئی سی ایم آر کی 1981 کی رپورٹ کے مطابق اس سے ترغیب پا کر حکومت ہند نے 1983 میں قومی صحت پالیسی کا اعلان کیا جس کی تجدید 2002 میں قومی دیہی صحت مشن (این آر ایچ ایم) شروع کیا گیا۔ ان پالیسی اقدامات کے باوجود آفاقی پیمانے پر صحت خدمات کی فراہمی کا ایجنڈا نامکمل رہا کیوں کہ ہندوستان میں بنیادی صحت سہولیات کم آمدنی والے ممالک مثلاً بنگلہ دیش سے بھی کم رہیں اور ایم ڈی جی ایس کے نشانے پورے نہیں کئے جا سکے۔

ہندوستان میں صحت کا نظام ملک کی غیر منصفانہ ترقی کا ایک حصہ ہے۔ زیادہ آمدنی اور دولت کی غیر مساوی تقسیم سے حفظان صحت سے منسلک دوسرے اور تیسرے درجے کی خدمات کی مسدود ترقی کی وجہ سے غریب طبقہ احتیاطی اور بنیادی صحت خدمات سے محروم رہ گیا۔ عالمی صحت تنظیم (ڈبلیو ایچ او) کے اندازے کے مطابق 2008 میں 52 لاکھ ہندوستانی چھوت چھات کے علاوہ بیماریوں سے ہلاک ہوئے جو ملک میں ہوئی کل اموات کا 53 فی صد ہے۔ آمدنی اور دولت کی تفریق کی جھلک دیہی اور شہری علاقوں/ ریاستوں اور سماجی گروپوں میں صحت کے معیار میں بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ یو این ڈی پی کے انسانی ترقی اشاریہ کے اعداد وشمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ 2015 میں ہندوستان کو صحت اشاریہ اقدار میں 24 فی صد کا نقصان ہوا۔

بنیادی ابتدائی اور احتیاطی صحت خدمات کے لئے سیاسی عزم کا فقدان بھی اس کی اہم وجہ ہے۔ تعلیم کے شعبے کے برعکس سب کے لئے صحت کبھی بھی انتخابات میں اہم مدعا نہیں بنا۔ حالاں کہ آندھرا پردیش کی مثال لیں تو اس میں انتخاب جیتنے کی صلاحیت ہے۔ صحت سے متعلق عام سیاسی مایوس کن دلچسپی کا اظہار بجٹ میں مختص کی گئی قلیل رقومات سے ہوجاتا ہے جس میں قابل قدر اقتصادی ترقی کے باوجود گزشتہ دس برسوں میں سرکاری اخراجات عمومی گھریلو پیداوار (جی ڈی پی) کی 1.5 فی صد سے زیادہ نہیں ہوئے۔ اس کا مطلب ہے کہ صحت خدمات پر خرچ کی جانے والی 75 فی صد رقم عوام کی جیبوں سے خرچ کی جارہی ہے اور بے تحاشا بڑھتے ہوئے صحت اخراجات ایک بڑی آبادی کو خط افلاس سے نیچے دھکیل رہے ہیں۔

ہندوستان میں صحت بیمہ

برازیل، بولیویا، انڈونیشیا اور تھائی لینڈ جیسے ممالک نے جو دولت کی غیر مساوی صورت حال سے دوچار ہے، 1980 میں اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کر کے ان کو آفاقی حفظان صحت کے موافق بنالیا۔ تھائی لینڈ میں 30 بھت (Bht) اسکیم انڈونیشیا میں عدم مرکزیت کے لئے اصلاحات اور سماجی صحت بیمہ اور برازیل میں مربوط صحت نظام ایسی مثالیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ملکوں نے کس طرح پوری آبادی کو صحت خدمات مہیا کرائیں۔ ان ممالک کی مثالوں سے یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ آفاقی صحت خدمات کے حصول کے لئے بنیادی صحت نظام کا

مصنفہ ٹاٹا انسٹی ٹیوٹ آف سائنس ممبئی میں ٹاٹا چیئر پروفیسر ہیں۔
seeta.prabhu@tiss.edu

استحکام پہلی شرط ہے۔

ہندوستان میں صحت بیمہ کا آغاز روزگار ریاستی بیمہ اسکیم (ای ایس آئی ایس) اور مرکزی حکومت صحت اسکیم (سی جی ایچ ایس) سے ہوا جو سرکاری ملازمین اور ان پر منحصر افراد کے لئے ہیں۔ یہ اسکیمیں دوسرے اور تیسرے درجے کی صحت خدمات پر توجہ مرکوز کرتی ہیں اور ہندوستان کی آبادی کے لئے 10 فی صد سے کچھ کم پبلک

سیکٹر کے ملازمین ان سے مستفید ہوتے ہیں۔

دیہی علاقوں میں غریب خواتین کو مستفید کرنے کے لئے جننی سرکشا یوجنا (جے ایس وائی) 2005 میں شروع کی گئی جس کے تحت بچوں کی پیدائش کے وقت خواتین کو مشروط نقد رقم منتقل کی جاتی ہے تاکہ اسپتالوں یا صحتی اداروں میں بچوں کی پیدائش کی حوصلہ افزائی کی جاسکے۔ اس اسکیم سے اداروں میں بچوں کی پیدائش میں سدھار آرہا ہے۔ خصوصاً غریب ریاستوں میں اگرچہ اس سے پیدائش کے دوران زچہ بچہ کی شرح اموات میں کمی واقع نہیں ہوئی ہے۔

خط افلاس سے نیچے زندگی گزارنے والے طبقے اور زیر خطرہ گروپوں کو بے تحاشا صحت اخراجات کے تئیں مالی تحفظ پہنچانے کے لئے 2008 میں راشٹریہ سواستھ بیمہ یوجنا (آر ایس بی وائی) شروع کی گئی۔ یہ اسکیم شروع میں صرف خط افلاس سے نیچے زندگی گزارنے والے خاندانوں کے لئے تھی لیکن بعد میں اس کی زیر خطرہ خاندانوں مثلاً رکشا چلانے والے اور کچرا اٹھانے والوں تک وسعت دے دی گئی ہے۔ اس اسکیم کے تحت سالانہ 30 روپے جمع کرانے پر مستفید ہونے والے خاندان کو اسپتال میں زیر علاج مریضوں کو 30000 روپے بطور علاج فراہم کئے جاتے ہیں۔ یہ رقم حال میں بڑھا کر ایک لاکھ روپے کردی گئی ہے۔ آر ایس بی وائی کے تحت سات کروڑ بیس لاکھ اہل خاندانوں میں سے مارچ 2016 کے آخر تک چار کروڑ تیرہ لاکھ خاندانوں کا اندراج ہو چکا تھا۔ البتہ اسپتال میں زیر علاج صرف ایک کروڑ 18 لاکھ معاملے ہی تھے جو اسکیم کے لئے کم زیر استعمال آنے کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے علاوہ زمینی حقائق پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آر ایس بی وائی کا ایک مطلوبہ نتیجہ یعنی غریبوں کی صحت پر ہونے والے اخراجات کو کم کرنا پورا ہوتا نظر نہیں آتا اور دواؤں اور طبی جانچ وغیرہ پر ہونے والے اخراجات اس اسکیم کے زیر عمل نہیں ہیں، اس لئے کل اخراجات میں کمی قرار واقعی کمی واقع نہیں ہوئی۔ اس اسکیم کے تحت نقل و حمل و دیگر مماثل اخراجات بھی شامل نہیں ہیں۔ آر ایس بی وائی اسکیم کیرالہ جیسی ریاستوں میں بہتر طور پر کام کر رہی ہے کیوں کہ یہاں حفظان صحت کا بنیادی ڈھانچہ مضبوط ہے۔

کم از کم آٹھ ریاستوں میں سرکاری صحت بیمہ اسکیمیں چلائی جا رہی ہیں جن میں خط افلاس سے نیچے زندگی گزارنے والے خاندانوں (بی پی ایل) کے لئے واجپئی آروگیہ میتری اسکیم (وی اے ایس) اور کرناٹک میں امداد باہمی کاشت کاریوں کے لئے تشویشی حفظان صحت اسکیم، آندھرا پردیش میں راجیو گاندھی آروگیہ اسکیم (آر اے ایس) جس میں تلنگانہ بھی شامل ہے، تمل ناڈو میں سی ایچ صحت بیمہ اسکیم، مہاراشٹر میں راجیو گاندھی جیون وتی آروگیہ یوجنا، گجرات میں مکھیہ منتری امرتم یوجنا اور چنڈی گڑھ میں سنجیوینی کوش شامل ہیں۔ ان میں آندھرا پردیش کی آر اے ایس جو 85 فی صد آبادی کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ آفاقی حفظان صحت سے بے حد قریب ہے۔ البتہ دوسرے اور تیسرے درجے کے حفظان صحت پر زیادہ توجہ مرکوز ہونے کی وجہ سے اس کے تحت ادا کی گئی تقریباً آدھی رقم عارضہ قلب، کینسر اور گردوں کی خرابی کی نظر ہوگئی جب کہ آبادی کی زیادہ غریب 40 فی صد آبادی قبل از وقت موت، عارضہ تنفس، اسہال، ٹی بی اور قلبی عارضے میں مبتلا رہی جو قابل علاج ہے اور اگر توجہ دی جائے تو ابتدائی مراحل میں ٹھیک ہوسکتی ہیں۔ اس لحاظ سے 2015 تک عمومی طور پر 28 کروڑ یعنی ایک چوتھائی آبادی کو کسی نہ کسی شکل میں صحت تحفظ فراہم کیا جارہا ہے۔ یہ تحفظ سرکاری بیمہ اسکیموں مثلاً سی جی ایچ ایس، سی ایس آئی ایس، ریاستوں کی سطح کی بیمہ اسکیموں اور آر ایس بی وائی کے تحت فراہم کیا جارہا ہے۔ البتہ کسی بھی مرکزی یا ریاستی سطح کی بیمہ اسکیم کا فائدہ بنیادی حفظان صحت تک نہیں پہنچتا۔ یہ استثنا میگھالیہ جہاں اس ضمن میں جزوی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ یہ تمام اسکیمیں دوسرے اور تیسرے درجے کے حفظان صحت پر توجہ مرکوز کرتی ہیں۔

مستقبل کا لائحہ عمل

حکومت کی قومی صحت پالیسی 2017 مربوط ابتدائی حفظان صحت کے بارے میں مثالی تبدیلی کا مظہر ہے۔ یہ دو وجوہات کی بنا پر زیادہ اہم ہے۔ پہلی اس میں صحت کو زندگی کی بہتری کے طور پر سمجھا گیا ہے نہ کہ بیماری کے خاتمہ کے طور پر دوسری اس میں توجہ ایک بار پھر ابتدائی حفظان صحت پر مرکوز کی گئی ہے اور اس کے لئے پبلک سیکٹر کے کردار کو اہمیت بخشی گئی ہے۔ اگرچہ صحت کے شعبے سے توقعات میں اضافہ ہو رہا ہے پھر بھی 2025 تک اس شعبے میں کل اخراجات مجموعی گھریلو پیداوار (جی ڈی پی) کا 2.5 فی صد کا معمولی ہدف تعجب خیز ہے۔ مالی اخراجات کو پورا کرنے کے لئے پبلک پرائیویٹ سیکٹر

پارٹنرشپ پر انحصار کیا جارہا ہے۔ البتہ اس ضمن میں نتائج حوصلہ افزا نہیں ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اگر اس کو احتیاط کے ساتھ ڈیزائن نہیں کیا گیا تو سرکاری نرم رعایتوں کی بدولت نجی شعبہ مستحکم ہوتا جاتا ہے۔ بین اقوامی تجربات مشاہد ہیں کہ صحت بیمہ اسی وقت کارگر ثابت ہوسکتا ہے جب ابتدائی صحتی ڈھانچہ موجود ہو اور یہ کام صرف سرکار کرسکتی ہے۔ اس حقیقت سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا کہ سب کے لئے صحت ایک ضرورت ہے ۔ اس لحاظ سے سرکار کو صحت شعبہ پر اخراجات کو فروغ دینے کے لئے فوری رقم فراہم کرنی چاہئے۔ اس کے ساتھ ساتھ سرکار کو اس شعبہ میں اصلاحات اور کارکردگی میں بہتری کے لئے کام کرنا چاہئے۔

2017 میں راؤ نے اس مقصد کے لئے مطلوبہ اخراجات کا ایک خاکہ پیش کیا تھا۔ ان کے تخمینہ کے مطابق صحت سے متعلق معقول بنیادی ڈھانچے کے لئے مجموعی گھریلو پیداوار (جی ڈی پی) کی ایک تا ڈیڑھ فی صد رقم خدمات کی فراہمی کے نظام کو مستحکم کرنے کے لئے سرمایہ کاری کے طور پر درکار ہوگی جب کہ مجموعی گھریلو پیداوار (جی ڈی پی) کا اضافی ایک فی صد حصہ آفاقی پیمانے پر مربوط ابتدائی حفظان صحت، دوسرے درجے کی حفظان صحت اور تیسرے درجے کی چنندہ صحت خدمات آبادی کی 60 فی صد آبادی کے لئے مطلوب ہوگا۔ اس کے علاوہ گھریلو مجموعی پیداوار کا کم از کم 2 فی صد حصہ عوامی صفائی ستھرائی ، کچرے کے نپٹارے، غذائیت اور مکانات سے متعلق امدادی بنیادی ڈھانچے کے لئے درکار ہوتے ہیں۔

پائیدار ترقی اہداف (ایس ڈی جی) کے 2030 کے ایجنڈے میں آفاقی صحت خدمات کو فہرست میں 3.8 پر دکھایا گیا ہے۔ اس عالمی پیمانے کے حصول میں ہندوستان کی کارکردگی کلیدی اہمیت کی حامل ہے۔ 2030 تک سب کے لئے صحت کے تحفظ کا نشانہ پورا کرنے کے لئے صحت پالیسی 2017 کا نفاذ نہایت اہمیت کا حامل ہے۔

☆☆☆

سندھیا لمئے

معذور لوگوں کا سماجی تحفظ

روایتی طور سے کنبہ ہندوستان میں سماجی تحفظ کا غیر رسمی نظام رہا ہے۔ ہندوستان میں مشترکہ کنبوں کا نظام رائج تھا جو ضرورت مند لوگوں کی ذمہ داری لینے والے اراکین کے ساتھ اکٹھے رہتے تھے۔ صنعتی انقلاب، جدید کاریوں نیز شہر کاری اور شہروں میں روزگار کے مواقع کے اثر کے نتیجے میں مشترکہ کنبوں کا نظام ٹوٹ گیا تھا نیز سماجی تحفظ کا یہ رواج درہم برہم ہوگیا تھا۔ چناں چہ مملکت کو اپنے شہریوں کا تحفظ کرنے کے سلسلے میں قدم اٹھانا ہے۔

سماجی تحفظ آبادی کی فلاح و بہبود کو فروغ دینے کے سلسلے میں حکومت کے ذریعے کیا گیا عملی پروگرام ہے۔ لہٰذا سماجی تحفظ کا مقصد جراحت پذیر لوگوں مثلاً بچوں، بوڑھوں اور معذور لوگوں کو مختلف امداد اور وسائل فراہم کرنا ہے تا کہ ان کا معیار زندگی بہتر بنایا جائے۔ ہندوستان میں سماجی تحفظ کو سماجی بیمے، قومی پروویڈنٹ فنڈس، سماجی امداد آجر کی ذمہ داری سے متعلق اسکیم، سماجی تحفظ کے لئے بیمہ گیر اسکیم کے طور پر منسوب کیا جاتا ہے۔

ہندوستان کے آئین کی دفعہ 43 میں اس ملک کے شہریوں کو سماجی تحفظ فراہم کرنے کے سلسلے میں مملکت کی ذمہ داری کا ذکر کیا گیا ہے۔ دفعہ 14 (ساتواں باب) میں اس بات کی ضمانت دی گئی ہے کہ کسی بھی شخص کو قانون کی نظر میں مساوات سے انکار نہیں کیا جائے گا۔ مملکت کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ معذور اور بے روزگار لوگوں کو راحت فراہم کرے نیز ان کی مدد کرے۔ دفعہ 41 میں کہا گیا ہے کہ مملکت کام کرنے، تعلیم حاصل کرنے نیز بے روزگاری، بڑھاپے، بیماری اور معذوری کے معاملات میں سرکاری امداد کا حق حاصل کرنے کے لئے اپنی اقتصادی گنجائش اور ترقی کی حدود کے اندر، موثر اہتمام کرے گی۔ معذور افراد سے متعلق حق 1995 اور معذور افراد کے حقوق سے متعلق حق 2016 میں ماں اور بچے کی پیدائش سے پہلے اور پیدائش کے بعد کی دیکھ بھال جیسے سماجی تحفظ کے تدارکی اقدامات کا اہتمام کیا گیا ہے، ان قوانین میں بے روزگاری بھتے اور بیمے جیسے سماجی تحفظ کے اہتمام کا ذکر کیا گیا ہے نیز یہ قوانین معذور خواتین اور معذور بچوں سمیت معذور لوگوں کو تشدد وغیرہ کی تمام شکلوں سے تحفظ فراہم کرتے ہوئے آزاد زندگیاں گزارنے کے سلسلے میں ان کے حق کی حمایت کرتے ہیں۔

سماجی تحفظ کی اسکیم

ہر ایک ریاست میں ان معذور لوگوں کے لئے سماجی تحفظ کی اسکیم ہے جو غریب ہیں نیز اپنا خرچ نہیں اٹھا سکتے ہیں۔ حکومت متعلقہ ریاستوں کے رہنما خطوط اور درخواست دہندہ کی سالانہ آمدنی کے مطابق ماہانہ گزارہ بھتہ فراہم کرتی ہے۔ سماجی تحفظ کی اسکیم کے تحت متعدد پروگرام/اسکیمیں ہیں مثلاً اندرا گاندھی قومی معذوری پنشن اسکیم، معذور افراد کو بااختیار بنانے کے لئے قومی انعامات کی اسکیم، معذور طلبا کے لئے وظیفہ، مکھیہ منتری نشکتی کرن شکشا یوجنا، آلات اور ساز و سامان خریدنے کے لئے امداد، روزگار کے سلسلے میں ریزرویشن۔

I۔ سماجی تحفظ کی تدارکی اسکیم سماجی امداد کی اسکیمیں ہیں جن کا مقصد خطرے کی روک تھام کرنا ہے مثلاً صحتی دیکھ بھال، بیماریوں کے لئے ٹیکہ کاری، ماں اور بچے کی پیدائش سے پہلے اور پیدائش کے بعد کی دیکھ بھال وغیرہ۔

II۔ سماجی تحفظ کی ترقیاتی اسکیموں کے تحت صحت، تعلیم، باز آبادکاری کی خدمات اور ریزرویشن کے لئے ریاستی اور مرکزی حکومت کے ذریعے مختلف پروگرام شروع کر کے معذور لوگوں کو امداد فراہم کی جارہی ہے تا کہ معذور لوگ سماجی اور اقتصادی سرگرمیوں میں شرکت کرسکیں۔

1۔ **ٹیکس**: معذور افراد دفعہ 80 یو کے تحت پیشہ ورانہ ٹیکس اور آمدنی ٹیکس کی منہائی نیز منحصر معذور افراد کے قانونی سرپرست دفعہ 80 ڈی ڈی کے تحت آمدنی ٹیکس کی منہائی کے مجاز ہیں۔ یہ منہائی فرد کی معذوری کی شدت پر مبنی ہوتی ہے۔

مصنف مرکز برائے مطالعہ معذورین میں ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں۔
limaye.sandhya@gmail.com,
slimaye@tiss.edu

2۔تعلیم:الف۔ان معذور طلباء کے لئے قومی وظیفہ جو ایک سال سے زیادہ کی مدت کے پوسٹ میٹرک/ پیشہ ورانہ/تکنیکی کورس کررہے ہیں۔اوٹزم/ دماغی فالج/ ذہنی نشو ونما کی کمی/ کثیر معذوریوں والے طلبا کو یہ وظیفہ نویں کلاس سے فراہم کیا جاتا ہے۔اس طرح کے وظیفے کے لئے اصول ہے کہ معذوری 40فی صد سے زیادہ ہونی چاہئے نیز کنبے کی ماہانہ آمدنی 15000 روپے سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے۔

ب۔مالی امداد بصارت/ سماعت سے معذور ان طلباء کو ایڈیٹنگ سافٹ ویئر والے کمپیوٹر خریدنے کے لئے فراہم کی جاتی ہے، جو گریجویٹ/ پوسٹ گریجویٹ پیشہ ورانہ کورسز کررہے ہیں۔دماغی فالج والے طلبا کو سپورٹ رسائی سافٹ ویئر خریدنے کے لئے مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔

ج۔معذور طلبا کو سرکاری اور سرکاری امداد یافتہ تعلیمی اداروں میں نشستوں میں تین فی صد ریزرویشن فراہم کیا جاتا ہے۔

د۔معذور بچوں کے لئے جامع تعلیمی اسکیم۔اس اسکیم کے تحت معذور طلبا کو قابل رسائی اور رکاوٹوں سے پاک بنے ہوئے بنیادی ڈھانچے نیز ٹرانسپورٹ کی سہولیات، کتابیں، یونیفارم اور اسٹیشنری، سیکھنے کے مخصوص آلات اور وظائف فراہم کئے جاتے ہیں۔اس اسکیم میں کئے گئے دیگر اہتمام میں بصارت سے معذور طلبا کو ریاضیات اور تصویری سوالات سے مستثنیٰ رکھنا، بصارت/جسم/ سیکھنے سے معذور طلبا کے لئے اسکرائبیوں/ ریڈروں کا استعمال کرنا، معذور طلبا کو امتحان میں زائد وقت دینا، تیسری زبان سے مستثنیٰ رکھنا اور شمولیت پر مبنی تعلیم کے سلسلے میں سہولت مہیا کرنے کے لئے نصاب تعلیم میں ترمیم کرنا شامل ہیں۔

ہ۔ثانوی مرحلے پر معذور افراد کے لئے شمولیت پر مبنی تعلیم (آئی ای ڈی ایس ایس)۔اس اسکیم کے تحت سرکاری، مقامی ادارے اور سرکاری امداد یافتہ اسکولوں میں نویں کلاس سے لے کر بارہویں کلاس تک اپنی ثانوی تعلیم مکمل کرنے کے سلسلے میں 14 سال یا اس سے زیادہ کی عمر کے بچوں کی مدد کی جاتی ہے۔اس اسکیم کے تحت ابتدائی اسکولوں سے ثانوی اسکولوں میں جانے والے معذور بچوں کی نشاندہی کی جاتی ہے،ان کی معذوری کے حساب سے انہیں آلات اور ساز وسامان فراہم کیا جاتا ہے، سیکھنے کے ساز وسامان تک رسائی فراہم کی جاتی ہے، ٹرانسپورٹ کی سہولیات، ہوسٹل کی سہولیات، وظائف،

کتابیں اور امدادی ٹکنالوجیاں فراہم کی جاتی ہیں نیز ان کے لئے اسکرائبیوں اور ریڈروں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

و۔راجیو گاندھی فیلوشپ اسکیم۔اس اسکیم کے تحت معذور افراد کو پانچ سال کے لئے اعلیٰ تعلیم جاری رکھنے مثلاً ایم فل/ پی ایچ ڈی کرنے کے سلسلے میں وظائف دیئے جاتے ہیں۔اس اسکیم کے تحت ہر سال 200 فیلوشپ پیش کی جاتی ہیں نیز یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے ذریعے احاطہ کردہ تمام یونیورسٹیوں اور اداروں کا احاطہ کیا جاتا ہے۔

3-روزگار:

الف۔حکومت نے معذور افراد کے لئے سرکاری خدمات، سرکاری شعبے کے بینکوں اور سرکاری اداروں میں گروپ اے، بی، سی اور ڈی کی آسامیوں میں سے پانچ فی صد آسامیاں مخصوص کی ہیں۔

ب۔معذور افراد کو سرکاری عہدوں کے لئے بھرتی کرنے کے سلسلے میں عمر کی اوپری حد میں دس سال تک کی رعایت دی جاتی ہے۔وہ درخواست فیس اور امتحان فیس کی ادائیگی سے بھی مستثنیٰ ہیں۔

ج۔حکومت نے مختلف محکموں اور شعبوں میں ایسے عہدوں کی نشاندہی کی ہے، جنہیں معذور افراد کے لئے اس عہدے کا کام انجام دینے کے سلسلے میں ان کی صلاحیت کی بنیاد پر مخصوص کیا جاتا ہے۔

د۔حکومت نے اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ علاقائی بنیاد پر گروپ سی اور ڈی کے لئے بھرتی کئے گئے معذور افراد کی تعیناتی اس خطہ کے اندر، ان کی جائے پیدائش کے قریب ترین جگہ پر جہاں تک ممکن ہے، انتظامی رکاوٹوں اور مجبوریوں کے تحت، کی جاسکتی ہے۔ان کے وطن میں یا اس کے قریب ترین جگہ پر دفتر کے لئے تبادلے کے سلسلے میں معذور ملازمین کی درخواستوں کو ترجیح بھی دی جاسکتی ہے۔

ہ۔حکومت نے تمام ریاستی راجدھانیوں میں معذور افراد کے لئے خصوصی روزگار دفاتر قائم کئے ہیں۔ اس کے علاوہ معذور افراد کے لئے مخصوص کردہ سرکاری آسامیوں کے سلسلے میں بھرتی کرنے کے لئے تمام ضلع صدر دفاتر میں خصوصی روزگار شعبے قائم کئے گئے ہیں۔ان جگہوں میں جہاں خصوصی روزگار دفاتر قائم نہیں کئے گئے ہیں، باقاعدہ روزگار دفاتر کے اندر خصوصی روزگار شعبے قائم کئے گئے ہیں۔ریزرویشن کے تحت سرکاری روزگار کے لئے مجاز ہونے کے سلسلے میں معذور افراد کو ان خصوصی

روزگار دفاتر/شعبوں میں اپنا نام درج کرانا ہوتا ہے۔ معذور افراد کے لئے پیشہ ورانہ بحالی کے سترہ مراکز میں بھی خصوصی روزگار اندراج کرایا جاسکتا ہے۔

و۔حکومت آجرین کے لئے ترغیبات کے ذریعے نجی شعبے میں معذور افراد کے لئے روزگار کا اہتمام کرتی ہے۔حکومت ماہانہ 25000 روپے کی کم سے کم تنخواہ والے معذور افراد کے روزگار کے لئے تین سال تک معذور ملازم کے پروویڈنٹ فنڈ اور ملازم کے سرکاری بیمے کے سلسلے میں آجر کے تعاون کی ادائیگی کرتی ہے۔

ز۔پٹرولیم اور قدرتی گیس کی وزارت نے جسمانی طور سے معذور افراد کے لئے سرکاری شعبے کی تیل کمپنیوں کی تمام اقسام کی ڈیلرشپ ایجنسیوں کا 7.5 فی صد حصہ مخصوص کیا ہے۔

ح۔نیشنل ہینڈی کیپ فائنانس اینڈ ڈیولپمنٹ کارپوریشن خود روزگار کے لئے معذور افراد کو قرضے فراہم کرتی ہے۔ ان اسکیموں میں خدماتی/تجارتی/صنعتی یونٹوں میں چھوٹا کاروبار قائم کرنے کے لئے، اعلی مطالعات/پیشہ ورانہ تربیت کے لئے، معذور افراد کے لئے امدادی آلات کی تیاری/پیداوار کے لئے، زرعی سرگرمیوں کے لئے، ذہنی نشو ونما کی کمی، دماغی فالج اور اوٹزم والے افراد میں خود روزگار کے لئے قرضے شامل ہیں۔

ط۔**سرکاری شعبے کے بینک**: یتیموں، خواتین کے مسکنوں اور جسمانی طور سے معذور افراد کے لئے سرکاری شعبے کے بینکوں کی اس اسکیم کے تحت، سود کی امتیازی شرح کے فوائد جسمانی طور سے معذور افراد کے علاوہ معذور افراد کی بہبود کے سلسلے میں کام کرنے والے اداروں کے لئے بھی دستیاب ہیں۔ سماجی مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے سود کی شرح سالانہ چار فی صد کے حساب سے یکساں طور سے لگائی جائے گی۔ چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کو مالیہ فراہم کرنے کی اسکیم کے تحت 2,00,000 روپے تک کی سرمایہ جاتی حد سے فائدہ اٹھانے کے سلسلے میں معذور افراد کے لئے سود کی شرح کے سلسلے میں ایک خصوصی اہتمام (0.5 فی صد کی رعایت) کیا گیا ہے۔

4۔آلات اور سازوسامان خریدنے/لگانے کے سلسلے میں معذور افراد کے لئے امداد(اے ڈی آئی پی اسکیم: اس اسکیم کا اہم مقصد ایسے پائیدار، بہترین اور سائنسی طور سے تیار کردہ، جدید، معیاری آلات اور سازوسامان خریدنے کے سلسلے میں ضرورت مند معذور افراد کی مدد کرنا ہے جن سے معذوری کے اثرات میں کمی لاکر اوران کی معاشی صلاحیت میں اضافہ کرکے ان کی جسمانی، سماجی اور نفسیاتی بحالی کو فروغ ملے۔

5۔اندرا آواس یوجنا: یہ مکانات کی ایک مرکزی طور سے اسپانسر کردہ اسکیم ہے جس کے تحت میدانی علاقوں میں 20000 نیز پہاڑی/دشوار گزار علاقوں میں 22000 روپے کی ایک یونٹ لاگت پر غریبی کی سطح سے نیچے زندگی گزارنے والے دیہی غریب لوگوں کو مفت رہائشی یونٹ فراہم کرنا ہے۔اس کے فنڈس کا تین فی صد حصہ دیہی علاقوں میں غریبی کی سطح سے نیچے زندگی گزارنے والے معذور افراد کے فائدے کے لئے مخصوص کیا جاتا ہے۔

6۔معذور افراد کو بااختیار بنانے کے لئے قومی انعامات کی اسکیم: اس شعبے میں برتری حاصل کرنے کے سلسلے میں ان کی کوششوں کا اعتراف کرنے نیز اس ضمن میں دوسرے لوگوں کی حوصلہ افزائی کرنے کی غرض سے علاحدہ انعامات سب سے زیادہ کارگزار/نمایاں معذور ملازمین، بہترین آجرین، بہترین پلیسمنٹ ایجنسی/افسر، ممتاز افراد، نمایاں اداروں، رول ماڈلوں، نمایاں تخلیقی معذور افراد کو نیز نمایاں ٹکنالوجیکل اختراع اور کفایتی ٹکنالوجی فراہم کرنے کے سلسلے میں اختراع کے تصرف کے لئے پیش کئے جارہے ہیں۔معذور افراد کے لئے رکاوٹوں سے پاک ماحول پیدا کرنے کے لئے سرکاری شعبے، سرمایہ کاری شعبے کے اداروں اور نجی اداروں، معذور افراد کی باز آبادکاری کے شعبے میں بہترین ضلع، قومی ٹرسٹ کی مقامی سطح کی بہترین کمیٹی نیز نیشنل ہینڈی کیپڈ فائنانس اینڈ ڈیولپمنٹ کارپوریشن (این ایچ ایف ڈی سی) کی بہترین ریاستی ذریعہ جاتی ایجنسی کو بھی انعامات دیئے جاتے ہیں۔ خاص طور سے دیہی علاقوں کی معذور خواتین کے پلیسمنٹ اور خود روزگار شدہ خواتین کو ترجیح دی جاتی ہے۔

7۔معذور افراد کو بااختیار بنانے کے لئے ٹرسٹ فنڈ: سپریم کورٹ نے 2000 کی سول اپیل نمبر 4655 اور 5218 کے سلسلے میں اپنے حکم مورخہ 16 اپریل 2004 میں ہدایت کی تھی کہ جن بینکوں نے سود پر ٹیکس کی وصولی کے سلسلے میں راؤنڈنگ آف کے ذریعے قرض لینے والے لوگوں سے سالانہ طور سے 723.79 کروڑ روپے کی تخمینہ شدہ زائد رقم وصول کی تھی، انہیں رقم ایک ٹرسٹ کو منتقل کردینی چاہئے، جس کا استعمال معذور افراد کی فلاح و بہبود کے لئے کیا جائے گا۔ وزارت نے بامقصد استعمال کے لئے اوٹزم، دماغی فالج، ذہنی نشو ونما کی کمی اور کثیر معذوریوں والے افراد کی فلاح و بہبود سے متعلق قومی ٹرسٹ کو اس رقم کی منتقلی کے سلسلے میں سپریم کورٹ کی ہدایات مانگی تھیں۔ سپریم کورٹ کو وزارت کی اس درخواست پر ہنوز رائے قائم کرنی ہے لیکن اس اثنا میں یہ ٹرسٹ قائم کیا جاچکا ہے نیز وزارت خزانہ کے بینکنگ ڈویژن نے بینکوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ اس رقم کو ٹرسٹ کے کھاتے میں جمع کریں۔

8۔مشن کے انداز میں ٹکنالوجی کی ترقی وفروغ کے پروجیکٹ: ٹکنالوجی کے استعمال کے ذریعے موزوں اور کفایتی آلات اور سازوسامان فراہم کرنے نیز روزگار کے ان کے مواقع میں اضافہ کرنے اور سماج میں جسمانی طور سے معذور افردا کو شمولیت بڑھانے کی غرض سے مذکورہ بالا اسکیم 91-1990 کے دوران شروع کی گئی تھی۔ اس اسکیم کے تحت آلات اور سازوسامان تیار کرانے کے سلسلے میں تحقیق وترقی کے موزوں پروجیکٹوں کی نشاندہی کی جاتی ہے نیز انہیں فنڈ فراہم کیا جاتا ہے۔

III۔ آئی ایل او کے ذریعے توضیح کردہ اتفاقی حالات یا اتفاقی غریبی پر توجہ دینے کے لئے سماجی تحفظ کے

پروگرام وضع کئے گئے ہیں۔ ان پروگراموں کے تحت بڑھاپے میں پنشن، طبی بیمہ، نقصان کے لئے معاوضہ فراہم کرنے کا خیال رکھا جاتا ہے۔

الف۔اندرا گاندھی نیشنل ڈس ایبیلٹی پنشن اسکیم: اس اسکیم کو دیہی ترقیاتی کی وزارت کے سکریٹری نے 17 فروری 2009 کو

سماجی امداد کے قومی پروگرام کے ایک جزو کے طور پر شامل کیا تھا۔ آئی جی این ڈی پی ایس کے تحت فی فرد ماہانہ 300 روپے کی مرکزی امداد 18 تا 79 سال کی عمر کے گروپ میں نیز حکومت ہند کے مقرر کردہ معیار کے مطابق غریبی کی سطح سے نیچے زندگی گزارنے والے کنبے سے تعلق رکھنے والے شدید یا کثیر معذوریوں والے افراد کو فراہم کی جاتی ہے۔

ب۔معذوری سے متعلق فائدہ۔ملازم کے معاوضے سے متعلق فائدہ۔ ملازم کے معاوضے سے متعلق قانون 1923 کے تحت جسے اس سے پہلے مزدوروں کے معاوضے سے متعلق قانون 1993 کہا جاتا تھا، آجر کو روزگار سے متعلق چوٹوں کے معاملات میں جن کے نتیجے میں معذوری یا موت واقع ہوتی ہے، ملازمین یا ان کے کنبوں کو معاوضہ ادا کرنا ہوتا ہے۔ اس کارکن کو جسے پیشے کی وجہ سے کوئی بیماری لاحق ہوئی ہو، روزگار کی وجہ سے یا روزگار کے دوران ایک حادثے سے متاثرہ سمجھا جاتا ہے نیز آجر اس کے معاوضہ دینے کے لئے قانوناً ذمہ دار ہے۔ ان چوٹوں کی فہرست جن کے نتیجے میں مستقل مکمل اور جزوی معذوری واقع ہوئی ہے، ملازم کے معاوضے سے متعلق قانون کے باب 1 کے جزو I اور II میں دی گئی ہے جب کہ پیشے کی وجہ سے لاحق ہوئیں بیماریوں کی توضیح ملازم کے معاوضے سے متعلق قانون کے بات III کے جزو الف، ب اورج میں کی گئی ہے۔ لیکن یہ منظّم شعبے میں قابل اطلاق ہے۔

چیلنج اور آگے کا راستہ

ہندوستان میں سماجی تحفظ کے پروگرام معذور لوگوں تک پورے طور سے نہیں پہنچتے ہیں۔ ہندوستان میں بیشتر ترقیاتی پروگرام معذور لوگوں کی ناقابل رسائی ہیں جس کی زیادہ تر وجہ ان کے اردگرد کی جسمانی یا سماجی رکاوٹیں ہیں۔ معذوری سے متعلق مخصوص امداد کے مختلف پروگرام ملک میں دستیاب ہیں لیکن ان کا احاطہ جامع نہیں ہے۔ ان اسکیموں میں معذور افراد کے مسائل پر جامع طور سے توجہ نہیں دی جاتی ہے۔ اطلاعات اور تشہیر کی کمی نیز ایک ہی جگہ پر تمام کام والے طریقے کی عدم موجودگی کی وجہ سے معذور لوگ اکثر اس بات سے ناواقف رہتے ہیں کہ ان کے لئے کون سے فوائد اور اسکیمیں دستیاب ہیں۔ نہ تو فوائد کا ایک یکساں فارمولہ ہے اور نہ ہی کوئی ایک واحد ایجنسی ہے جو اس پروگرام کا انتظام وانصرام کرے یا اس پروگرام کے سلسلے میں رہنمائی کرے۔ معذور افراد کو امداد اور فوائد کی فراہمی کے سلسلے میں موجودہ عملی انتظامات تربتر ہیں۔ یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ ان ایجنسیوں یا محکموں کی کثیر تعداد کو مربوط کئے جانے کی ضرورت ہے جو معذوری سے متعلق فوائد کی نگرانی کرتے ہیں تاکہ جامع پروگرام سازی اور عمل درآمدی پالیسی کو ایک چیف ایگزیکٹو افسر کے حامل ایک شعبے کے تحت لایا جاسکے۔

دسویں منصوبے میں تمام متعلقہ وزارتوں کے بجٹ میں معذور افراد کے لئے ایک جزویاتی منصوبہ شروع کرنے کی سفارش کی گئی ہے تاکہ معذور لوگوں کو بااختیار بنانے کی اسکیموں کے لئے فنڈس کی باقاعدہ آمد کو یقینی بنایا جائے۔ لیکن وسط مدتی جائزے کی دستاویز سے صاف طور سے پتہ چلتا ہے کہ ایم ایس جے ای نے اس سفارش پر عمل درآمد کرنے کے سلسلے میں کچھ نہیں کیا ہے جو کہ اپنے آپ میں متعلقہ وزارت کے کام کاج کے بارے میں ایک افسوس ناک تبصرہ ہے۔ اس کے علاوہ دسویں پنج سالہ منصوبے میں مختلف پالیسیوں کے تحت اسکیموں پر عمل درآمد کرنے کے سلسلے میں اتفاق کردہ اخراجات کا محض 31 فی صد خرچ کیا گیا ہے جس سے حکومت کی کوتاہی کا اظہار ہوگا ہے۔ نیز معذور افراد کے تئیں اس کی سرد مہر رویے کا پتہ چلتا ہے۔ یہ محسوس کیا گیا ہے کہ معذوری کے محرکات کو سمجھ کر شمولیت پر مبنی حکمت عملیوں کا منصوبہ بنانے نیز انہیں وضع کرنے کی ضرورت ہے۔ معذور لوگوں کے لئے سماجی تحفظ کی جامع اور ترقیاتی اسکیمیں وضع کرنے کی غرض سے پہلا قدم ان کے بارے میں تفصیلی معلومات اور اعداد وشمار جمع کرنا ہوگا جن میں معذور آبادی، غریبی کی سطح سے نیچے معذور بچوں والے والدین، ایسے قابل اور اہل بے روزگار، معذور افراد، جنہیں روزگار دیا جاسکتا ہے، ایسے شدید طور سے معذور افراد، جنہیں مستقل مدد کی ضرورت ہے، 60 سال سے زیادہ کی عمر کے معذور لوگ، غیر رسمی شعبے میں کام کرنے والے معذور لوگ وغیرہ جیسے پہلو بھی شامل ہیں۔

جامع عملی انتظامات، مختلف ذرائع سے فنڈس جمع کرنا نیز پیشہ ورانہ نگرانی اور کنٹرول کے تحت فوائد کی فراہمی ایسے اہم اقدامات ہیں جو فوری طور سے کئے جانے ہیں۔ اس کے علاوہ مقامی ریاستی، قومی اور بین اقوامی ایجنسیوں، سرکاری اور غیر سرکاری تنظیموں سے مزید وسائل جمع کئے جانے کی ضرورت ہے تاکہ ان کے فوائد معذور لوگوں کو پہنچیں۔

☆☆☆

نیلنجا گھوش

بہبود کاشتکار کا تحفظ: یا حقیقت تخیل

حکومت کی نگرانی سے متعلق پیچیدگیوں کا ٹکنالوجی کی مدد سے انتظامی اختراعات سے خاتمہ ممکن ہوسکے گا۔ کسان ایک باوقار زندگی کے حق کے ساتھ ایک شہری کی حیثیت سے منڈی میں موثر طریقے سے اپنے معاملات کو انجام دے گا۔

انسٹی ٹیوٹ آف اکنامک گروتھ، دہلی
nila@iegindiaorg

وزارتوں کو اکثر ان سے وابستہ تبدیلیوں کے سبب نام کے اعتبار سے تقسیم یا ضم کیا جاتا ہے تاہم سال 2015 میں وزارت زراعت کا نام تبدیل کر وزارت زراعت بہبود کاشت کاری کرنا محض ایک قابل افادہ ازسرنو منظّم کرنا نہیں تھا بلکہ اس حقیقت کو تسلیم کرنا تھا کہ زراعت زیادہ غلہ پیدا کرنے کا عمل نہیں ہے بلکہ ایک عزم مصمم ہے کہ غلہ پیدا کرنے والے افراد سماج کے دیگر طبقات کے مانند معیار زندگی حاصل کرسکیں۔

ملک میں سبز انقلاب اور پالیسی ترغیبات کی بدولت بنیادی غذائی اجناس کی پیداوار کی شرح میں کئی گنا اضافہ ہوا۔ ہندوستان نے 1960 کی دہائی کی غذائی قلت کے ایام سے نجات حاصل کر کے چاول اور دودھ کی پیداوار میں دنیا کے دوسرفہرست مما لک میں نہ صرف اپنا مقام بنالیا بلکہ غذائی پیداوار میں خود کفیل بن گیا۔ اس کے بعد دلہن، پھل اور سبزیاں (ایف اینڈ وی) جیسے صارفین کے مفاد والی دیگر فصلوں کا احاطہ کرنے کے لئے پالیسی پر خصوصی توجہ دی گئی۔

غذائی پیداوار میں اس نمایاں کامیابی کے باوجود غلہ پیدا کرنے والا بنیادی کاشت کار محروم و مایوس رہا ہے۔ اس ضمن میں زرعی آمدنی بہت کم ہی بلکہ معاشی غیر یقینی صورت حال سے سب سے زیادہ متاثرین میں کاشت کار بھی شامل ہیں۔ سال 04-2003 میں کرائے گئے ایک سروے کے مطابق زراعت سے تعلق رکھنے والے 40فی صد افراد موقع ملنے پر مختلف پیشے اختیار کرلیتے ہیں (این ایس ایس او2005) مزید برآں اسی سروے میں کہا گیا ہے کہ کاشت کاروں کو اپنی معمولی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے زراعت کے علاوہ دیگر ذرائع کا بھی استعمال کرنا ہوتا ہے (این ایس ایس او2014)۔ اس مضمون میں دریافت کیا گیا ہے کہ زرعی پیداوار کی اس بلند سطح اور کاشت کاروں کی صورت حال میں سدھار کے لئے روایتی اور اختراعی کوششوں کے باوجود کسان غریبی، حالت زار اور ناقص معیار زندگی میں مبتلا کیوں ہیں۔

کاشت کار کی آمدنی اور حالت زار

کسانوں کی حالت زارت سے متعلق رپورٹس اور سال 2022 تک کسانوں کی آمدنی دگنی کرنے سے متعلق وزیراعظم کی تقریر کی روشنی میں کاشت کار کی آمدنی موضوع بحث ہے۔ ان تمام بیانات نے کسانوں کو مرکزی نقطہ بنادیا ہے۔ زرعی آمدنی کا انحصار متعدد عناصر پر ہے۔ زرخیزی بالخصوص زمین کو زیادہ آمدنی کی کلید تصور کیا جاتا ہے۔ مجموعی پیداوار میں اضافہ بھی کافی اہم ہے کیوں کہ دیگر قلیل محرکات جیسے پانی اور کھاد مہنگی ہیں۔ ٹکنالوجی اور مروج طریقہ کار میں سدھار پیداوار اور معیار کی ضامن ہے۔ گرچہ منڈی کی مانگ کے اعتبار سے غذائی اجناس اور پیداوار میں ضائع ہونے والا غلہ قدر فروخت کا تعین کرتا ہے تاہم غذائی اجناس کی قیمتیں اور محرکات زرعی آمدنی کے تعین کے اعتبار سے کافی اہم ہیں۔

ہندوستان کی زرعی ماحولیاتی تنوع سے ہر کوئی واقف ہے لیکن ایک وفاقی ڈھانچے میں ریاستوں کی

درمیان مختلف ہوتی ہے جس کے نتیجے میں ملک میں فصلوں کی آمدنی کے شرحیں، ڈھانچہ اور ادارے مختلف ہوتے ہیں۔ زرعی زمرے فی کس آمدنی کی کم شرح کے دیگر کئی اسباب ہیں جن میں ہندوستان میں کھیتوں کے رقبے کا کم ہونا، آبادی میں تیزی کے ساتھ اضافہ ہونا۔ صنعتی زمرے میں ملازمتوں کے مواقع کا کم ہونا شامل ہیں۔ ملک کے کچھ حصوں میں دیگر کے مقابلے کاشت کاری اس لئے زیادہ منافع بخش ہے۔ اس میں قدرتی، آبادی اور انتظامی اختلافات کا بہت دخل ہے۔ فی کس آمدنی میں اضافے کا ایک ذریعہ افرادی قوت کی زمرہ جاتی ہجرت ہے اور اس سے سیکٹر میں نئے آئیڈیا اور ہنرمندی لانے میں بھی مدد ملے گی۔ اس سے زیادہ زرعی آمدنی سے مانگ بڑھے گی اور زرعی زمروں کو مدد ملے گی۔

زراعت کے لئے سب سے زیادہ خطرے کی بات موسم کی ہوتی ہے۔ مانسون کی ناکامی سے نہ صرف رواں سیزن کی فصل متاثر ہوتی ہے۔ بلکہ اس کے اثرات آنے والے کئی برسوں تک نمایاں رہتے ہیں کیوں کہ کم مانسون کے سبب آبی ذخائر، ندیوں، نہروں، کنووں اور زیرزمین پانی کی سطح کم ہوجاتی ہے۔ اس کے نتیجے میں سال 2014 اور 2015 کی مانند کسان قرض میں ڈوب جاتے ہیں اور وہ اپنے ذریعے کی گئی سرمایہ کاری کے تعلق سے فکر مند رہتے ہیں۔ حتی کہ جب معمول کے مطابق مانسون سے لوگ خوش ہوتے ہیں۔ اس وقت بھی بارش کی پورے سال میں تقسیم بھی تشویش کا سبب بنتی ہے کیوں کہ ایسے وقت میں متعدد خطے خاطر خواہ بارش سے محروم رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ مقررہ حد سے زیادہ اور بے موسم بارش سے بھی زبردست خطرہ ہوتا ہے۔ اس میں سیلاب سب سے زیادہ تباہ کن ہوتے ہیں۔ سال 2016 میں معمول کے مطابق مانسون کے وقت ملک کی نو ریاستوں میں سیلاب سے زبردست نقصان ہوا تھا۔ بہار میں ندیوں میں طغیانی کے سبب پانچ لاکھ افراد بے گھر ہوئے تھے اور تین لاکھ ہیکٹر قابل کاشت زمین متاثر ہوئی تھی۔ کاشت کاروں کی حالت زار کی ایک وجہ قیمتوں میں عدم استحکام بھی ہے۔ یہاں تک کہ عام حالات میں مارکیٹنگ کے چند مہینوں میں قیمتوں پر زبردست دباؤ رہتا ہے حالاں کہ یہی قیمتیں استحکام میں معاون ہوتی ہیں اور ان میں بتدریج اضافہ بھی ہوتا ہے لیکن کسانوں کے پاس غلہ کے ذخیرے کے کم ہی ذرائع ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ انہیں خود غذائی اجناس بعد میں زیادہ قیمتوں میں حاصل کرنی پڑتی ہیں۔ بڑھی ہوئی کم سے کم سہارا قیمتوں سے کسانوں کو ملک کے لئے وافر مقدار میں غذائی اجناس پیدا کرنے کی ترغیب ملتی ہے اور اس سے قیمتوں میں استحکام اور منافع ہوتا ہے۔ لیکن ایسا اس وقت ہی ممکن ہے جب حکومت مناسب مقدار میں غلہ حاصل کرے۔ بڑی مقدار میں سپلائی سے بھی قیمتیں متاثر ہوتی ہیں۔ سال 17-2016 میں بڑھی ہوئی کم سے کم سہارا قیمت (ایم ایس پی) کے باوجود بڑے پیمانے پر کاشت نے دلہن کی قیمتوں کو کم کردیا۔ علاوہ ازیں مانگ میں اتار چڑھاؤ اور عالمی مسابقت بھی منڈی سیزن کے آغاز پر قیمتوں میں عدم استحکام اور غیر یقینی صورت حال میں شدت پیدا کرسکتی ہیں۔

دیہی سہولتیں

بہبود کاشت کار کو صرف پیداوار اور قیمتوں کے تناظر میں دیکھنا گمراہ کن ہوگا۔ روزمرہ کی زندگی میں متعدد خدمات کا نئے مواقع تلاش کرنا اور اہلیت حاصل کرنے میں اہم کردار ہوتا ہے۔ (سین 2005)۔ یہ ٹکنالوجی میں ترقی سے افادہ کی راہ ہموار کرتے ہیں۔ ان میں سے متعدد کو شہریوں کے حقوق تسلیم کیا جاسکتا ہے اور حکومت کو پابند کیا جاسکتا ہے۔ بدقسمتی سے ایک شہری امتیاز (لیٹن 1977) بظاہر ابھی بھی ہندوستان کی ترقی میں حائل ہے اور اس سے دیگر کے مقابلے کسان سب سے زیادہ متاثر ہیں۔

کئی برسوں سے غریبوں کے فروغ انسانی وسائل پر خصوصی توجہ مرکوز نہیں کی گئی۔ دیہات جہاں غریبوں کی بڑی تعداد رہائش پذیر ہے۔ وہ اس سے سب سے زیادہ متاثر ہیں۔ ایسے وقت میں جب اسکول اندراجات کو زیادہ اہمیت ملنی شروع ہوئی تو معیار کے اعتبار سے تعلیم کمزور ہوئی اور قابل روزگار صلاحیتوں میں فقدان ہوا۔ بجٹ میں کٹوتی، پالیسی نفاذ کا کمزور عمل اور بدعنوانی اس کے لئے ذمہ دار اسباب میں سے چند ہیں۔ ان اسباب نے صحت عامہ خدمات کو بھی متاثر کیا جن پر ملک میں کسانوں کے بڑے طبقے کا انحصار ہے۔ تغذیہ اور ماحولیات کا بھی صحت عامہ میں بڑا دخل ہوتا ہے۔ ان کو قابل برداشت طریقوں سے سدھارا جاسکتا ہے۔ نظام برائے تقسیم عامہ (پی ڈی ایس) نے چھوٹے کسانوں کو ایسے وقت میں راحت دی جب غذائی پیداوار میں کمی ہوئی۔ پی ڈی ایس سے ابتدا میں سب کو اور بعد میں غریبوں کو نشانہ بنایا۔ اس پر پی ڈی ایس کو تنقید کا نشانہ بھی بنایا گیا۔ 1980 کی دہائی کے وسط سے پی ڈی ایس میں ترمیمات کا سلسلہ جاری ہے۔

حالاں کہ گزشتہ دہائی میں مادی مواصلات

(شاہراہ، ریلویز اور میٹرو ریل) پر خصوصی توجہ کے لئے سرکاری سطح پر بڑی کوشش کی گئی۔اس کے باوجود 16فی صد ہندوستانی دیہات اہم شاہراہوں کے ساتھ رابطے سے محروم ہیں (مشرا اینڈ نوروسیڈ 2017)۔ برق کاری نے روزمرہ کی زندگی کو سہل تر کردیا اور اقتصادی سرگرمیاں بڑھادی ہیں۔لیکن مکان، پانی اور پانی کی نکاسی کا نظام صحت عامہ اور ماحولیات کے لئے ضروری ہے۔ مردم شماری کی تفصیلات کے تجزیے سے واضح ہوجاتا ہے کہ دیہی علاقے کے 70-45فی صد مکان بجلی، پانی اور ٹوائلٹ کی سہولتوں سے محروم ہیں اور ان میں سے 18فی صد کو کوئی سہولت حاصل نہیں ہے۔مشرا اینڈ شکلا 2013)موبائل فون، انٹرنیٹ اور خلائی ٹکنالوجی کے ذریعے فوری جانکاری بنیادی ڈھانچہ بندی کے لئے ضروری ہے۔اس لئے حیاتیاتی ڈھانچہ بندی کاشت کار برادری کی سماجی زندگی میں سدھار لاسکتی ہے۔ پیداوار میں اضافہ کرسکتی ہے، مارکیٹنگ میں معاون ہوسکتی ہے، پیداوار کے عمل میں ضائع ہونے والے غلے میں کمی کرسکتی ہے۔ ویلیوایڈیشن کو فروغ دے سکتی ہے اور سماجی ڈھانچہ بندی کو مزید فعال بناسکتی ہے۔

زرعی شعبے میں خواتین پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔کاشت کنبے کی خواتین زیادہ تر بغیر اجرت کے زرعی مزدور کے طور پر خدمات انجام دیتی ہیں۔ان میں سے متعدد نامساعد حالات میں خدمات انجام دیتی ہیں جن میں کم اجرت پر دھان کی بوائی بھی شامل ہے (گھوش 2010)۔شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ خواتین کو نئی ٹکنالوجی اور زیادہ آمدنی کے مواقع کے سبب افرادی قوت سے باہر کردیا جاتا ہے۔(بواپ 1970) غیر زرعی کاموں کے لئے مردوں کو ترجیح زرعی شعبے میں غریب خواتین کے لئے کم اجرت مجبوری ہوسکتی ہے۔زرعی شعبے میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے تربیت و ہنرمندی، خواتین کے لئے مخصوص صحت خدمات، بچوں کی دیکھ بھال میں معاونت، خواتین کی جسمانی ساخت کی مطابقت سے مشنری اور جانکاری تک رسائل بہت اہم ہے۔

بہبود کاشت کار کے لئے نئے طریقے

کئی برسوں سے ہندوستان کی زرعی ترقی کی کلید جیسے اچھے بیجوں کی سپلائی، کھاد میں سبسڈی، سستی توانائی، آب پاشی کے لئے رعایتی قرض اور کم سے کم سہارا قیمت پر غلہ کی سرکاری حصولی نے پیداوار میں حائل اڑچنوں کو دور کیا جس نے زراعت کو منافع بخش بنانے کے ذریعے صارفین کی غذائی سلامتی کو یقینی بنایا۔ جب یہ محسوس کیا گیا کہ زیادہ زرعی پیداوار والے علاقوں میں بھرپور سہولتیں فراہم کردی گئی تو دیگر فصلوں، ذخیرہ اندوزی کی سہولتوں، زیادہ بارانی علاقوں اور مشرقی خطے میں بنیادی ضرورتوں پر توجہ مرکوز کی گئی۔اس کے لئے مشرقی ہندوستان میں سبز انقلاب (بی جی آر ای آئی) تلہن، دلہن، مکئی اور تاڑ کے تیل کی مربوط اسکیم (آئی ایس او پی او ایم) قومی غذائی سلامتی مشن (این ایف ایس ایم) راشٹریہ کرشی وکاس یوجنا (آر کے وی وائی) اور ویئر ہاؤسنگ ڈیولپمنٹ اینڈ ریگولیٹری اتھارٹی (ڈبلیوڈی آر اے) کا سہارا لیا گیا۔

اس ضمن میں بلاضرر طریقوں کو ترجیح دی گئی۔پیرس سمجھوتہ پر دستخط کے ساتھ ہندوستان نے ماحولیاتی تبدیلی کے خلاف عالمی جنگ میں شمولیت کرلی اور زیادہ پیداوار اور قابل برداشت ترقی کے لئے ماحولیاتی تبدیلی سے متعلق قومی ایکشن پلان (این اے پی سی سی) کی جامع رہنمائی میں عمل کیا۔

اس ضمن میں ماحولیاتی تبدیلی سے سب سے زیادہ متاثر ہونے والے کسانوں میں ماحولیاتی تبدیلی کے متعلق پیداوار کی گئی اور قدرتی آفات کی پالیسی مرتب کی گئی۔

خطرات سے نمٹنے کے لئے قدرتی حل انشورنس ہے لیکن دہائیوں کی جھجھک کے بعد فصل بیمہ (سی آئی) اسکیم کو متعارف کرایا گیا۔قومی زرعی بیمہ اسکیم کو سال 1999-00 میں ہی شروع کیا جاسکا۔اس کے لئے ایک علاقائی سوچ اختیار کی گئی۔تفصیلات کی ضرورت کو کم سے کم کیا گیا کیوں کہ کسی بھی علاقے کے کسان کو یکساں خطرے کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے۔ادارہ جاتی قرض خواہان کا احاطہ بھی لازمی تھی۔تاہم این اے آئی ایس تفصیلات کے فوت کے سبب علاقے کی چھوٹی یونٹوں کے خوف کا ازالہ کرنے میں ناکام رہیں اور یہ تجارتی اعتبار سے خسارے کا شکار ہوگئیں۔اس کے ردعمل میں سی آئی میں تجدید کی گئی۔جنوری 2016 میں حکومت نے پردھان منتری فصل بیمہ یوجنا (پی ایم ایف بی وائی) کے نام سے ایک جامع اسکیم شروع کی جس میں موسم، جراثیم، بیماری، ناقص بیج، اور کھڑی اور تیار فصلوں کو نقصان جیسے خطرات کا احاطہ کیا گیا۔ گرچہ حکومت نے کسانوں کے ذریعے پریمیم کی ادائیگی میں سبسڈی جاری رکھی، اس کے ساتھ ساتھ نجی سیکٹر کو بھی اس میں مدعو کیا گیا۔جدید تکنالوجی نے متعلقہ علاقے کی جانکاری کی رفتار میں تیزی پیدا کی تاکہ مستقبل میں درج علاقے کو یکساں قسم کا علاقہ بنایا جاسکے۔

فصل بیمہ ماحولیاتی تبدیلی کے خلاف ایک اہم ہتھیار ثابت ہوسکتا ہے۔ تاہم موسم سے متعلق قدرتی آفات ایک بڑے علاقے کو نشانہ بناتی ہیں۔ملک میں سیٹلائٹ اور موسمیاتی جانکاری کی درست آگاہی کی اہلیت کو بہتر بنایا جارہا ہے تاکہ اس کے ردعمل میں بچاؤ اور راحت کاری کے لئے ایک فورس تشکیل دی گئی جس کے تحت ریاستوں اور متاثرہ علاقوں میں امداد کے لئے مرکزی دستے تعینات کئے جاتے ہیں۔خشک سالی کو بھی آفات تسلیم کیا جاتا ہے جب ریاستوں کے ذریعے علاقوں کو خشک سالی سے متاثرہ قرار دینے کے بعد متاثرہ علاقوں میں آبپاشی پر خصوصی سبسڈی کا انصرام ہوتا ہے۔

منڈی کے روایتی ضوابط فرسودہ ہونے کے سبب منڈی اصلاحات کی ضرورت محسوس کی گئی۔ منڈیوں کو زیادہ مسابقت اور فعال بنانے کے مقصد سے زرعی پیداوار منڈی کمیٹی (اے پی ایم سی) قانون میں ترمیم کی گئی تاکہ کسانوں کو زیادہ اختیارات حاصل ہوسکیں۔ اسٹوریج اور تقسیم کے نظام کو موجودہ وقت میں نگرانی اور بجٹ سے متعلق چیلنجوں کا سامنا ہے۔ یہ نظام قیمتوں کو قابو میں کرنے کے لئے حکومت کی کوششوں کی فعالیت طے کرتے ہیں۔محرکات اور غذائی سبسڈی اور غذائی حق داری کو آئینی بنانے والے سال 2013 کے قومی غذائی سلامتی قانون کے نفاذ نے مزید مالی دباؤ بنادیا۔ابھی بھی عالمی منڈی میں بڑھتی ہوئی قیمتوں کے دوران حکومت کی مداخلت سے کسانوں میں بدگمانی ہوتی ہے اور یہاں تک کہ کسانوں کے ذریعے قلت یا فراوانی کے ذریعے ان کے ہی مفادات متاثر ہوتے ہیں۔دریں اثنا ہندوستان کا

سبسڈی نظام تاریخی راہداری میں بھی ہے۔ امتیازی یونیک آئیڈنٹی فائیر (یو آئی ڈی) اور بینکنگ پروگرام (جن دھن) نے غریب اور مستفیضین تک ڈائریکٹ بینیفٹ ٹرانسفر (ڈی بی ٹی) کی راہ ہموار کردی ۔ اس کا

کامیاب تجربہ ایل پی جی سبسڈی کے عمل میں کیا جاچکا ہے۔ سال 17-2016 کے اقتصادی سروے میں یونیورسل بیسک انکم (یو پی آئی) کے متعلق تفصیل سے جانکاری دی گئی ہے جیسے تمام سبسڈی کا واحد متبادل سمجھا جارہا ہے۔

کسانوں کے معیار زندگی میں سدھار کے لئے سبسڈی یا سرمایہ کاری کے توسط سے متعدد دیہی ترقیاتی اسکیمیں چلائی جارہی ہیں جن کی مدد سے کسانوں کو درپیش مسائل کو حل کیا جارہا ہے جسے کسانوں کے روزگار کے مسائل قومی دیہی روزگار مشن (این آر ایل ایم)، قیمتوں کی بحالی الیکٹرانک قومی زرعی منڈی (ای این اے ایم)، قومی سماجی امدادی پروگرام (این ایس اے پی) کے توسط سے سماجی خدمات، اندرا آواس یوجنا (آئی اے وائی) سے مکانات، پردھان منتری گرام سڑک یوجنا (پی ایم جی ایس وائی) سے شاہوں کی ترقی، قومی دیہی صحت مشن (این آر ایچ ایم) سے صحت خدمات کو انجام دیا جارہا ہے۔ آبپاشی کو ایک نمایاں مقام دیا گیا ہے کیوں کہ مناسب آبپاشی سے خشک سالی کے مضرات کم کئے جاسکتے ہیں۔ منریگا کو ایک پبلک ورکس پروگرام (پی ڈبلیو پی) کے طور پر سال 2005 میں نافذ کیا گیا تھا۔ اس وقت منریگا نے دیہی علاقوں میں رہنے والے افراد کو ایک کم سے کم آمدنی کو یقینی بنانے میں متعدد سنگ میل قائم کئے ہیں۔ یہ روزگار کے لئے ایک آئینی حق کی علامت بن گیا ہے۔ گرچہ بجٹ سے متعلق پیچیدگیوں اور غیر معیاری ماحصل کے لئے اس کے ساتھ تنازعات بھی وابستہ رہے۔ تاہم دیہی نسلوں کے لئے ایک اہم اثاثہ ہوسکتا ہے۔ روزگار کی قابلیت پیداوار اور حقیقت کاری کو فروغ دینے کے لئے سل 2015 میں این پی ایس ڈی ای کے توسط سے معیاری ہنرمندی کو فروغ دیا گیا۔

ماحصل: کسانوں کی آمدنی کی ضمانت کے عمل کی نگرانی برسوں سے اس طریقہ کار کے تحت کی گئی جسے بنیادی طور پر بہبود صارفین کے لئے اختیار کیا گیا تھا۔ لیکن اب معاون نظاموں کا منڈی اصلاحات اور ناموافق بجٹ جیسے تضادات کا سامنا ہے۔ اب سماجی سلامتی کا نیا نظام زیر عمل ہے جہاں ہر شہری کی کم سے کم بہبود کو ایک حق کے طور پر تسلیم کیا جارہا ہے۔ حکومت موثر طریقے سے لین دین کے لئے ایک منڈی ماحول کو سازگار کرسکتی ہے، تاہم اوپن مارکیٹ میں قیمتوں اور آمدنی پر اس کا محدود کنٹرول ہے۔

ابھی بھی حکومت عوام کی غذائی سلامتی کے ساتھ ساتھ کسانوں کی سماجی سلامتی کی فطری طور پر نگراں ہے۔ اس قدرتی آفات سے تحفظ فراہم کرنا، بنیادی ڈھانچہ اور سماجی سہولتیں دستیاب کرانا اور انہیں شعور اور جانکاری سے آگاہ کرنے کی ذمہ داری حکومت پر رہی ہے۔ تاہم غذائی سلامتی سے بھرپور استفادہ کرنے والے ٹیکس دہندگان شہریوں اور ایک خوش حال زرعی زمرہ سے مستفید ہونے والے نجی زمرے کو بھی اپنی ذمہ داریوں کو انجام دینا چاہئے۔ طویل مدت کے تناظر میں زراعت کو تیزی کے ساتھ ابھرتی ہوئی صنعت کے طور پر دیکھا جارہا ہے جہاں وہ دیگر تیزی کے ساتھ ابھرتے ہوئے زمروں کے ساتھ مربوط ہوگی جس سے روزی روٹی کے لئے زمین پر سے دباؤ کو کم کرنے میں مدد ملے گی۔ حکومت کی نگرانی سے متعلق پیچیدگیوں کا تکنالوجی کی مدد سے انتظامی اختراعات سے خاتمہ ممکن ہوسکے گا۔ کسان ایک باوقار زندگی کے حق کے ساتھ ایک شہری کی حیثیت سے منڈی میں موثر طریقے سے اپنے معاملات کو انجام دے گا۔

☆☆☆

یوجنا کا آئندہ شمارہ

جی ایس ٹی

پر خاص ہوگا۔

ڈاکٹر بدری سنگھ بھنڈاری

بڑھاپے میں آمدنی کا ضامن

قومی پنشن نظام

پنشن یا بڑھاپے میں آمدنی کا انتظام سماجی تحفظ نظام کا ایک اہم جز ہے۔ یہ بڑھاپے میں غربت کو دور کرنے اور اس کے خطرات کو کم کرنے کا ایک میکانزم ہے تاکہ زندگی کسی پریشانی کے بغیر گذر سکے اور ریٹائرمنٹ کے بعد معیارزندگی برقرار رہے۔ پنشن سسٹم کو سبسکرائبرس کے لئے سستا، مالی لحاظ سے موثر اور معیشت کے لئے پائیدار ہونا چاہئے تاکہ تمام طرح کے پیشہ ورانہ گروپوں اور آمدنی والوں کا زیادہ سے زیادہ احاطہ کیا جاسکے۔ گذشتہ تین دہائیوں کے دوران دنیا کے بیشتر ملکوں میں پنشن سسٹم میں اصلاحات کئے گئے ہیں اور انہیں مالی لحاظ سے پائیدار بنایا گیا ہے تاکہ بڑھتی ہوئی آبادی سے پیدا ہونے والے مسائل کا مقابلہ کیا جاسکے اور بالخصوص غیر رسمی / غیر منظم سیکٹر تک اس کے دائرہ وسیع کیا جاسکے۔

ہندوستان میں روایتی طور پر بڑھاپے میں آمدنی کی ضمانت مشترکہ خاندانی نظام کے ذریعہ کی جاتی رہی ہے، جس کی جڑیں حالیہ عرصے تک اخلاقی قدروں میں پیوست تھی۔ تاہم پیشہ ورانہ تبدیلیوں، شہرکاری اور انفرادی خاندان کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ روایتی فیملی سپورٹ سسٹم دھیرے دھیرے بکھرتا جارہا ہے۔ مزید یہ کہ چونکہ پیدائش اور شرح اموات دونوں میں دھیرے دھیرے کمی آرہی ہے اور میڈیکل سائنس میں ترقی اور آمدنی کی سطح میں اضافہ کی وجہ سے توقع حیات بڑھ رہی ہے اور گزشتہ کئی دہائیوں کے مقابلے اب لوگ زیادہ دنوں تک زندہ رہ رہے ہیں اور ریٹائرمنٹ کے بعد کافی عرصے تک زندگی گزار رہے ہیں۔ آبادی کے بڑھتے ہوئے چیلنج اور مقررہ پنشن نظام پر بڑھتے ہوئے مالی بوجھ کی وجہ سے بیشتر ملکوں کو پنشن اصلاحات کے لئے اقدامات کرنے پڑے ہیں۔

پنشن یا پروڈنٹ فنڈ یا سپراناویشن یا ریٹائرمنٹ فوائد، جو بڑھاپا میں آمدنی کے انتظام کے لئے مختلف ناموں سے جانے جاتے ہیں، تاریخی لحاظ سے صرف منظم سیکٹر کے ورکروں بالخصوص سرکاری سروس، پبلک سیکٹر آرگنائزیشن اور پرائیوٹ سیکٹر میں چند ایک بڑی کمپنیوں تک محدود رہے ہیں۔ ہندوستان میں 2004 میں پنشن اصلاحات سے قبل تک پنشن کا منظرنامہ درج ذیل پنشن / پروڈنٹ فنڈ / سپراناویشن پلان پر مشتمل رہا ہے۔

i۔ خط افلاس سے نیچے رہنے والے اور ساٹھ سال کی عمر سے زیادہ کے افراد، معذور یا بیواوں کو نیشنل سوشل اسسٹنس پروگرام (این ایس اے پی) کے تحت تحفظ کی کم از کم سطح فراہم کرنے کے لئے ٹیکس کے ذریعہ حاصل آمدنی سے سماجی پنشن۔

ii۔ سینٹرل سول سروسز پنشن اسکیم 1972، جو 2004 سے قبل مرکزی حکومت کی سروس میں شامل ہونے والے ملازمین کے لئے ایک مقررہ پنشن اسکیم ہے۔ اسی طرح کی اسکیم ریاستی حکومتوں اور بہت سے پبلک سیکٹر انڈرٹیکنگ / بینکوں / انشورنس کمپنیوں وغیرہ کے ملازمین کے لئے بھی ہے۔

iii۔ کسی سرکاری یا پرائیوٹ سیکٹر کا نوٹیفائیڈ ادارہ جہاں کام کرنے والے ملازمین کی تعداد بیس یا بیس سے زیادہ ہو، ای پی ایف اور مسلینیس ایکٹ 1952 کے تحت ایمپلائز پروڈنٹ فنڈ آرگنائزیشن (ای پی ایف او) کے ذریعہ چلائی جانے والی ایمپلائز پروڈنٹ فنڈ (ای پی ایف) اور ایمپلائز پنشن اسکیم (ای پی ایس)۔

iv۔ لائف انشورنس کمپنیوں اور میوچل فنڈ کے ذریعہ پیش کردہ سپراناویشن / ریٹائرمنٹ پلان اور حکومت ہند کی طرف سے بینکوں اور پوسٹ آفسوں کے معرفت پیش کردہ پبلک پروڈنٹ فنڈ، جسے کوئی بھی شخص رضاکارانہ طور پر اختیار کرسکتا ہے اور جنہیں اختیار کرنے سے ٹیکس میں مراعات بھی ملتی ہیں۔

ہندوستان میں پنشن اصلاحات کی ضرورت اس لئے پڑی کیوں کہ ایک طرف مقررہ پنشن فوائد کے مد میں بجٹ پر بوجھ بڑھتا گیا اور دوسری طرف ملک کے بہت بڑے غیر منظم سیکٹر، جو افرادی قوت کا 84 فیصد سے زیادہ ہے، کو بڑھاپے میں آمدنی کے انتظام کے دائرہ میں لانے کی ضرورت محسوس کی گئی۔ اولڈ ایج سوشل اینڈ انکم

مصنف فی الحال پی ایف آر ڈی اے میں فل ٹائم ممبر ہیں۔
badris.bhandari@pfrda.org.in

سیکورٹی (او اے ایس آئی ایس)' بھٹا چاریہ' رنگا چاری وغیرہ جیسی ماہرین کی کمیٹیوں کی سفارشات کے مدنظر ہندوستان نے غیر مالی اعانت پنشن نظام کے تحت مقررہ فوائد کی پالیسی کی جگہ مالی اعانت والے پنشن نظام کو لانے کا محتاط قدم اٹھایا۔ ابتدا میں اسے نیا پنشن نظام کہا گیا اور اب اس کا نام نیشنل پنشن سسٹم (این پی ایس) کردیا گیا ہے۔ نیشنل پنشن سسٹم ایک مقررہ مالی اعانت والا پنشن سسٹم ہے جسے پنشن فنڈ ریگولیٹری اینڈ ڈیولپمنٹ اتھارٹی (پی ایف آر ڈی اے) انڈیا کی نگرانی میں چلایا جارہا ہے۔ این پی ایس کو ابتدا میں صرف ان سرکاری ملازمین (مسلح افواج کو چھوڑ کر) کے لئے رضا کارانہ طور پر شروع کیا گیا تھا جنہوں نے یکم جنوری 2004 کو یا اس کے بعد سروس جوائن کی تھی۔ بعد میں ریاستی ملازمین کو بھی اس میں شامل کرلیا گیا اور یکم مئی 2009 کے بعد سے کسی بھی سرکاری یا پرائیوٹ سیکٹر بشمول غیر منظم یا غیر رسمی سیکٹر خود روزگار والے افراد بھی رضا کارانہ بنیاد پر اس میں شامل ہوسکتے ہیں۔ اب این پی ایس 18 سے 60 برس تک کے ایسے تمام افراد کے لئے دستیاب ہے جو اپنی ملازمت یا کام کے دوران منظم سرمایہ کاری کرنا چاہتے ہیں تاکہ ریٹائرمنٹ کے بعد پنشن پاتے رہیں۔ سرکاری ملازمین کے لئے این پی ایس لازمی ہے۔ ان کی تنخواہ (بیسک سیلری او رمہنگائی بھتہ) کا 10% اور آجر کی طرف سے اسی کے برابر رقم ملازم کے پنشن اکاونٹ' جسے پرمانٹ ریٹائرمنٹ اکاونٹ نمبر (پران) کہا جاتا ہے' میں جمع کردی جاتی ہے۔ ایسے افراد جو این پی ایس میں رضا کارانہ طور پر شامل ہوئے ہیں ہر سال کم از کم 1000 روپے کی سرمایہ کاری کرسکتے ہیں، جس سے ان کی آمدنی کی سطح میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ اس رقم کو پی ایف آر ڈی اے کے رہنما خطوط کے مطابق سرکاری تمسکات، کارپوریٹن ڈیبینچر، بانڈ اور معتبر کمپنیوں کے ایکوٹی شیئروں میں سرمایہ کاری کی جاتی ہے۔ یہ کام پی ایف آر ڈی اے سے رجسٹرڈ اور پیشہ ورانہ ماہرین کے توسط سے کیا جاتا ہے۔ سبسکرائبرس کو اپنے پنشن فنڈ کو منتخب کرنے اور جوکھم کے لحاظ سے ان کی سرمایہ کاری کرنے کا فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

این پی ایس ایک غیر محدود ڈھانچہ ہے جہاں مختلف طرح کی سرگرمیاں انجام دی جاتی ہیں۔ مثلاً سبسکرائبرس کی سورسنگ اور رجسٹریشن، مقررہ وقفے سے پنشن کی رقم کو وصول کرنا، انفرادی سبسکرائبرس کے ریکارڈ کا رکھ رکھاو، سبسکرائبرس فنڈ کا استعمال، مالیاتی مارکیٹ میں مالی تمسکات میں فنڈ کو لگانا، تمسکات کے ریکارڈ کا رکھ رکھاو، وقفے وقفے سے پنشن دینا وغیرہ۔ یہ کام مختلف اداروں اور بچولیوں کے ذریعہ کرایا جاتا ہے۔ ان اداروں کا انتخاب ان کی مہارت اور ان کے ریکارڈ کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا جاتا ہے۔ اس کام میں ایسے مختلف سرکاری دفاتر کو' جنہوں نے سرکاری ملازمین کے لئے این پی ایس سے متعلق کام کئے ہوں اور ان نان بینکنگ فائنانشیل کمپنیوں کو شامل کیا جاتا ہے جو این پی ایس اکاونٹ کھولنے' سبسکرائبرس سے رقم وصول کرنے اور ٹرسٹی بینک کو منتقل کرنے کے مجاز ہوں۔ سنٹرل ریکارڈ کیپنگ ایجنسی (سی آر اے) ہر سبسکرائبر کو منفرد پران نمبر جاری کرتی ہے، جاری کئے گئے تمام پران کے ڈاٹا کو منظم کرتی ہے، ہر سبسکرائبر کے پران کے تحت ہونے والے لین دین کا ریکارڈ رکھتی ہے، نیشنل پنشن ٹرسٹ اور دیگر این پی ایس بچولیوں کے درمیان عملی رابطہ کا کام کرتی ہے۔ این پی ایس کے لئے سنٹرلائز ریکارڈ کیپنگ اس امر کو یقینی بناتا ہے کہ کوئی بھی فرد ملک کے کسی بھی مقام سے اپنے پنشن کھاتوں تک پوری طرح رسائی حاصل کرسکے۔ این پی ایس کا مینجمنٹ پوری طرح ٹکنالوجی پر مبنی ہے، اطلاعات اور فنڈ کی ترسیل الیکٹرانک ماحول میں ہوتی ہے جس میں تیزی، درستگی اور فعالیت کو یقینی بنایا جاتا ہے۔ پنشن فنڈز (پی ایف) جو پی ایف آر ڈی اے سے رجسٹرڈ ہوتے ہیں، انہیں سبسکرائبرس کے مفاد میں ان کی پنشن رقم کو پی ایف آر ڈی اے کے ضابطوں کی روشنی میں منظم کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔

سرکاری سیکٹر میں کام کرنے والا کوئی بھی شخص ڈرائنگ اینڈ ڈسبرسنگ آفیسر (ڈی ڈی او) یا پے اینڈ اکاونٹس آفیسر (پی اے او) کے ذریعہ این پی ایس کھاتہ کھول سکتا ہے۔ کارپوریٹ سیکٹر یا غیر منظم سیکٹر میں کام کرنے والے افراد کسی بھی پوائنٹ آف پرزینس (پی او پی) کے ذریعہ کھاتہ کھول سکتے ہیں۔ پی او پی سرکاری اور پرائیوٹ بینکوں' پوسٹ آفسوں اور بعض نان بینکنگ مالیاتی اداروں پر مشتمل ہے اور ملک بھر میں اس کے ساٹھ ہزار سے زیادہ دفاتر موجود ہیں۔ پی او پی میں کھاتہ کھولنے کے لئے سبسکرائبر کو ایک مقررہ رجسٹریشن فارم (این ایس آر ایف 1) پر کرنا ہوتا ہے اور اسے اپنی شناخت او رپتہ کا ثبوت کے طور پر کے وائی سی (اپنے کسٹمر کو جانیں) کے ساتھ جمع کرانا پڑتا ہے۔ پی او پی کی شاخیں یا نمائندے بیرونی ملکوں میں بھی موجود ہیں۔ پی او پی کی تفصیلی فہرست www.pfrda.org.in اور www.npscra.nsdl.co.in پر دستیاب ہے۔ کوئی شخص چاہے تو این پی ایس ٹرسٹ کی ویب سائٹ www.npstrust.org.in پر جاکر eNPS پورٹل کے ذریعہ بھی آن لائن اکاونٹ کھول سکتا ہے۔ eNPS کے ذریعہ اکاونٹ کھولنے کے لئے آدھار کارڈ یا پین کارڈ اور بینک کھاتہ کو کے وائی سی دستاویز کے طور پر دینا پڑتا ہے۔ یہ سہولت اس آن لائن رجسٹریشن سہولت کے علاوہ ہے جو بعض پی او پی اپنے کلائنٹ کو انٹرنیٹ پورٹل پر فراہم کررہے ہیں۔ این پی ایس میں شامل ہونے کے بعد سبسکرائبر کو ایک پرمانٹ ریٹائرمنٹ اکاونٹ نمبر (پران) مل جاتا ہے، جس میں اس کے ذریعہ جمع کردہ تمام رقم منتقل کردی جاتی ہے اور اس کھاتہ کو وہ دنیا میں کسی بھی جگہ سے آپریٹ کرسکتا ہے۔ یہ پوری طرح ٹکنالوجی پر مبنی ہے اور سبسکرائبرس این پی ایس موبائل ایپ سمیت آن لائن بھی اپنے کھاتے کو دیکھ سکتے ہیں۔

مرکزی حکومت کے ملازمین کے لئے این پی ایس کو نافذ کرنے کے لئے حکومت ہند کے وزارت خزانہ نے دسمبر 2003 میں نوٹفیکیشن جاری کیا تھا۔ اسے عملی طور پر نافذ کرنے کے لئے کنٹرولر جنرل آف اکاونٹس نے جنوری 2004 میں ایک او ایم جاری کیا۔ جنوری 2004 سے مارچ 2008 تک ملازمین کے این پی ایس کنٹریبوشن کو پبلک اکاونٹ میں رکھا گیا اور اس کا نگہداری سنٹرل پنشن اکاونٹنگ آفس نے کی۔ مارچ 2008 کے بعد اس فنڈ کو پی ایف آر ڈی اے کے مقرر

کردہ ٹرسٹی بینک کو منتقل کردیا گیا تا کہ اسے حکومت کی طرف سے مقررہ رہنما خطوط کے مطابق سرمایہ کاری کے لئے مارکیٹ میں لایا جائے۔ ٹرسٹی بینک کو منتقل کئے جانے تک ان رقومات پر حکومت نے %8 سالانہ کی شرح سے سود دیا۔ آفس آف کنٹرولر جنرل آف اکاؤنٹس، ڈپارٹمنٹ آف ایکسپینڈیچر نے این پی ایس اعانتوں کی تفصیلات اپ لوڈ کرنے کے لئے سنٹرل ریکارڈ کیپنگ ایجنسی اور ٹرسٹی بینکوں کو ستمبر 2008 میں تفصیلی ہدایت نامہ جاری کیا۔ آل انڈیا سروس (اے آئی ایس) کے افسران کے لئے یہ ہدایت نامہ وزارت برائے عملہ نے ریاستوں کے چیف سکریٹریوں کو ستمبر 2009 میں جاری کیا۔

این پی ایس میں دو طرح کے کھاتے ہوتے ہیں، ٹیئر I اور ٹیئر II۔ ٹیئر I کھاتہ پنشن کھاتہ ہے اور یہ ٹیئر II کھاتہ کھولنے کے لئے لازمی ہے جو دراصل ایک اختیاری سرمایہ کاری کھاتہ ہے۔ ٹیئر I میں جزوی طور پر رقم نکالنے کی اجازت ہوتی ہے جو سبسکرائبرس کی طرف سے جمع کردہ مجموعی رقم کا %25 سے زیادہ نہیں ہوگا۔ یہ رقم بچوں کی اعلیٰ تعلیم اور شادی، مکان کی خریداری یا تعمیر اور اپنے، زوج، بچوں یا والدین کی بیماری کے علاج کے لئے نکالا جاسکتا ہے۔ کسی حادثہ یا زندگی کو درپیش خطرہ کی صورت میں بھی جزوی طور پر رقم نکالی جاسکتی ہے۔ پوری مدت کے دوران یہ رقم صرف تین مرتبہ نکالنے کی اجازت ہے۔ پہلی مرتبہ یہ رقم این پی ایس میں شامل ہونے کی تاریخ سے تین سال بعد نکالی جاسکتی ہے۔ ٹیئر I کھاتے سے نکالی گئی جزوی رقم ٹیکس سے پوری طرح مستثنی ہوتی ہے۔ ٹیئر II اکاونٹ رضاکارانہ جمع ہے اور اسے سبسکرائبرس جتنا چاہے جمع کراسکتا ہے اور جب چاہے نکال سکتا ہے لیکن ٹیئر II میں جمع کی گئی اور اس سے نکالی گئی رقم ٹیکس سے مستثنی نہیں ہے۔

سپر اناویشن یا 60 برس کی عمر کو پہنچ جانے پر سبسکرائبر اپنے پران میں جمع رقم کا کم از کم 40 فیصد سالانہ نکال سکتا ہے جب کہ بقیہ %60 رقم یک مشت نکال سکتا ہے۔ یک مشت نکالی جانے والی رقم کا 40 فیصد ٹیکس سے مستثنی ہے۔ سالانہ نکالی جانے والی رقم بھی ٹیکس سے مستثنی ہے۔ اگر کوئی سبسکرائبر ساٹھ برس سے پہلے اپنی سبسکرپشن ختم کردیتا ہے تو اسے اپنی جمع مجموعی رقم کا کم از کم 80 فی صد انویٹی کی خریداری پر خرچ کرنا ہوگا اور بقیہ 20 فی صد رقم کو یک مشت نکال سکتا ہے۔ سپر اناویشن یا ساٹھ سال پورا ہونے سے قبل اگر سبسکرائبر کی موت واقع ہوجاتی ہے تو اس کی طرف سے نامزد کردہ شخص کو پوری رقم مل جائے گی اور اس پر کوئی ٹیکس نہیں دینا ہوگا۔ مارکیٹ کی پوزیشن کو دیکھتے ہوئے کوئی شخص این پی ایس کے اپنے فنڈ کو 70 سال تک لے جاسکتا ہے اور انویٹی کی خریداری کو 60 سال کی عمر کے بعد زیادہ سے زیادہ تین سال موخر کرسکتا ہے۔ موخر کرنے کی اس مدت کے دوران اگر وہ چاہے تو اپنے کھاتے میں پیسہ جمع کرنے کا سلسلہ برقرار رکھ سکتا ہے۔

این آر آئی کے لئے این پی ایس: غیر مقیم ہندوستانی (این آر آئی) وطن واپسی اور غیر وطن واپسی دونوں طرح کے این پی ایس اکاونٹ کھول سکتے ہیں اور وہ اس میں این آر ای/ ایف سی این آر/ این آر او کے ذریعہ پیسہ جمع کرسکتے ہیں۔ غیر وطن واپسی این پی ایس اکاونٹ کی صورت میں میچورٹی کے وقت یا جزوی نکاسی کے دوران این پی ایس فنڈ کو صرف این آر او اکاونٹ میں ہی جمع کیا جاسکتا ہے۔ این پی ایس اکاونٹ صرف انفرادی نام پر کھولے جاسکتے ہیں کیوں کہ پاور آف اٹارنی کے تحت اسے آپریٹ کرنے کا کوئی التزام نہیں ہے۔ اگر بیرونی ملک میں کوئی کھاتہ پی او پی سروس فراہم کرنے والے کے ذریعہ کھولا جاتا ہے تو ٹیئر I اکاونٹ کھولنے کے لئے اس میں کم از کم 6000 روپے اور ٹیئر II اکاونٹ کے لئے کم از کم 2000 روپے جمع کرانے ہوں گے۔ سبسکرائبر اپنی سہولت کے مطابق اس میں سالانہ یا مختصر وقفے سے رقم جمع کراسکتا ہے۔ سبسکرائبر کے رجسٹریشن کے لئے پی او پی سروس چارج 8 امریکی ڈالر یا اس کے مساوی مقامی کرنسی ہے۔ اگر کھاتہ ہندوستان میں کھولا جاتا ہے تو ٹیئر I اکاونٹ کے لئے ابتدائی اور سالانہ کم از کم رقم بالترتیب 500 اور 1000 روپے ہیں۔ ہندوستان میں کھاتہ کھولنے کے لئے وہی چارج دینا پڑے گا جو ہندوستان میں رہنے والوں کو دینا پڑتا ہے یعنی 125 روپے اور جمع کرائی جانے والی رقم کا 0.25 فی صد۔ یہ رقم کم سے کم 20 روپے اور زیادہ سے زیادہ 25000 روپے ہوگی۔ تمام غیر مالیاتی لین دین پر ہر ٹرانزکشن کے لئے 20 روپے کے حساب سے چارج کیا جاتا ہے۔

این پی ایس کے تحت ٹیکس فوائد: ملازمین کی طرف سے اپنی تنخواہ کا جمع کردہ 10 فی صد انکم ٹیکس قانون کی دفعہ 80 سی سی ڈی (1) کے تحت ٹیکس سے مستثنی ہے لیکن یہ رقم سیکشن 80 سی سی ای کے تحت زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ لاکھ روپے ہوگی۔ ملازم کے لئے اس کے آجر کی طرف سے جمع کرائی گئی دس فیصد رقم بھی ٹیکس سے مستثنی ہے۔ کوئی بھی ملازم این پی ایس میں جمع کرائی گئی اپنی رقم پر مجموعی طور پر دو لاکھ روپے تک ٹیکس رعایت حاصل کرسکتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی شخص خود روزگار سے وابستہ ہے تو وہ اپنی جمع کردہ رقم پر 20 فیصد تک ٹیکس رعایت حاصل کرسکتا ہے۔

این پی ایس کے تحت فیس اور اخراجات: نیشنل پنشن سسٹم میں سرمایہ کاری پر آنے والی لاگت میں کھاتہ کھولنے، پی او پی کے چارجز، سی آر اے کو کھاتوں کے رکھ رکھاؤ اور ٹرانزکشن کے لئے دئے جانے والے چارجز، پنشن فنڈ کا انوسٹمنٹ مینجمنٹ فیس، کسٹوڈین کا اسیٹ مینٹیننس چارج اور این پی ایس ٹرسٹ کا سروس چارج شامل ہے اور یہ سب ملا کر %0.5 سے بھی کم ہوتا ہے جو کسی بھی انشورنس کمپنی یا میوچل فنڈ کمپنی کے ریٹائرمنٹ پروڈکٹ کے لئے لئے جانے والی فیس کے مقابلے بہت کم ہے۔

این پی ایس کے تحت انوسٹمنٹ مینجمنٹ اور ریٹرن فنڈ: سرکاری سیکٹر سبسکرائبرس کے لئے انوسٹمنٹ پیٹرن: اس وقت سرکاری ملازمین کے لئے این پی ایس میں دی گئی اعانت کو تین پنشن فنڈ یعنی ایس بی آئی پنشن فنڈ، یو ٹی آئی ریٹائرمنٹ سالیوشن اور ایل آئی سی پنشن فنڈ میں ان کی سابقہ سال کی کردگی کے تناسب میں سرمایہ کاری کی جاتی ہے۔ پی ایف آر ڈی اے کے رہنما خطوط کے مطابق یہ رقم درج ذیل طور پر لگائے جائیں گے۔

(a) سرکاری تمسکات اور متعلقہ انسٹرومنٹ میں

50فی صد تک۔

(b) ڈیٹ انسٹرومنٹ اور متعلقہ انسٹرومنٹ میں 45فی صد تک

(c) ایکوئی او رمتعلقہ انسٹرومنٹ میں 15 فی صد تک۔

(d) مختصر مدتی ڈیٹ انسٹرومنٹ اور متعلقہ سرمایہ کاریوں میں 5فی صد تک

(e) اسٹیٹ حمایت یافتہ' ٹرسٹ اسٹرکچرڈ اور متفرق سرمایہ کاریوں میں 5فی صدتک

سرکاری ملازمین کو چھوڑ کر دیگر سبسکرائبرس آٹھ پنشن فنڈوں یعنی ایف ڈی ایف سی پنشن مینجمنٹ کمپنی لمیٹیڈ، آئی سی آئی سی پروڈینشیل پنشن فنڈ مینجمنٹ کمپنی لمیٹیڈ، کوٹک مہندرا پنشن فنڈ لمیٹیڈ، ایل آئی سی پنشن فنڈ لمیٹیڈ، ریلائنس کیپیٹل پنشن فنڈ لمیٹیڈ، ایس بی آئی پنشن فنڈ لمیٹیڈ، یوٹی آئی ریٹائرمنٹ سالیوشن لمیٹیڈ اور برلا سن لائف پنشن مینجمنٹ لمیٹیڈ میں سے کسی بھی ایک کا انتخاب کر سکتے ہیں۔اس کے علاوہ یہ سبسکرائبرس اپنے فنڈ کی سرمایہ کاری کے پیٹرن کو بھی منتخب کر سکتے ہیں۔کوئی بھی شخص چاہے تو کمپوزٹ پورٹ فولیو میں سرمایہ کاری کرسکتا ہے تاہم اس میں سرمایہ کاری کی حد 50فی صد ہوگی جب کہ سرکاری تمسکات یا کارپوریٹ بانڈ میں سرمایہ کاری 100فی صد کی جاسکتی ہے۔اسی طرح کوئی سبسکرائبر چاہے تو لائف سائیکل فنڈ منتخب کرسکتا ہے جہاں اسیٹ کا تعین سبسکرائبر کی عمر کی بنیاد پر ہوتا ہے۔

3جون 2017 تک کے اعداد وشمار کے مطابق این پی ایس کے تحت سبسکرائبرس کی تعداد 10.7 ملین سے زیادہ تھی۔ جب کہ سرمایہ کاری کی مجموعی رقم 142263 کروڑ روپے تھی جب کہ مینجمنٹ کے تحت مجموعی اثاثہ 184948 روپے کا تھا۔سرکاری ملازمین مجموعی سبسکرائبر کا تقریباً 49 فی صد اور اے یو ایم کا 88 فی صد تھے۔اگر اٹل پنشن یوجنا کے سبسکرائبرس' اعانتوں اور اے یو ایم کو بھی اس میں شامل کرلیا جائے تو یہ سبسکرائبرس کی تعداد 16.1 ملین ،اعانت کی رقم 144340 کروڑ روپے اور اے یو ایم 187151 کروڑ روپے ہوجاتی ہے۔اس کی شعبہ جاتی تفصیل ٹیبل میں ملاحظہ کریں۔

این پی ایس پورٹ فولیو کو تمام اسیٹ زمروں اور تمسکات میں اچھی طرح تقسیم کیا گیا ہے۔اس وقت این پی ایس کے مجموعی پورٹ فولیو کے تقریباً 13.5فی صد ایکوٹی شیئروں میں تقریباً 48 فی صد سرکاری تمسکات میں، 35.5فی صد کارپوریٹ بانڈز میں اور بقیہ کو مختصر مدتی منی مارکیٹ انسٹرومنٹ میں سرمایہ کاری کی گئی ہے۔مزید یہ کہ کارپوریٹ بانڈز کے تقریباً 98فی صد کی اے اے یا اس سے زیادہ شرح والے تمسکات میں سرمایہ کاری کی گئی ہے۔

سی جی اور ایس جی اسکیم کے لئے این پی ایس پر سالانہ اوسط ریٹرن اس کے آغاز سے لے کر اپریل 2017 تک 10فی صد سے زیادہ رہا ہے۔

اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ ٹیکس کارکردگی اور 50000روپے کی خصوصی آمدنی ٹیکس رعایت کے علاوہ نیشنل پنشن سسٹم کا سادہ ڈھانچہ، شفافیت، کسی بھی جگہ سے اس تک رسائی میں سہولت، پنشن فنڈ اور انوسٹمنٹ پیٹرن کو منتخب کرنے کی چھوٹ، رکھ رکھاو پر آنے والی کم لاگت اور پرکشش ریٹرن اس اسکیم کو سبسکرائبرس کے لئے ایک پرکشش ریٹائرمنٹ انتخاب بناتا ہے۔

☆☆☆

اٹل پنشن یوجنا (اے پی وائی) نے 53لاکھ صارفین پر احاطہ کیا

☆اٹل پنشن یوجنا (اے پی وائی) کے تحت صارفین کی تعداد تقریباً 53لاکھ پہنچ گئی ہے۔فی الحال 235 بینک اور ڈاک محکمے اسکیم کی نفاذ میں مصروف عمل ہیں۔ بینکوں کی شاخوں اور ہندوستانی ڈاک کے سی بی ایس والے دفاتر کے علاوہ محض چند بینک کاغذ کا استعمال کئے بغیر اپنے انٹرنیٹ بینکنگ پورٹلوں کے ذریعے صارفین کی سورسنگ کررہے ہیں۔اے پی وائی اسکیم میں مرکزی حکومت کے ملازمین کی این پی ایس حصے داری والے سرمایہ کاری کے طریقہ کار کو اختیار کیا گیا ہے۔2016-17 کے دوران 13.91فیصد کا منافع حاصل ہوا ہے۔اے پی وائی صارفین کو با اختیار بنانے کے مقصد سے نئے طریقہ کار وضع کئے گئے ہیں جن کے تحت کوئی بھی صارف ای پی ا ?ر اے این کارڈ اور لین دین کیگوشوارہ کو دیکھ سکتا ہے اور اسے پرنٹ کرسکتا ہے۔مزید براں صارفین https://npslite-nsdl.com/CRAlite/grievanceSub.do پر اپنی پی آر اے این تفصیلات دے کر شکایات درج کرا سکتے ہیں۔فی الحال صارفین میں مردوں کی تعداد 62فیصد جب کہ خواتین کی تعداد تقریباً 38فیصد ہے۔زیادہ تر صارفین نے ماہانہ زرتعاون کو منتخب کیا ہے۔تقریباً 97.5 فیصد صارفین ماہانہ، 0.8فیصد سہ ماہی اور تقریباً 1.7فیصد صارفین شش ماہی زرتعاون ادا کررہے ہیں۔صارفین کی اکثریت نے 1000روپئے کی ماہانہ پنشن کو منتخب کیا ہے۔فی الحال 51.5فیصد صارفین نے ماہانہ 1000روپئے کی پنشن کو چنا ہے۔اور 34.5صارفین نے ماہانہ 5000روپئے پنشن کو اختیار کیا ہے۔اٹل پنشن یوجنا یکم جون، 2015سے نافذالعمل ہے اور یہ یوجنا 18 سے 40 کی عمر کے تمام ہندوستانی شہریوں کے لئے دستیاب ہے۔اسکیم کے تحت ایک صارف کو کم ازکم 1000ہزار روپئے کے ضمانتی پنشن سے لے کر 5000تک فی ماہ ملے گا اور اس کا انحصار اس کے زرتعاون پر ہوگا۔یہی پنشن صارف کی اہلیہ کو دی جائے گی اور صارف اور اس کی اہلیہ کی وفات کی صورت میں مجموعی پنشن کی رقم اس کے ذریعے نامزد فرد کو لوٹا دی جائے گی۔

چندر کانت لہریا

سماجی تحفظ کے بین اقوامی طریقے

اور ہندوستان کے لئے آگے کا راستہ

مختلف ماحول اور سیاق وسباق میں ''سماجی تحفظ'' کی اصطلاح کا استعمال 'سماجی تحفظ، سماجی بہبود' اور اسی طرح کے کچھ دیگر تصورات کے ساتھ مبادلہ پذیر طور سے کیا جاتا ہے تاہم 'سماجی تحفظ' عام طور سے سب سے زیادہ استعمال کردہ اصطلاح رہی ہے۔ سماجی تحفظ کا تصور انسانی حقوق کے ہمہ گیر اعلانیہ (اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی قرارداد 21 اے 1948) کی دفعہ 22 میں بیان کیا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ''سماج کے ایک رکن کے طور پر ہر ایک شخص کو سماجی تحفظ کا حق ہے نیز ہر ایک شخص، قومی کوشش اور بین اقوامی تعاون کے ذریعے اور ہر مملکت کے نظام اور وسائل کے مطابق اپنے وقار اور اپنی شخصیت کے آزادانہ ارتقا کے لئے ناگزیر اقتصادی، سماجی اور ثقافتی حقوق کے حصول کا مستحق ہے۔ اس اعلانیے کی دفعہ 23 میں کہا گیا ہے کہ ''اگر ضروری ہے تو سماجی تحفظ کے دیگر ذرائع سے ہر اس شخص کی مدد کی جائے گی جو کام کرتا ہے''۔ بین اقوامی سطح پر انسانی حقوق کے ہمہ گیر اعلانیہ کی دفعہ 22 کو سماجی تحفظ کی ایک کلیدی تمہید سمجھا جا سکتا ہے۔

مضمون نگار نئی دہلی میں عالمی صحت تنظیم کے ساتھ قومی پیشہ ور افسر کے طور پر وابستہ ہیں۔
c.lahariya@gmail.com;
lahariyac@who.int)

سماجی تحفظ کا ارتقا

مورخین نے قدیم زمانے اور دور وسطی سے تمام تہذیبوں اور سماجوں میں شہنشاہوں اور بادشاہوں کے فیض رساں نظریے کی دستاویز بندی کی ہے۔ لیکن اس نظریے کا ایک جدید ارتقا انیسویں صدی کے آخر سے شروع ہوا ہے۔ جرمنی کو اکثر سماجی تحفظ کے نظاموں کے سلسلے میں پہلا رہنما سمجھا جاتا ہے جب جرمنی کے اس وقت کے چانسلر، اوٹو وون بسمارک کی قیادت میں اس ملک نے اقدامات کا ایک سلسلہ شروع کیا تھا جن میں کارکن کے معاوضے کا پروگرام (1884 بیماری کے بیمے کا پروگرام (1888) اور سماجی بیمے کا پروگرام (1989) بھی شامل تھے۔ بیسویں صدی کے شروع تک جرمنی کے لوگ سماجی تحفظ کے ایک جامع پروگرام کے حامل ہو گئے تھے۔

اسی زمانے میں 1897 میں برطانیہ نے مزدوروں کے معاوضے سے متعلق قانون اور اس کے بعد قومی بیمہ سے متعلق قانون 1911 وضع کیا تھا۔ حکومت برطانیہ نے دوسری جنگ عظیم کے فوراً بعد سماجی تحفظ کا پہلا متحدہ نظام قائم کیا تھا۔ ان اصلاحات کا زیادہ تر سہرا ایک برطانوی ماہرین اقتصادیات نیز ترقی پسند اور سماجی مصلح ولیم ہنری بیوریج کے سر جاتا ہے جس نے حکومت کو بیوریج منصوبے کے قیام سے مشہور ایک رپورٹ پیش کی جاتی تھی۔ بیوریج منصوبے پر مبنی مشہور موجودہ اقدامات میں ایک اقدام، برطانیہ کے قومی صحتی نظام (این ایچ ایس) کو جدید زمانے میں صحتی خدمات کی فراہمی کے سلسلے میں ایک ماڈل سمجھا جاتا ہے۔

1900 اور 1920 کے درمیان امریکہ میں بڑھاپے میں امداد (پینشن) فراہم کرنے سے اقتصادی تحفظ اور بالآخر سماجی تحفظ (سماجی بیمے کے ساتھ اقتصادی تحفظ) کے لئے فلسفے کا ایک ارتقا دیکھنے میں آیا تھا۔ امریکہ نے صدر فرینکلن روزویلٹ کے تحت سماجی تحفظ سے متعلق قانون 1935 وضع کیا تھا جس کے نتیجے میں 1943 میں ''سماجی بیمے کا متحدہ قومی نظام'' شروع ہوا تھا۔ پیئرے لاروک کی قیادت میں فرانس نے 1946 میں سماجی تحفظ کا ایک قومی نظام وضع کیا تھا جس میں سماجی تحفظ کے نظام کے تحت پوری آبادی کا احاطہ کیا گیا ہے۔

انہی برسوں میں بین اقوامی محنت تنظیم (آئی ایل او) اور اقوام متحدہ نے بین اقوامی قوانین اور قراردادوں میں موثر طور سے اور بار بار سماجی تحفظ کو فروغ دیا تھا نیز اس کی توثیق کی تھی۔ آئی ایل او کے اعلانیے کو ایک اہم سنگ میل سمجھا جا سکتا ہے جس میں سماجی تحفظ کے اداروں میں موثر قومی اور بین اقوامی عمل، تعاون اور معلومات کے

تبادلے پر زور دیا گیا ہے۔ اس اعلانیہ میں رسمی طور سے اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سماجی تحفظ کے اقدامات کی توسیع کرنے نیز اس طرح کے تحفظ اور جامع طبی دیکھ بھال کے ضرورت مند تمام لوگوں کو ایک بنیادی آمدنی فراہم کرنے کے سلسلے میں ملکوں کی حمایت اور مدد کی جانی چاہئے۔ 1952 میں آئی ایل او نے سماجی تحفظ (کم سے کم معیارات) سے متعلق قرارداد (نمبر 102) اختیار کی تھی جس میں ان اتفاقی واقعات اور حادثات کی فہرست دی گئی ہے جن کا احاطہ سماجی تحفظ کے ذریعے کیا جانا ہے (باکس 1) یہ قرارداد سماجی تحفظ کے سلسلے میں آئی ایل او کی قراردادوں میں سے اہم قرارداد ہے کیوں کہ یہ سماجی تحفظ کے بنیادی اصولوں پر مبنی واحد بین اقوامی ذریعہ ہے جس سے سماجی تحفظ کے لئے دنیا بھر میں متفقہ کم سے کم معیارات قائم ہوتے ہیں۔

بین اقوامی تجربے سے سیکھنا

سماجی تحفظ کے نظاموں کو صدمہ برداشت کرنے کے ایک ذریعے اور جراحت پذیریوں سے لوگوں کا تحفظ کرنے، سماجی عدم مساوات دور کرنے، غریبی اور بھوک ختم کرنے نیز سماجی وابستگی، انسانی وقار اور جمہوریت کو مستحکم بنانے کے سلسلے میں ایک قدم کے طور پر بڑے پیانے پر تسلیم کیا گیا ہے۔ ان نظاموں کو بین اقوامی اتحاد اور وعدوں کے طور پر حال ہی میں اختتام پذیر ملینیم ترقیاتی نشانوں (ایم ڈی جی) سمیت مختلف بین اقوامی نشانوں اور قراردادوں میں اور اب پائیدار ترقیاتی نشانوں (ایس ڈی جی) میں ہمیشہ اجاگر کیا گیا ہے۔

منتخب ملکوں میں جلد اقدامات کے باوجود کم اور درمیانہ آمدنی والے ملکوں میں سماجی تحفظ کے اقدامات کے سلسلے میں پیش رفت سست رہی ہے۔ 2014 میں آئی ایل او کے ذریعے شائع کردہ ایک رپورٹ میں تخمینہ لگایا گیا ہے کہ دنیا کی صرف 27 فی صد آبادی کو جامع سماجی تحفظ تک رسائی حاصل ہے۔ سماجی تحفظ کے اقدامات سے وابستہ بہت سے چیلنج ہیں اور اس طرح کے دو چیلنج پائیداری اور ہمہ گیر بنانا ہیں۔ بیشتر ملکوں میں سماجی تحفظ کی اسکیموں میں جو منتخب آبادیوں اور فوائد کے ساتھ شروع کی گئی تھیں، اس عرصے میں فوائد اور آبادیوں کی توسیع دیکھنے میں آئی ہے اور کچھ ہی ملک ان اسکیموں کو تقریباً ہمہ گیر بنا سکے ہیں۔ لیکن چیلنج کم اور درمیانہ آمدنی والے ملکوں (ایل ایم آئی سی) میں ہے جن کا مقصد آبادی کے بہت چھوٹے نشانہ شدہ گروپوں کے لئے سماجی تحفظ کی اپنی اسکیموں میں محدود اہتمام کرنا ہے۔ یہ اسکیمیں کاغذ پر اچھی نظر آتی ہیں لیکن لوگوں کی ایک وسیع اکثریت غیر احاطہ کردہ رہتی ہے۔ اس کے علاوہ نشانہ شدہ آبادیوں کی شناخت پروگرام کا ایک بڑا چیلنج رہتی ہے، لہذا یہ اسکیمیں وسعت اور گہرائی کے لحاظ سے ہمہ گیر سے دور رہتی ہیں۔ یہ بات نہایت ضروری ہے کہ احاطے کی مسلسل توسیع پر سیاسی توجہ رہے نیز لوگوں کی توقعات اور ملک کی مالی صلاحیت دونوں کے لحاظ سے باقاعدہ بنیاد پر اسکیموں پر نظر ثانی کی جائے۔

پائیداری کی محاذ پر گو سماجی تحفظ کے پروگرام ملکوں میں ڈیزائن کے لحاظ سے مختلف ہیں، ملکوں کے لئے آبادی سے متعلق خاکوں اور اقتصادی خاکوں میں اس بات کو اجاگر کیا گیا ہے کہ 2050 تک سماجی تحفظ سے متعلق اقدامات متعدد ترقی یافتہ ملکوں میں مجموعی گھریلو پیداوار (جی ڈی پی) کے تقریباً پانچوں حصے کے ذمہ دار ہوں گے۔ اس سیاق وسباق میں جیسا کہ زندہ رہنے کی توقع میں اضافہ ہو رہا ہے نیز کام کرنے والی آبادی سبکدوشی کی عمر تک پہنچے گی، جی ڈی پی کے لئے سبکدوشی کے اخراجات کے فی صد میں آنے والے برسوں میں اضافہ ہوتا رہے گا، جس سے سماجی تحفظ کے اقدامات کے اخراجات میں اضافہ ہوگا۔ چناں چہ سماجی تحفظ کی اسکیموں کے احاطے اور نفوذ پر توجہ دینے کے علاوہ قومی حکومتوں کو اس بات کو یقینی بنانے کے لئے اپنی مالی منصوبہ بندی کرنی ہوگی کہ سماجی تحفظ کے اقدامات آبادی کے بدلتے ہوئے اعداد و شمار سے منفی طور سے متاثر نہ ہوں۔

ترقی پذیر ملکوں میں سماجی تحفظ کی اسکیموں پر عمل درآمد کرنے کے سلسلے میں ایک اور نشاندہی کردہ چیلنج الگ تھلگ کردہ لوگوں کو فوائد پہنچانے کے سلسلے میں ادارہ جاتی صلاحیت کی کمی ہے۔ چوں کہ نشانہ پہنچانے کے سلسلے میں ادارہ جاتی صلاحیت کی کمی ہے۔ چوں کہ نشانہ شدہ مستفیدین کی اکثریت غیر رسمی شعبے میں کام کرتی ہے، اس لئے اسے اکثر ان اسکیموں کے لئے تعاون اور ان میں شرکت کرنے کے قانونی دائرے سے باہر کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح کے نشانہ شدہ مستفیدین کو ترجیح دینے، نیز انہیں غیر تعاون والا احاطہ فراہم کرنے کے سلسلے میں اختراعی حل تلاش کرلئے گئے ہیں اور ان پر عمل درآمد بھی کیا جاسکتا ہے۔

سماجی تحفظ کی اسکیموں کو رسمی بنانے کا ایک اہم ذریعہ ملک کے آئین کے ذریعے فراہم کردہ منشور کے ذریعے اہتمام کرنا ہے۔ خواہ سماجی تحفظ کے سلسلے میں بیشتر ملکوں کے آئینوں میں براہ راست یا غیر براہ راست اہتمام کیا گیا ہو، لیکن یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ سماجی تحفظ کے اہتمام کے سلسلے میں واضح ذکر کرنے والے ملک دوسرے ملکوں کے مقابلے میں اس طرح کے اقدامات پر عمل درآمد کرنے کے سلسلے میں کہیں آگے ہیں۔

عالمی سطح پر سماجی تحفظ کے نظام مرتب کرنے کی کچھ مثالیں ہیں۔ فن لینڈ کو دنیا میں سماجی تحفظ کے سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور جامع نظاموں میں سے ایک نظام کا حامل سمجھا جاتا ہے۔ فن لینڈ میں سماجی تحفظ کی اسکیموں کے ذریعے تمام باشندوں کا احاطہ کیا جاتا ہے نیز اس ملک میں مخصوص آبادیوں کے لئے مختلف نظام ہیں۔ رہائش پر مبنی سماجی تحفظ کے لئے مالیہ ٹیکس کے ذریعہ فراہم کیا جاتا ہے نیز اس کا انتظام وانصرام خود مختار ایجنسی کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ روزگار پر مبنی، آمدنی سے متعلق سماجی تحفظ کے لئے مالیہ ٹیکس کے ذریعہ فراہم کیا جاتا ہے نیز اس کا انتظام وانصرام خود مختار ایجنسی کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ روزگار پر مبنی آمدنی سے متعلق سماجی تحفظ کے لئے مالیہ نجی بیمہ کمپنیوں اور پنشن فنڈس کے لئے تعاون کے ذریعہ فراہم کیا جاتا ہے نیز اس کا انتظام وانصرام پنشنوں سے متعلق مرکز کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ یہ سماجی بیمے نیز بہبود کے

اہتمام کا احاطہ کرتے ہیں۔فن لینڈ میں سماجی تحفظ کے نظاموں کے ایک حصے کے طور پر ایک جامع صحتی نظام ہے۔ دنیا کے مختلف حصوں میں واقع پانچ دیگر ملکوں میں سماجی تحفظ کے اقدامات اور نظام ٹیبل ایک میں دیئے گئے ہیں۔

ملکوں میں سماجی تحفظ کے نظام سے کچھ مشترک خصوصیات کا پتہ چلتا ہے جن کا خلاصہ حسب ذیل کے طور پر کیا جاسکتا ہے:۔

☆تقریباً تمام ملکوں نے رسمی شعبے کے ملازمین کے لئے سبکدوشی سے متعلق فوائد اور بڑھاپے کی پنشن نیز کم سے کم اجرتوں کے اہتمام وغیرہ کو شامل کیا۔ بہت سے ملکوں نے ان اسکیموں/اقدامات کے ایک حصے کے طور پر اضافی آبادیوں اور فوائد کو شامل کیا ہے۔

☆اضافی آبادیوں کا احاطہ کرنے کے سلسلے میں کوشش کم معیاری ہیں نیز بیشتر موجودہ فوائد کے ساتھ احاطہ جامع اور ہمہ گیر سے کم رہا ہے۔

☆سماجی تحفظ کے اقدامات کے ایک حصے کے طور پر صحتی خدمات کو شامل کرنے کے سلسلے میں عام اتفاق رائے ہے۔لیکن صرف کچھ ملکوں نے ہمہ گیر صحتی احاطے کے سلسلے میں پیش رفت کے نظام قائم کئے ہیں۔

☆بہت سے ملکوں نے جو کہ اچھی پیش رفت کررہے ہیں، اسکیموں کو ضم کرنے نیز عمل درآمد کو مربوط کرنے کی کوشش کی ہے۔ان نظاموں میں فراہم کنندگان کو ان خدمات کے خریدار سے علاحدہ کردیا گیا نیز ایک (یا ایک سے زیادہ) آزاد اور خودمختار ایجنسی حکومت کی جانب سے ان اہتمام کا انتظام وانصرام کیا گیا ہے۔

☆وفاقی ڈھانچے میں صوبے اور ریاستیں اسکیمیں وضع کرتی ہیں نیز ان پر عمل درآمد کرتی ہیں نیز قومی سطح پر ہم آہنگی لانے کے لئے پالیسی رہنمائی اور قواعد وضوابط فراہم کرتی ہیں۔

☆ترامیم کرنے اور سیکھنے، ان خدمات کے معیار میں اضافہ کرنے کے لئے اطلاعاتی اور مواصلاتی ٹکنالوجی کے ذرائع کا استعمال کرنے کے سلسلے میں اختراعی طریقے رہے ہیں۔اس کے علاوہ ضرورت پڑنے پر ملکوں نے مناسب قانون سازانہ اور قانونی اہتمام کے ذریعے ان نظاموں کی حمایت کی ہے۔

ہندوستان کے لئے آگے کے سات راستے

آزادی کے بعد ستر سال ہونے پر ہندوستان نوجوان آبادی کا ایک ملک ہے (آبادی سے متعلق فائدے کے امکان کے ساتھ) نیز ایک تیزی سے ترقی کرتی ہوئی معیشت بھی ہے، جو عالمی سست روی سے زیادہ تر غیر متاثر رہی ہے۔شاید یہی سب سے زیادہ مناسب وقت ہے کہ ہندوستانی میں سماجی تحفظ کے موجودہ نظام کو مستحکم بنایا جائے۔ شروعات کرنے کے لئے ہندوستان میں سماجی تحفظ کے اقدامات کی ایک طاقت یہ بھی ہے کہ دفعہ 41اور 42، جزو 17کے ذریعے ہندوستان کے آئین میں کام کرنے، تعلیم حاصل کرنے نیز بے روزگاری، بڑھاپے، بیماری اور معذوری کی صورت میں امداد کے حق کے تحفظ پر بحث کی گئی ہے۔ سماجی تحفظ کے اقدامات کی توسیع کرنے کے لئے یہ ایک مضبوط قانونی ڈھانچہ ہے۔

کئی لحاظ سے ہندوستان کو سماجی تحفظ کا سلسلہ جلد شروع کرنے والا ملک سمجھا جاتا ہے۔ 1923میں ہندوستان میں مزدوروں کے معاوضے سے متعلق قانون وضع کردیا گیا ہے۔تب سے لے کر اب تک اس فہرست میں اضافی نشانہ شدہ آبادیوں کے ساتھ نئی اسکیموں کا اضافہ کیا جاچکا ہے اور مجموعی منظر کاغذات پر موثر کن نظر آسکتا ہے۔لیکن ہندوستان (اور ہندوستانی ریاستوں) میں چیلنج ویسے ہی ہیں جیسے کہ دنیا کے دیگر حصوں میں ہیں: الگ تھلگ اسکیمیں، اسکیموں کا کم معیاری عمل درآمد اور نفوذ (حالیہ اقدامات اور اسکیموں تک کے لئے قابل قبول اطلاق)۔اس سیاق وسباق میں ہندوستان اپنے یہاں سماجی تحفظ کے اقدامات کی وسعت اور گیرائی میں اضافہ کرنے کے لئے مندرجہ ذیل کم سے کم سات اقدامات کرسکتا ہے (باکس میں فہرست دی گئی ہے اور ذیل میں بیان کئے گئے ہیں)

الف۔ ہمہ گیر بنانے کے لئے ایک رہنمایانہ خاکہ تیار کرنا اور اس پر اتفاق کرنا: بین اقوامی تجربے سے پتہ چلتا ہے کہ نشانہ شدہ مستفیدین کی شمولیت کے لئے باقاعدہ نظام ہونا چاہئے بصورت دیگر انہیں خارج کئے جانے کا امکان ہے۔اس طرح کے اقدامات کی وسعت اور گہرائی میں اضافہ کرنے کے لئے ایک رہنمایانہ خاکہ دستیاب ہونا چاہئے اور اس پر کافی قانونی اہتمام کے ساتھ اعلیٰ ترین سطح پر اتفاق کیا جانا چاہئے۔عوامی جواب دہی لانے کے لئے اس طرح کا رہنمایانہ خاکہ حکومت کے ذریعے سرکاری طور سے جاری کیا جانا چاہئے۔ اس کے لئے امدادی ادارہ جاتی نظام قائم کرنے نیز اثر پذیری لانے کے لئے بہت سی موجودہ اسکیموں کو مربوط کرنے کی ضرورت بھی ہوگی۔ آدھار کارڈ اور جن دھن یوجنا جیسے حالیہ اقدامات سے سماجی شمولیت کے لئے بہترین پلیٹ فارم فراہم ہوسکتے ہیں۔ ان اقدامات کو عمل درآمد کرنے کے لئے رہنمایانہ خاکے اور ڈھانچے میں سرگرمی سے شامل کیا جانا چاہئے۔

ب-سماجی تحفظ کی ایک خودمختار قومی تنظیم قائم کرنے پر غور کرنا: متعدد ملکوں نے سماجی تحفظ کے بیشتر فوائد/اسکیموں کا انتظام و انصرام کرنے کے لئے ایک خودمختار ایجنسی قائم کی ہے۔ ہندوستان میں سماجی تحفظ کے کثیر اہتمام ہیں جن پر ناقص طور پر عمل درآمد کیا جارہا ہے۔ چناں چہ قومی اور ریاستی دونوں سطح پر اس طرح کی خودمختار ایجنسی سے کارکردگی میں اضافہ ہوگا اور عمل درآمد میں اثر پذیری آئے گی۔اس سے حکومت اہتمام کا انتظام و انصرام کرنے کے لئے پالیسی اور ایجنسی تشکیل دے سکے گی۔

ج-مالیہ فراہم کرنے کے اختراعی نظاموں کے ساتھ سماجی شعبے میں سرمایہ کاری کا ایک منصوبہ تیار کرنا: تجربے سے پتہ چلتا ہے کہ کسی ملک کو سماجی تحفظ کے جامع اور ہمہ گیر اقدامات کرنے کے لئے متمول ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔اس کی بجائے سماجی تحفظ کے نظام میں سرمایہ کاری

سے اقتصادی ترقی کے سلسلے میں سہولت مل سکتی ہے۔ یہ بات بے حد مفید ہوگی کہ آبادی کے بدلتے ہوئے اعداد و شمار پر مناسب توجہ دیتے ہوئے وسائل کی ضرورت کی واضح مفاہمت کے ساتھ آئندہ پندرہ یا بیس برسوں کے لئے سماجی تحفظ کے سلسلے میں سرمایہ کاری کا ایک منصوبہ تیار کیا جائے۔ اس سے پائیداری کو یقینی بنانے کی غرض سے ان اسکیموں کے لئے مال تخصیص کے سلسلے میں اختراعی اور یقینی نظام تجویز ہو سکتے ہیں اور ان کی فہرست تیار ہو سکتی ہے۔ ضرورت پڑنے پر منتخب اور نشانہ شدہ آبادیوں سے لازمی تعاون پر آئینی اور قانونی نظاموں کے ذریعے عمل درآمد کرنا ہوگا۔

د۔اتحاد و اتفاق نیز عوامی بیداری اور شرکت پر توجہ مرکوز کرنا: اتحاد سماجی تحفظ کے نظام کے سلسلے میں ایک کلیدی اصول ہے جس میں لوگ ان لوگوں کی مدد کا احاطہ کرنے کا عہد کرتے ہیں جو کم مراعات یافتہ اور کم خوش حال ہیں۔ متمول لوگ غریب لوگوں کی مدد کرتے ہیں: تعلیم یافتہ لوگ کم تعلیم یافتہ لوگوں کی مدد کرتے ہیں نیز رسمی شعبے کے ملازمین ان لوگوں پر توجہ دیتے ہیں جو یا تو بے روزگار ہیں یا رسمی شعبے میں ہیں۔ اتحاد اس طرح کے اقدامات میں کمیونٹی کی شمولیت کے ذریعے نیز بیداری پیدا کرنے کی کوششوں کے ذریعے پیدا کیا جا سکتا ہے جس سے موجود اسکیموں کو زیادہ سے زیادہ اپنانے کے سلسلے میں بھی مدد ملے گی۔

ھ۔سماجی تحفظ کے اقدامات کے ایک حصے کے طور پر ہمہ گیر صحتی احاطے (یو ایچ سی) پر غور کرنا: ہندوستان میں سالانہ طور سے تقریباً 63 ملین لوگ صحت سے متعلق واقعی اخراجات کی وجہ سے غریبی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جو لوگ پہلے سے ہی غریبی کی سطح سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں، وہ غریبی میں اور زیادہ مبتلا ہو جاتے ہیں۔ دیگر الفاظ میں صحت سے متعلق اخراجات اور ہمہ گیر صحتی احاطے کے فقدان کی وجہ سے ملک میں غریبی میں کمی لانے کی نشانہ شدہ کوششوں سمیت، سماجی تحفظ کی تمام کوششیں رائیگاں جا رہی ہیں۔ درحقیقت اس کی ایک وجہ صحت کے سلسلے میں کم سرکاری اخراجات ہیں جو کل صحتی اخراجات کا 30 فی صد حصہ ہیں جو کہ دنیا میں سب سے کم فی صد میں سے ایک ہے۔ کل صحتی اخراجات کے 65 فی صد کے حساب سے لوگوں کے ذریعے واقعی اخراجات دنیا میں سب سے زیادہ میں سے ایک ہیں۔ یہ بات بخوبی آزمودہ ہے کہ صحت کے سلسلے میں سرکاری سرمایہ کاری کی وجہ سے لوگوں کو اس سلسلے میں کم خرچ کرنا پڑتا ہے اور یہ غریبی سے سماجی تحفظ کا ایک اقدام ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ صحت کے سلسلے میں سرمایہ کاری سے جی ڈی پی پر زیادہ منافع اور اقتصادی ترقی کے سلسلے میں تعاون ملتا ہے۔ ہندوستان اور ہندوستانی ریاستوں کو اس سمت میں سنجیدگی سے شروعات کرنی ہوگی۔ حکومت کو سماجی صحتی بیمے کے نظام کے لئے طریقے وضع کرنے نیز صحت کے سلسلے میں زیادہ سرمایہ کاری کرنے کی ضرورت ہے۔ راشٹریہ سواستھ بیمہ یوجنا (آر ایس بی وائی) جیسی اسکیمیں اچھے مقصد سے شروع کی گئی ہیں لیکن ان اسکیموں کے سلسلے میں سالانہ اخراجات ہندوستان میں صحتی دیکھ بھال کے سلسلے میں سرکاری اخراجات کے ایک فی صد حصے سے بھی کم رہے ہیں۔ قابل فہم طور سے اس اسکیم کا اثر محدود رہا ہے۔ یہی وقت ہے کہ اس اسکیم نیز صحتی حفاظت کی مجوزہ قومی اسکیم

ٹیبل1: منتخب ملکوں میں سماجی تحفظ کے اقدامات کا خلاصہ

آسٹریلیا	آسٹریلیا سماجی بہبود کے سلسلے میں ذرائع کی جانچ کردہ ادائیگیاں کرتا ہے یعنی ایک فرد/کنبہ صرف اسی صورت میں مجاز ہے۔ اگر اس کے پاس ادائیگیوں کے بغیر ذرائع کی کمی ہے۔ آسٹریلیا کا بہبود کا نظام کافی وسیع ہے۔ روایتی وصول کنندگان (سبکدوش ہو چکے افراد، زوج، بچے، معذور افراد بے روزگار، بیمار، اپنی نوزائیدہ کی دیکھ بھال کرنے والے والدین وغیرہ) کے علاوہ یہ ادائیگیاں طالب علموں، دیکھ بھال کرنے والے لوگوں (وہ لوگ جو بیماروں کی دیکھ بھال کر رہے ہیں) نیز قدیم یا اصلی باشندوں کا احاطہ کرتی ہیں۔ اضافی امدادی ادائیگیوں کے لئے اہتمام بھی ہے۔
چین	چین میں سماجی تحفظ کی اسکیموں کو صوبوں (ریاستوں کے مساوی) کے لئے رواجی بنا دیا جاتا ہے۔ قواعد وضوابط مرکزی حکومت کے ذریعہ مشتہر کئے جاتے ہیں لیکن مقامی حکام ان کے انتظام وانصرام نیز تفصیلات کے بارے میں فیصلہ کرتے ہیں۔ ان اسکیموں میں گزشتہ چار دہوں میں کثیر تبدیلیاں کی جا چکی ہیں۔ متعدد اسکیمیں اور اہتمام ہیں۔ کچھ اسکیموں اور اہتمام کے لئے فنڈ آجر اور ملازم کے تعاون سے فراہم کیا جاتا ہے نیز کچھ اسکیموں اور اہتمام کے لئے تمام تر فنڈ آجر سے تعاون کے ذریعہ فراہم کیا جاتا ہے۔ یہ بیمہ جاتی اسکیمیں حد سے مشروط ہیں یعنی افراد کے لئے اجرت کی حد سے سماجی تحفظ کے سلسلے میں ان کے تعاون کی حد سمیت گزشتہ سال میں ان کی آمدنی پر مبنی ہے۔
کیوبا	کیوبا میں سماجی تحفظ کے نظام (ایس ایس ایس) کو تقریباً ہمہ گیر بنا دیا گیا ہے نیز مالیہ فراہم کرنے کا زیادہ بوجھ حکومت کے ذریعہ برداشت کیا جاتا ہے۔ ایس ایس ایس کی وسعت اور گہرائی بہت سے ترقی یافتہ ملکوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ کیوبا میں جامع مفت صحتی دیکھ بھال کا اہتمام ہے۔ کیوبا نے ان میں سے بیشتر اہتمام زیادہ تیز رفتار سے اور نسبتاً کم خرچ پر حاصل کئے ہیں۔
جاپان	جاپان میں سماجی تحفظ کا ایک نظام ہے جو تقریباً ہمہ گیر ہے۔ جاپان میں یہ ہر ایک شخص کے لئے لازمی ہے جو کم سے کم اصولی طور سے اس نظام میں شرکت کرے۔ جاپان میں رہن سہن کے بنیادی اخراجات، مکانات کے اخراجات، صحتی بیمے اور آخری رسومات کا احاطہ کرنے کے لئے سرکاری امداد کے پروگرام بھی ہیں۔ یہ نظام گزشتہ برسوں میں پر معنی انداز سے ارتقا پذیر ہوتا ہے۔ انتظام ایک علاحدہ سرکاری پنشن فنڈ کے تحت کیا جاتا ہے۔

(این ایچ پی ایس) کے لئے یو ایچ سی کی جانب پیش قدمی کے سلسلے میں کرنے کے لئے صحت کے سلسلے میں رفتہ رفتہ بڑھنے والی سرکاری سرمایہ کاری کے تصور کے ساتھ کافی طور سے مالیہ فراہم کیا جائے۔ حال ہی میں جاری کردہ ہندوستان کی قومی صحتی پالیسی (2017) پر عمل درآمد کرنے سے ہندوستان میں یو ایچ سی کی جانب پیش قدمی کرنے کے سلسلے میں مدد ملے گی۔

2۔ ریاستی حکومتوں کے ذریعے سرگرم قیادت: ہندوستان جیسے ایک وفاقی نظام میں ریاستوں کو سماجی تحفظ کے اقدامات کے سلسلے میں بڑا کردار ادا کرنا ہوتا ہے۔ اس سے سماجی تحفظ کے اقدامات کو کامیاب بنانے کی غرض سے اختراعات کرنے کے سلسلے میں کافی لچک داری اور موقع فراہم ہوتا ہے۔ جب کہ مرکزی حکومت کے مالی اور مالیاتی وسائل ہمیشہ محدود رہیں گے۔ لیکن عمل درآمد کرنے کے سلسلے میں فرق اس میں اس وقت سامنے آتا ہے جب ایک ریاست کی سب سے اعلی سیاسی قیادت تصور اور عہد کا مظاہرہ کرتی ہے۔ متعدد ہندوستانی ریاستیں ایسے مرحلے پر ہیں جہاں سے وہ ہمہ گیر صحتی احاطے سمیت سماجی تحفظ کی اسکیموں کی ہمہ گیریت کے سلسلے میں بقیہ ملک کی رہنمائی کر سکتی ہے۔

ز۔ قانون سازانہ اور قانونی اصلاحات پر غور کرنا: سماجی تحفظ کی اسکیموں کی پائیداری کے سلسلے میں قانون سازانہ اور قانونی مدد کی ضرورت ہے۔ ٹیکس پر مبنی مالیہ کی فراہمی کی جگہ ان لوگوں سے لازمی تعاون کو لانا ہوگا جو ان اہتمام کے موثر انتظام و انصرام کے سلسلے میں ادائیگی کر سکتے ہیں۔ بصورت دیگر پائیداری کا معاملہ ایک چیلنج بنا رہے گا۔ اس ضمن میں

قانون سازانہ اور قانونی اہتمام کے ذریعے اور اگر ضرورت ہے تو آئینی ترامیم کے ذریعہ مدد کرنی ہوگی۔ اس عمل کے لئے ہندوستان میں اس موضوع کے ماہرین نیز سرکردہ تعلیمی اور پالیسی اداروں کے ذریعے رہنمائی فراہم کرنی ہوگی۔

اختتام : سماجی تحفظ پر عمل درآمد کے معاملے کو گزشتہ کچھ دہوں میں فروغ حاصل ہوا ہے اور اقتصادی ترقی کے مختلف مرحلے پر متعدد ملکوں سے سیکھا گیا ہے۔ سماجی تحفظ ہندوستان کے آئینی اہتمام کا ایک جزو رہا ہے نیز ہندوستان میں یکے بعد دیگرے حکومتوں نے مختلف حد تک اس کو ترجیح دی ہے۔ لیکن یہ اسکیمیں احاطے اور اثر کے لحاظ سے محدود رہی ہیں۔ ہندوستان اس عالمی سبق کا استعمال ہمہ گیریت اور پائیداری کے سلسلے میں پیش رفت کرنے کے لئے کر سکتا ہے۔ یہ چیزیں سماجی شعبے میں سرمایہ کاری کا منصوبہ تیار کر کے ان اسکیموں میں شامل کردہ ایجنسیوں کو مربوط کر کے اس طرح کی اسکیموں کے لئے مالیے کا تعاون کرنے کے سلسلے میں لوگوں میں اتحاد اور اتفاق پر توجہ مرکوز کر کے نیز ہندوستانی ریاستوں کی قیادت کے ذریعے ممکن ہے۔ اس کے علاوہ ہمہ گیر صحتی احاطے (یو ایچ سی) پر سماجی بہبود کے ایک نظام کے طور پر ہندوستان میں ترجیحی توجہ دی جانی چاہئے۔ ہندوستان میں سماجی تحفظ کے ہمہ گیر اور پائیدار نظاموں سے تیز رفتار اور پائیدار اقتصادی ترقی، غریبی میں کمی، متعلقہ پائیدار ترقیاتی نشانوں (ایس ڈی جی) کی حصولی نیز ملک میں ہمہ گیر صحتی احاطے (یو ایچ سی) کی حصولی میں مدد ملے گی۔

☆☆☆

مسلکہ

باکس 1: آئی ایل او کی قرارداد 1952 کے مطابق سماجی تحفظ کے سلسلے میں اتفاقی مصارف

☆**بڑھاپے کی پنشن**: ایک مقررہ عمر سے آگے زندہ رہنے کا احاطہ کیا جائے گا۔

☆**زندہ رہنے والے شخص کا فائدہ**: روزی روٹی کمانے والے شخص کی موت کے نتیجے میں ایک بیوہ یا بچے کے ذریعے اٹھائے گئے مدد کے نقصان کے بعد۔

☆**بیماری کی وجہ سے چھٹی کے سلسلے میں فائدہ**: کسی مرض کے نتیجے میں کام کرنے کی عدم صلاحیت کی وجہ سے آمدنی کی عارضی موقوفی۔

☆**روزگار کے دوران چوٹیں لگنا اور زخمی ہونا**: پیشہ ورانہ حادثے یا بیماری کی وجہ سے روزی روٹی کمانے والے شخص کی معذوری اور موت، بیماری کی وجہ سے چھٹی، طبی دیکھ بھال کے اخراجات اور نقصانات۔

☆**معذوری کے سلسلے میں فوائد**: کوئی بھی مفید کام کرنے کے سلسلے میں مستقل یا مسلسل عدم صلاحیت

☆**بے روزگاری سے متعلق فوائد**: ان محفوظ کردہ افراد کے لئے جو کام کر سکتے ہیں اور کام کرنے کے لئے دستیاب ہیں، مناسب روزگار حاصل کرنے کے سلسلے میں عدم صلاحیت کی وجہ سے آمدنی کی عارضی موقوفی۔

☆**کنبے سے متعلق فائدہ**: بچوں کو ضروریات زندگی کی ذمہ داری۔

☆**زچگی سے متعلق فائدہ**: حاملہ ہونے اور زچگی نیز ان کے نتائج کی وجہ سے آمدنی کی عارضی موقوفی۔

☆**طبی دیکھ بھال**: کسی بھی مرض (حاملہ ہونے سمیت) کا علاج، جو کچھ بھی اس کی وجہ سے ہو۔

☆ان لوگوں کی سماجی امداد جو دیگر وجوہات سے ایک گارنٹی شدہ سماجی سہولت تک نہیں پہنچ سکتے ہیں۔

باکس 2: سماجی تحفظ کے سلسلے میں عالمی عمل درآمداتی تجربے سے ہندوستان کے لئے آگے کے سات راستے

1۔ ہمہ گیر بنانے کے لئے ایک رہنمایانہ خاکہ تیار کرنا اور اس پر اتفاق کرنا۔

2۔ سماجی تحفظ کی ایک خود مختار قومی تنظیم قائم کرنے پر غور کرنا

3۔ مالیہ فراہم کرنے کے اختراعی نظاموں کے ساتھ سماجی شعبے میں سرمایہ کاری کا ایک منصوبہ تیار کرنا۔

4۔ اتحاد اور اتفاق نیز عوامی بیداری اور شرکت پر توجہ مرکوز کرنا۔

5۔ سماجی تحفظ کے اقدامات کے ایک حصے کے طور پر ہمہ گیر صحتی احاطہ (یو ایچ سی) پر غور کرنا

6۔ ریاستی حکومتوں کے ذریعے سرگرم قیادت۔

7۔ قانون سازانہ اور قانونی اصلاحات پر غور کرنا۔

ڈاکٹر موسمی داس

ہندوستان میں غذائی پالیسی:

زراعت میں غذائیت کو ترجیح۔ ایس ڈی جی ایس کا نقش راہ

ادب میں اس مسئلے پر بار ہا بحث ہو چکی ہے کہ غذا کا تحفظ ایک کثیر جہتی معاملہ ہے جس میں پیداوار، تقسیم، صارف کی پسند اور مصرف، غذائیت کے بڑے اور چھوٹے اجزا کا مناسب حصول اور ان کا موثر ہاضمہ (داس 2016) سب عوامل شامل ہیں۔ غذائی نظام اور غذائی حیثیت میں دو طرفہ تعلق ہے۔ (Pinstrup-Andersen2007) پالیسی سازی میں آسانی کے لئے اسی طرز پر ایف اے او نے غذائی تحفظ کی تعریف رقم کی ہے۔

وقت کی بدلتی ضروریات اور تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے غذائی پالیسی کا لائحہ عمل تیار کیا گیا ہے۔ دنیا کی بیشتر ممالک میں جن میں جنوبی اور افریقی برصغیر کے ترقی یافتہ ممالک بھی شامل ہیں۔ اس طریقہ کو پالیسی سازی میں استعمال کیا گیا ہے۔ Pinstrup-Andersen and Watson (2011) کے ذریعہ تیار کیا گیا خاکہ تازہ ترین دائرِ عمل ہے جس میں تمام مختلف عوامل کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔

البتہ ہندوستان میں غذائی پالیسی سازی اپنی معنویت کھو چکی ہے کیوں کہ پالیسیوں کا انحصار یا تصوراتی مسائل پر تھا یا ماضی کے آزمودہ تجربات پر۔ ملک کا سب سے بڑا غذائی تحفظ پروگرام، عوامی تقسیم نظام وقت کی ضرورت تھا۔ اس پر کافی غور و خوض کے بعد اہم ریاستوں میں نافذ کیا گیا تھا۔ البتہ اس میں متعدد خامیاں تھیں مثلاً خرد برد اور بدعنوانی کا امکان، ناقص اور ناقص معیار، گزشتہ کئی برسوں میں عوامی تقسیم نظام کارہ ثابت ہوا ہے کیوں کہ بیشتر ریاستیں غذائی تحفظ کے دیگر پہلوؤں پر کم توجہ دے رہی ہیں۔ ان میں معقول صفائی، ستھرائی کا فقدان، غذائی عادات میں تنوع، خواتین کو با اختیاری بنانا وغیرہ اہم ہیں۔ حیرت کی بات ہے کہ غذائی تحفظ قانون 2013 وضع کرتے وقت بھی زیادہ توجہ ملک میں اناج کی تقسیم پر مرکوز رہی۔ غذائی عادات میں تنوع کم توجہ دی گئی جب کہ ساری توجہ نیا عوامی تقسیمی نظام شروع کرنے پر دی گئی جو اس وقت کے مطابق ضروری نہیں تھا۔ اگر ٹی پی ڈی ایس کی دسترس والے غیر دسترس والے خاندانوں میں بچوں کی غذائی حیثیت میں کوئی فرق نہیں ہے (Desai and Vanneman, 2015)۔ ہمیں فی الحال تمام زرعی اور غذا کے مربوط لائحہ عمل میں مختلف طریقہ کار پر توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔ (Das, Sharma and Babu, 2017)۔ الفیہ ترقیاتی اہداف (MDGs) حاصل نہ کرنے کی ہندوستان کی ایک اہم وجہ یہ بھی ہے۔ ایم ڈی جی کے ہدف 1 کے مطابق ہندوستان کو 1990 میں تغذیہ کے شکار بچوں کی تعداد کو 53.5 فی صد سے گھٹا کر 2015 تک آدھا کرنا تھا۔ البتہ 2005 میں صرف 40 فی صد ہو گئی جو 26 فی صد کے نشانے سے بہت کم ہے۔ نقشہ ملاحظہ کریں۔

حال ہی میں ایم ڈی جی کی جگہ پائیدار ترقیاتی اہداف (ایس ڈی جی) نے لے لی ہے۔ جب کہ ان کا حصول مشکل نظر آتا ہے۔ اب اہم توجہ زراعت سے ہٹ کر غذائیت کے تحفظ پر صرف ہوگی۔ یہ نوعیت مرکز اور ریاست دونوں سطح پر ہوگی۔ اس کے لئے اپنائے گئے مختلف طریقہ کار (Kadiyala et al. 2014) مندرجہ ذیل ہیں: (1) زراعت بطور خوراک وسیلہ (2) زراعت بطور آمدنی برائے خوراک اور غیر خوراکی اخراجات (3) زرعی پالیسی اور خوراک کی قیمتیں جو خوراک کے اصراف پر اثر انداز ہوتی ہیں (4) زرعی اور گھریلو معاملات اور فیصلہ سازی میں قوانین کا کردار، زراعت میں ماؤں کا روزگار اور اس کا اثر بچوں کی نگہداشت اور ان کے کھانے پر، خواتین کا زرعی کام کرنے کا ان پر اور ان کے بچوں کی غذائی اور صحت پر اثر ایس ڈی جی کے حصول کے لئے ہدف نمبر 1 (غریبی خاتمہ) یہ ہدف نمبر 2 (بھوک کا خاتمہ)، ہدف نمبر 3 (اچھی صحت اور اچھا ماحول) ہدف نمبر 6 (صاف پانی اور صفائی ستھرائی)، ہدف نمبر 1 2 (پائیدار اصراف و

ایسوسی ایٹ فیلو نیشنل کونسل فار اپلائیڈ اکنامک ریسرچ نئی دہلی
mdas@ncaer.org,
mousumii.das@gmail.com

پیداوار) اور ہدف نمبر 13 (آب و ہوا کا عمل) کے اپنائے گئے مختلف طریقوں پر توجہ کی ضرورت ہوگی۔

خوراک کے تحفظ کے مقصد کے حصول کے لئے مختلف طریقے اور ضمنی طریقے اپنائے جاتے ہیں۔ اس نصب العین کو حاصل کرنے کے لئے مختلف وزارتوں اور محکموں کو مل کر ایک ہی اختیاراتی ادارے کے تحت کام کرنا چاہئے۔ 2030 تک ایس ڈی جی کو حاصل کرنے کے لئے میں حکومت کو کچھ قلیل اور کچھ وسط مدتی طریقے تجویز کرنا چاہتا ہوں۔ پائیدار ترقیاتی اہداف (ایس ڈی جی) کے حصول کی غرض سے عالمی پیمانے پر پائیدار خوراک نظام وضع کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں (Fan 2016) ہندوستان میں بھی اس راہ میں آدھی دشواریوں کو فوری طور پر دور کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے قلیل مدتی تجاویز مندرجہ ذیل ہیں:

خوراک میں تنوع: نظرانداز ضروری عنصر

حکومت کو فوری طور پر مختلف النوع خوراک کو فروغ دینا چاہئے۔ نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف نیوٹریشن (این آئی این) کی طرف سے پیش کردہ انڈین فوڈ پیرامڈ کا تصور عوام کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ ہمیں عوام کو سمجھانے کے لئے کچھ آسان اور دلکش طریقے ایجاد کرنے ہوں گے۔ مثال کے طور پر امریکہ کے محکمہ زراعت نے رنگ برنگی پلیٹ کا تصور پیش کیا ہے جو چھوٹے اور بڑے دونوں کو بہ آسانی سمجھ میں آجاتا ہے۔ یہ رنگ پلیٹ میں خوردنی اشیاء کے مجموعے کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ مثلاً اناج، دالیں، سبزیاں، گوشت وغیرہ۔ ہم اس طرح کا تصور ہندوستانی گھروں کے لئے بھی پیش کرسکتے ہیں۔ چاہے کھانے والے گوشت خور ہوں یا سبزی خور۔ (Das 2016)

کیا ہم صحت مند خبروں اور عادات کو فروغ دے رہے ہیں، ۔ ہمیں ثقافتی اور علاقائی خوردنی عادات کو اہمیت دینی چاہئے۔ خاص طور پر ان پر جن کی غذائی حیثیت بہتر ہو۔ ملک میں متنوع غذائی پیداوار' اصراف اور تیاری کے پیش نظر اوپر سے نیچے کا طریقہ کار کبھی کارگر ثابت نہیں ہوسکتا۔ اس کے لئے خوراک کی غیر مرکوز پالیسی پر کام کرنا ہوگا جس میں حکمرانی اور جوابدہی پر توجہ مرکوز ہو۔ رقوم کی فراہمی زمینی حقائق ہونی چاہئے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب تمام محکمہ ایک ہی کنٹرول میں کام کریں۔ کامیابی اور پالیسی اقدامات کے لئے معقول بنیادی ڈھانچے کی ملک کو بہت ضرورت ہے۔ (عالمی بینک 2003) داس (2016) کے مطابق مختلف النوع خوراک کو فروغ دینے کے لئے بہتر بنیادی ڈھانچے، طبی مرکز کی دستیابی اور اختیارات کے رول کی ضرورت ہے۔

حصول اہداف کے طریق کار کی تجدید: کس کو ضرر کا احتمال ہے؟ اگرچہ ہندوستان میں زیادہ غریب طبقے کو مفت اناج چاہئے لیکن اس کے علاوہ آبادی کی غذائیت بہتر ہوئی ہے اور ان کی غذا میں کیلوری کی تعداد زیادہ ہوگئی ہے۔ اس کا اظہار دیہی اور شہری علاقوں میں کیلوری کے استعمال میں واضح کمی سے ہوتا ہے۔ (Deaton &Dreze, 2009). اگرچہ اناج والوں کے علاوہ کسی دیگر شکل میں رعایتی خوراک فراہم کرنا (منتخب ریاستوں میں زیر تقسیم) دشوار ہوگا لیکن ہم دودھ، سبزیاں، پھل، انڈے، مچھلی اور گوشت وغیرہ پیدا کرنے والوں کو رعایت دے سکتے ہیں جس کا انحصار علاقائی اصراف اور پیداوار پر ہو۔ مثال کے طور پر حالیہ مطالعات غذا کے معیار کو بہتر بنانے کے لئے دالوں کو فروغ دینے کی سفارش کی ہے۔ کولڈ اسٹوریج کا فقدان ہندوستان میں ایک مسئلہ ہے۔ جب کہ غذائیت سے بھرپور خوراک کے استعمال میں تقسیم اور دسترس کو اور زیادہ سہل بنا کر اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ اسکولوں میں مڈ خوراک کی تقسیم میں اناج، دالوں اور انڈے کی تقسیم سے کچھ ریاستوں میں خوراک کو زیادہ غذائی صلاحیت کا بنایا جاسکتا ہے۔

خط افلاس کی خوراک کے اجزا کی تجدید: دونوں تندولکر اور رنگاراجن کمیٹیوں نے کیلوریز کے علاوہ غذائیت کے عناصر کو پہچان اور ان کو خط افلاس کے ساتھ مربوط کیا۔ ہم متنوع خوراک کے ایک اہم قدم کے طور پر ہندوستان کے لئے صحت مند غذائی اشاریہ کی تجویز پیش کرتے ہیں۔ اس سے غریب خاندانوں میں تنوع کے لحاظ سے لی جانے والی خوراک کی نشاندہی ہوگی (داس 2015)۔ اس اشاریہ سے ان لوگوں کی شناخت کرنے میں مدد ملے گی جو سبزی خور ہی نہیں بلکہ گوشت خور کی حیثیت سے بھی کم متنوع خوراک لے رہے ہیں۔ اس سے ان خاندانوں کی تعداد کا بھی اندازہ ہوگا جو اس خطرے کی زد میں ہیں۔ خط افلاس اس سلسلے میں زیادہ فعل ہونی چاہئے تاکہ خطرے کی زد میں آنے والے لوگوں کی شناخت کی جاسکے۔ جو لوگ آمدنی، صحت یا آب و ہوا کے ناگہانی خطرے سے دوچار ہوئے ہیں۔ ان کو اشیاء کی منتقلی کی ضرورت رہتی ہے اور ان کے لئے کئے جانے والے اقدامات سے خوراک کے اصراف

فعال عالمی غذائی نظام: رابطہ و تجاوزات

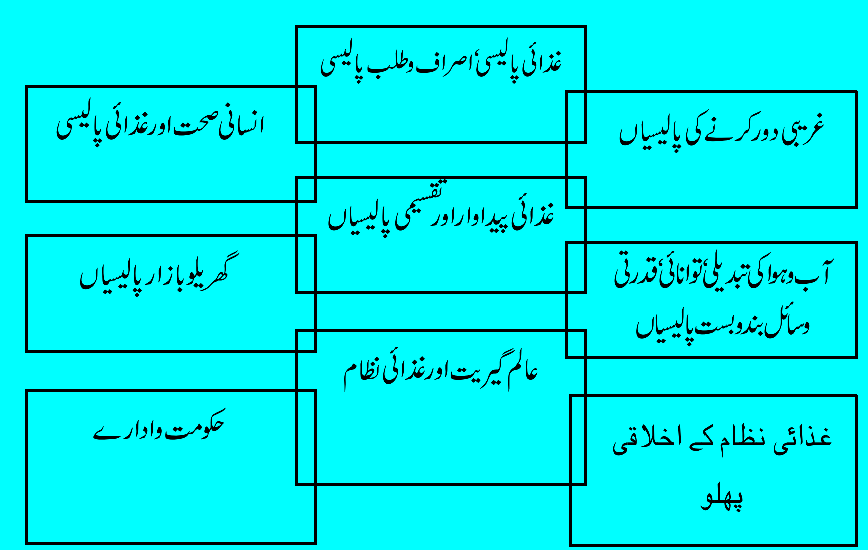

ذریعہ: Pinstrup-Andersen and Watson (2011)

میں کمی واقع ہوسکتی ہے۔(داس 2015)

ڈیجیٹل حل: منتقلی اور نگہداشت کا امتزاج

صرف خدمات کی ترسیل کی نگہداشت نہیں کرتی بلکہ اس سے صحت کو حاصل ہونے والے فوائد کی بھی خبرگیری کرتی ہے۔

فیصلے کرتی ہیں اور ان کو متنوع خوراک کے استعمال کے لئے زیادہ تعلیم یافتہ بنانے کی ضرورت ہے۔(داس 2016)

دوسری تجویز آدھار سے اور سارے بینک کھاتوں سے متعلق ہے جن سے منتقلی براہ راست ہوجاتی ہے اور

ہم زمینی حقائق کی بنیاد پر نقد یا اشیاء کی شکل میں منتقلی کرتے ہیں۔ایسے علاقوں میں جہاں عوامی تقسیم نظام ٹھیک طور پر کام کررہا ہے۔ وہاں اسی کو برقرار رکھتے ہیں۔البتہ نقد منتقلی میں احتیاط کی ضرورت ہے کیوں کہ اس سے گھروں کی خوراک کے تحفظ کو استحکام ملتا ہے۔نقد ادائیگی سے گھروں میں سادہ کھانے یا خوراک کے بدلے زیادہ غذائیت والی خوراک لی جاسکتی ہے جس میں تنوع بھی زیادہ ہوتا ہے۔

ہمیں عوامی تقسیم نظام کے توسط سے اناج کی کوالٹی پر توجہ دینی چاہئے تھی کیوں کہ آبادی کے نچلے طبقے کو اسی کی فروخت ہوتی ہے۔اس ضمن میں خواتین کو بااختیار بنانا اہمیت کا حامل ہے۔بزرگ خواتین ہی عام طور پر گھر کے

صحت کی نوعیت جاننے میں بھی مدد ملتی ہے۔ملک میں ڈیجیٹل انقلاب کے ہوئی وقفہ وار خبرگیری بھی رکھنی چاہئے۔ 2017-18 کے مالی سال میں تقریباً 51 فی صد منریگا کے فائدے آدھار برج ادائیگی (اے بی پی) کے طریقے سے پہنچائے گئے۔اناج کے لئے براہ راست نقد منتقلی کے لئے یہ فی صد 94 فی صد تھا۔سرکاری تخمینے کے مطابق دسمبر 2016 تک تقریباً 50,000 کروڑ بچائے گئے تھے جو ایک سال کی کل رعایت کے برابر ہے۔افلاس کے تعین میں یہ اضافی کٹ آف کے طور پر استعمال ہوسکتا ہے۔ہم اس کی نگہداشت کے لئے کسی نئے محکمے یا نئے عملے کی تعیناتی کی سفارش نہیں کررہے ہیں بلکہ نہایت غریب علاقوں میں موجودہ عملے کی زیادہ

کارگر طریقے سے تعیناتی سے یہ اس کو نافذ کیا جاسکتا ہے۔

اس طرح کی حکمت عملی کا استعمال منگولیا کے اندرونی علاقوں میں کیا گیا ہے جہاں گھروں کی مسلسل نگرانی کی جاتی ہے تاکہ ان کو غریبی سے مستقل طور پر نکالا جاسکے (نہ صرف آمدنی کے لحاظ سے بلکہ خوراک اور صحت کے اعتبار سے بھی)۔

کسرت او رموٹاپا: کیا بے فکر امیر لوگ اس کا شکار ہورہے ہیں:

غذائیت کی کمی ہی نہیں ہندوستان میں لوگ موٹاپے اور چھوٹے غذائی اجزا کی کمی سے پیدا ہونے والی بیماریوں سے بھی پریشان ہیں۔متوسط طبقہ اور امیر لوگ آخرالذکر سے متاثر ہیں۔اس کی وجوہات ہیں شہروں میں ہورہی تیز منتقلی، قیمت، طرز زندگی، مرغن اور تیل سے بنے کھانوں کی سہل دستیابی اور ان کی زیادہ فروخت۔اس لحاظ سے امیر لوگوں کو بھی ترغیب کی ضرورت ہے۔ان کو یہ احساس کرانا ہوگا کہ وہ اس طرح سے ذیابیطس، عارضہ قلب جیسی بے شمار بیماریوں کو دعوت دے رہے ہیں۔

سرکار اس کے لئے زیادہ تیل یا چربی کی خوردنی اشیا پر محصول عائد کرسکتی ہے اور ایسی سپر مارکیٹ پر ٹیکس عائد کرسکتی ہے جو اس طرح کے غیر صحت مند کھانوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔غذائیت کی کمی سے معاشی قیمت سماج کو مجموعی گھریلو پیداوار (جی ڈی پی) کو چکانی پڑتی ہے۔

خوراک کا تحفظ، زیادہ اور بربادی

یہ مسئلہ باعث تشویش ہے۔جہاں عوامی نظام تقسیم میں خرد برد اور چوری چکاری کا احتمال رہتا ہے، وہیں کولڈ اسٹوریج کی عدم دستیابی کی وجہ سے بہت سارا کھانا برباد ہوجاتا ہے۔اس کا اندازہ لگانے کے لئے تحقیق کی ضرورت ہے اور اس کے ساتھ ہی زیاں اور بربادی کو روکنے کے لئے مناسب اور معقول طریقے وضع کرنے کی ضرورت ہے۔خوراک کی بربادی کو روکنے کے لئے مناسب اور معقول طریقے وضع کرنے کی بھی ضرورت ہے۔خوراک کے تحفظ کا تقاضا ہے کہ اس کی پیداوار اور ذخیرے میں کم سے کم کیمیاوی مادے استعمال کئے جائیں۔یہ بات خطرناک ثابت ہوسکتی ہے۔مثال کے طور پر ہندوستان میں خوراک کے تحفظ سے متعلق کوئی

رپورٹ عوامی سطح پر دستیاب نہیں ہے (Grace, Delia; McDermott, John. 2015)۔ مثال کے طور پر aflatoxins انسانی صحت کے لئے مضر ہے جس سے نہ صرف بچوں میں بلکہ بالغوں

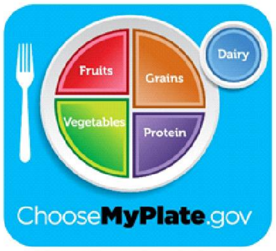

میں بھی غذائیت کی کمی اور دیگر خطرناک بیماریاں لاحق ہوسکتی ہے۔ (Unnevehr& Delia, 2013)۔ Kumar et al. (2011) کی دریافت کے مطابق ہندوستان میں دودھ کا کاروبار کرنے والے کاشت کاروں میں خوراک کے تحفظ سے متعلق اقدامات پر متعدد پہلو اثر انداز ہوتے ہیں اور صرف قیمت بڑھا کر ان کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ خوراک کے تحفظ سے آب وہوا کی تبدیلی کا مسئلہ بھی جڑا ہوا ہے۔ مثال کے طور پر گنگا کی ترائی والے علاقوں میں آب وہوا کی تبدیلی کے لحاظ سے خوراک کے نظام تبدیل کئے جارہے ہیں (Aggarwal et al., 2004)۔

اگرچہ مندرجہ بالا مراعتی طریقے اہمیت کے حامل ہیں لیکن ہم عالمی خوراک نظام کا حصہ بننے سے ابھی کافی دور ہیں۔ خوراک کی پالیسی کا لائحہ عمل عام ملک کے لئے مربوط ہونا چاہئے تا کہ غذائیت کی کمی کے مسئلے سے اطمینان بخش طور پر نپٹا جاسکے۔ جیسا کہ ذکر کیا گیا ہندوستان میں خوراک کی پالیسی کا مربوط لائحہ عمل پر کبھی عمل نہیں کیا گیا۔ اس کے برعکس ضرورت کے حساب سے اور متعلقین کے رسوخ کی بنا پر پروگرام مرتب کئے گئے۔ ایک مربوط نظام کا اطلاق آسان نہیں ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ فوری طور پر قلیل مدتی اور طویل مدتی اہداف مقرر کئے جائیں۔ ایسا کرتے وقت ایس ڈی جی ایس کو مد نظر رکھنا لازمی ہے۔

زراعت سے غذائیت کی طرف

پیش قدمی: اس کے لئے ایک مکمل محکمہ قائم کیا جانا چاہئے جس کے اختیار میں ان لوگوں کو ہنگامی طور پر رقوم فراہم کرنا ہو جن کو ان کی فوری ضرورت ہے (Das, Sharma &Babu, 2017)۔ ایس ڈی جی ایس کی تجویز کردہ اہداف اور ضمنی اہداف کے تجزیات کی فہرست سر دست دستیاب ہونی چاہئے جس سے اس پالیسی کے اطلاق میں بھی مدد ملے گی۔ اس کے ساتھ ہی دیگر جدید تکانیک بھی استعمال کی جانی چاہئے۔

☆☆☆

ہند۔آرمینیا کے درمیان باہری خلا کے پرامن استعمال میں تعاون سے متعلق مفاہمت نامے کو کابینہ کی منظوری

☆ وزیر اعظم نریندر مودی کی صدارت میں مرکزی کابینہ نے ہندوستان اور آرمینیا کے درمیان باہری خلا کے پرامن استعمال میں تعاون سے متعلق مفاہمت نامے کو اپنی منظوری دے دی۔ اس مفاہمت نامے پر اپریل 2017 میں دستخط کئے گئے تھے۔ اس مفاہمت نامے سے خلائی سائینس، ٹیکنالوجی اور اپلیکیشن بشمول زمین کی ریموٹ سینسنگ، سٹیلائیٹ کمیونیکیشن اور سٹیلائیٹ پر مبنی نیویگیشن، خلائی سائینس اور سیارچہ جاتی ایکسپلوریشن، خلائی جہاز اور خلائی نظامات اور زمینی نظامات کے استعمال اور خلائی ٹیکنالوجی کے اپلیکیشن جیسے شعبوں میں تعاون کی راہ ہموار ہوگی۔ اس مفاہمت نامہ سے ایک مشترکہ ورکنگ گروپ کے قیام کی راہ ہموار ہوگی جس میں محکمہ خلا/خلائی تحقیق کے ہندوستانی ادارے (ڈی او ایس/آئی ایس آر او) اور جمہوریہ آرمینیا کی تعلیم اور سائنس کی وزارت کی ریاستی سائینس کمیٹی کے ارکان شامل ہوں گے جو مستقبل کا کارروائی منصوبہ تیار کریں گے جس میں اس مفاہمت نامے کے نفاذ سے متعلق نظام الاوقات اور اس کے وسائل شامل ہیں۔ اس مفاہمت سے زمین کی ریموٹ سینسنگ، سٹیلائیٹ کمیونیکیشن، سٹیلائیٹ پر مبنی نیویگیشن خلائی سائینس اور سیارچہ جاتی ایکسپلوریشن کے شعبوں میں جدید تر تحقیقاتی سرگرمیوں اور اپلیکیشن امکانات کی رفتار تیز ہوگی۔

اس مفاہمت نامے سے خلائی ٹیکنالوجی سے اپلیکیشن کے شعبے میں مشترکہ سرگرمیوں کی راہ ہموار ہوگی جس سے انسانیت کو فائدہ ہوگا۔ اس طرح سے ملک کے سبھی شعبوں اور خطوں کے لوگ اس مستفید ہوں گے۔ اس مفاہمت نامے کے تحت جو کام انجام دئے جائیں گے ان کی مالی اعانت متعلقہ ایکزیکیٹیو تنظیم کے ذریعہ کی جائے گی جس میں قومی ضابطوں اور اصولوں کا خیال رکھا جائے گا۔ اس مفاہمت نامے کے تحت انجام دیئے جانے والے مشترکہ پروجکٹ اور کامن کمرشیل یا کمرشیل بنیاد پر ہوں گے اور ان کی تکمیل باہمی ادائیگیوں کے بغیر یا معاوضہ جاتی بندوبست یا ٹھیکوں کی بنیاد پر ہوگی۔

☆☆☆

کیا آپ جانتے ہیں؟

ٹاپو گرافی

ٹاپو گرافی کی اصطلاح عموماً کرہ ارض کے تفصیلی مطالعے کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ یہ کسی بھی قطعہ اراضی کی مادی خصوصیات ظاہر کرتی ہیں۔ان خصوصیات میں پہاڑی وادیاں، جھیلیں، سمندر، ساگر کے علاوہ انسان کی تعمیر کردہ سڑکیں، پل، ڈیم، ریل کی پٹریاں اورشہری شامل ہیں۔
ٹاپوگرافی (Topography) کا مقصد کسی بھی خصوصیت مثلاً طول البلد، عرض البلد یا سطح سمندر سے اونچائی کی اقدار کا تعین کرتا ہے۔ یہ سروے سے ملتا جلتا ہے جوایک مقام کے مقابلے دوسرے مقام کی پوزیشن معلوم کرنے کے لئے کرایا جاتا ہے۔ٹاپوگرافی نقشے سول انجینئر، منیجر ماحولیات، شہری منصوبہ ساز کے علاوہ بیرونی شائقین، ہنگامی خدمات بہم پہنچانے والی ایجنسیاں اور تاریخ داں استعمال کرتے ہیں۔ٹاپوگرافی نقشہ کسی بھی زمینی سطح کے سہ طرفی خاکے کا دوطرفی مظاہرہ ہے۔ خط قنطور، رنگوں، علاقوں، لیبل اور دیگر جغرافیائی مظاہروں کے ذریعہ ٹاپو گرافی نقشے سطح زمین پر قدرتی اور انسان کی لیکچر کردہ خصوصی سہولیات کی شکل اور ان کے وقوع کی جانکاری دیتے ہیں۔

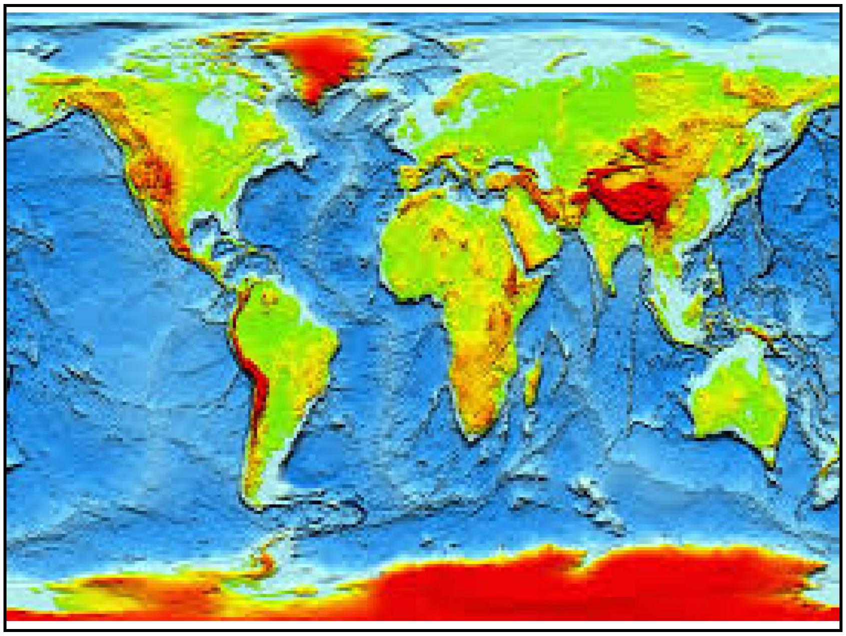

وسیع پیمانے پر استعمال کی جانے والی ٹاپوگرافی تکنیک براہ راست سروے ہے۔اس طریقہ کار میں لیول لنگ اوزار مثلاً تھیوڈو لا (theodolites) کا استعمال ضابطے اور اونچائی ناپنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ اس سے ٹاپوگرافی کے لئے مطلوب بنیادی ڈاٹا حاصل ہوتا ہے جو نقشے اور ڈیجیٹل (میجنگ نظام تیار کرنے میں کام آتا ہے۔ یہ معلومات دیگر طریقوں مثلاً فضائی فوٹوگرافی، سیارچہ سے لی گئی تصویروں سے حاصل کی گئی معلومات کے ساتھ استعمال کی جاسکتی ہی تاکہ کسی بھی قطعہ اراضی کے بارے میں مکمل معلومات حاصل ہوسکے۔سمندروں کی گہرائی میں سونر میپنگ (Sonar mapping) سے کی جاتی ہی جس میں زیر آب نصب اسپیکر سے صوتی لہریں خارج کی جاتی ہیں۔ یہ صوتی لہریں زیر آب اشیاء مثلاً سطح سمندر کے مونگھوں کے ذخائر یا آبدوز سے ٹکرا کر واپس آتی ہیں۔ان لہروں کو مائیکروفون کے ذریعہ ناپا جاتا ہے۔ جتنا وقت صوتی لہروں کو کسی بھی شئے سے ٹکرا کر واپس آنے میں لگتا ہے۔وہ اس کے فاصلے کا تعین کرتا ہے۔اس ڈاٹا سے زیر آب سطح کی نقشہ نگاری میں مدد مل سکتی ہے۔
جدید تکنیک کی ایجاد سے یعنی گلوبل پوزیشننگ سسٹم (جی پی آئی) سے جس کا رابطہ سیارچوں سے رہتا ہے، فیلڈ کا سروے کرنے والے ماہرین دشوار گزار علاقوں میں بھی چندفٹ کی طرف سے زمین پر باکل دوست پوزیشن معلوم کرلیتے ہیں جو روایتی طریقوں سے ممکن نہیں تھا۔ تھری ڈی تصویرکشی کے لئے سیارچوں یا فضا سے لی گئی تصاویر کے توسط سے کمپیوٹر کی مدد سے سہ اطرافی ماڈل تیار کیا جاتا ہے۔مختلف چیزوں یا علامات کے وقوع کا پتہ لگانے کے لئے فضائی فوٹوگرافی اور فوٹوگرامیٹری (photogrammetry) کا استعمال کیا جاتا ہے جس میں مختلف زاویوں سے لی گئی تصاویر شامل ہوتی ہیں۔ مختلف سیارچوں پر نصب حساس آلات کی وجہ سے جلد ہی نقشہ سازی میں کام آنے والی فضائی تصویرکشی موقوف ہوجائے گی۔اس سے نقشہ سازی میں لگنے والا وقت بھی کم ہوجائے گا اور نتائج بھی زیادہ صحیح ہوں گے۔

☆☆☆

جیتندر سنگھ

کارپوریٹ شعبے کی سماجی ذمہ داری:

حاشیہ پر رہنے والے لوگوں کو سماجی و معاشی طور پر بااختیار بنانے میں ممتاز حیثیت کی حامل

کارپوریٹ سوشل ریسپونسبلٹی (سی ایس آر) یعنی کارپوریٹ شعبے کی سماجی ذمہ داری لوگوں کے مفادات کے تحفظ کی خاطر لوگوں پر، علاقے پر اوران کے منافع پر مرتکب ہونے والے اثرات کی ذمہ داری لینے کے لئے حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ ہندوستان دنیا کا پہلا ملک ہے جس نے سی ایس آر کے لئے قوانین وضع کئے ہیں۔ کارپوریٹ معاملوں کی وزارت نے 2009 میں سی ایس آر کے بارے میں رہنما خطوط جاری کئے ہیں۔ ان رہنما خطوط کو کمپنی قانون 2013 میں شامل کرلیا گیا۔ سی ایس آر کے دائرے میں آنے والی کمپنیاں کمپنی قانون 2013 کی دفعہ 135 ذیلی دفعہ 1 میں رکھی گئی ہیں۔ مندرجہ ذیل نوعیت کی کمپنیوں کو سی ایس آر التزامات کی پابند ہیں۔

1۔ کمپنیاں جن کی کھلی حمایت 500 کروڑ روپے یااس سے زائد ہو، یا

2۔ کمپنیاں جن کی سالانہ پیداوار 1000 کروڑ روپے یااس سے زائد ہو، یا

3۔ کل منافع 5 کروڑ روپے یااس سے زائد ہو۔

ایک اندازے کے مطابق اس قانون کے تحت 800 کمپنیاں سی ایس آر کے دائرے میں آتی ہیں۔ اس قانون کے مطابق کمپنیوں کو گزشتہ تین برس میں ہوئے اوسطاً منافع کا کم ازکم 2 فی صد حصہ سی ایس آر کاموں پر خرچ کرنا لازمی ہے۔ اس طرح سے سالانہ کل خرچ 1000 سے 12000 کروڑ روپے بنتا ہے۔ مجموعی گھریلو پیداوار میں اور منافع میں اضافہ کی وجہ سے اس مد پر خرچ ہونے والی رقم میں بھی سال در سال اضافہ ہوگا۔ دفعہ 135 کے مطابق کمپنی کو ایک سی ایس آر کمیٹی تشکیل دینی ہوگی جو تین ڈائریکٹروں پر مشتمل ہوگی جن میں سے ایک ڈائریکٹر آزاد ہوگا۔ یہ کمیٹی پالیسی وضع کرے گی جس میں شیڈول viii میں درج سی ایس آر سرگرمیاں شامل ہوں گی۔ کمپنیاں خود اپنے اداروں یا ٹرسٹ کے توسط سے سی ایس آر سرگرمیاں چلاسکتی ہیں۔ یا پھر غیر سرکاری تنظیموں کے تعاون سے یا اپنی رقوم دیگر کمپنی کے ساتھ ملا کر خرچ کرسکتی ہیں۔ اس پالیسی میں واضح کیا گیا ہے کہ سی ایس آر محض تعمیل کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ حاشیہ پر پڑے ہوئے لوگوں کی زندگیوں کو بہتر بنانے میں مدد دینے کا عزم ہے۔

سی ایس آر بااختیار بنانے کا وسیلہ

حاشیہ پر پڑے ہوئے لوگوں کو بنانے سے مراد ان کی صلاحیتوں میں اضافے اور طرز زندگی میں بہتری کے توسط سے ان کے سماجی اور معاشی معیار کو بہتر بنانا ہے۔ یہ حکومت کی کلیدی ذمہ داری ہے لیکن اس کے پیمانے اور رفتار میں اضافے کے لئے اور دوسروں کے لئے قابل تقلید کارکردگی پیش کرنے کی غرض سے کارپوریٹ شعبے کے اقدامات کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ تجارتی ادارے ان لوگوں پر توجہ مرکوز کرتے ہیں جو ان کے علاقوں میں بستے ہیں، اس لئے یہ ان کمپنیوں کے لئے آسان ہوتا ہے کہ وہ ان لوگوں کے مسائل کو سمجھ سکیں اور ان حاشیہ بردار لوگوں کے لئے سی ایس آر پروجیکٹوں کے ذریعہ منافع بخش مواقع فراہم کراسکیں۔ ہندوستان نے ماضی میں خاطر خواہ ترقی حاصل کی ہے۔ خارج کرنے والی دیرینہ عادت کو سدھارنے کے لئے کچھ وقت درکار ہوگا۔ داخلی نمو کے منتر سب کا ساتھ سب کا وکاس کو حقیقی روپ دینے کے لئے نجی اور سرکاری ترقی کے ماڈلوں میں انسلاک پیدا کرنا ہوگا۔ عوامی بہبود کے لئے مختص سرکاری بجٹ ناکافی ہوتا ہے۔ اس سے بڑھتے مطالبات پورے نہیں کئے جاسکتے۔ سرکار حاشیہ پر پڑے ہوئے لوگوں کو بااختیار بنانے کے لئے مختلف اسکیموں کے توسط سے حتی المقدور کوشش کررہی ہے لیکن وہ قلیل وقت میں تمام لوگوں کی ضروریات پوری نہیں کرسکتی۔ حاشیہ پر پڑے ہوئے لوگوں کے ترقیاتی اہداف کے حصول کے لئے نجی شعبے کی شرکت نہایت ضروری ہے۔ ضرورت مندوں کے طرز زندگی کو بہتر بنانے کے لئے تعلیم، روزمرہ کی گزر بسر اور صحت کے شعبوں میں بہت زیادہ رقم درکار ہے۔ اقوام

مضمون نگار پی ایچ ڈی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری میں سینئر سکریٹری اوراچ آر ہیڈ ہیں۔

jatinder@phdcci.in

متحدہ کے ترقیاتی پروگرام کی جاری کردہ انسانی ترقیات کی رپورٹ کے مطابق 188 ممالک میں ہندوستان 131 مقام پر ہے۔انسانی ترقی اشاریہ کسی بھی ملک میں انسانی ترقی کی حصولیابیوں کا ایک اوسط پیمانہ ہے۔اس پیمانے پرسدھار کے لئے مالی امداد کی ضرورت نہیں ہے بلکہ کثیر متعلقین کی امداد کی بھی ضرورت ہے۔

حکومت کی طرف سے شروع کئے گئے اہم پروگرام مثلامیک ان انڈیا، اسٹارٹ اپ انڈیا، ڈیجیٹل انڈیا، اسکل انڈیا کوبھی سی ایس آر پروجیکٹوں کے توسط سے فروغ دیا جاسکتا ہے۔ان پروگراموں سے حاشیہ پر پڑے ہوئے لوگوں کو بااختیار بنانے کے لئے درکار فروغ افزوں اثر مرتکب ہوتا ہے۔ان پروگراموں سے ان لوگوں میں تعلیم، مہارت میں اضافہ ہوتا ہے اور روزگار کے مواقع فراہم ہوتے ہیں۔

سی ایس آر کے توسط سے کارپوریٹ شعبے کا کردار

سی ایس آر سرگرمیوں کو مستحکم کرنے کے لئے متعدد کمپنیاں لوگوں کو اپنی سپلائی میں شامل کر کے ان کو ذریعہ معاش فراہم کررہی ہیں۔ جدید طرز کی سی ایس آر سرگرمیاں موردوجود میں آئی ہیں۔سی ایس آر ماحولیاتی نظام میں فروغ ہورہا ہے کیوں کہ 2015 میں اقوام متحدہ کے ذریعے چنے گئے پائیدار ترقی کے 17 اہداف پر سی ایس آر کے تحت کام کرا رہا ہے۔سی ایس آر سرگرمیاں زیادہ کارگر ہیں کیوں کہ ان سے قانون کی پاسداری بھی ہوتی ہے اور ان کی سرمایہ کاری سے حاشیہ پر پڑے ہوئے لوگوں کو بااختیار بنانے میں مدد ملتی ہے۔ جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے، ماضی میں تعلیم کے شعبے کو سب سے زیادہ خیراتی امداد حاصل ہوتی ہے۔ آج کے دور میں مہارت کی ترقی اور ذریعہ معاش کی فراہمی پر توجہ مرکوز کی جارہی ہے۔تعلیم سے صرف لکھنے پڑھنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے جب کہ مہارت کی ترقی فائدہ مند ہے۔ نچلے طبقے کو ماہر بنا کر نچلی سطح کی تجارت کو مستحکم کیا جاسکتا ہے۔

عالمی خطرات کے بارے میں عالمی اقتصادی فورم کے 2016 کے سروے کے مطابق دو مشترکہ خطرات زیادہ پرتشویش ہیں۔ بڑھتا سماجی عدم استحکام اور بے روزگاری یا نامناسب روزگار۔ یہ دونوں کل مشترکہ خطرات کا پانچ فی صد ہیں۔ باہمی رابطوں کے علم سے رہنماؤں کو شعبہ عمل کی ترجیحات متعین کرنے میں مدد ملتی ہے اور وہ ہنگامی ضروریات کی منصوبہ بندی کرسکتے ہیں۔ ہندوستان کے بڑے صنعت کار ان خطرات سے باخبر ہیں اور ان میں سے بہت سے ان شعبوں میں سرگرمیوں کو فروغ دیتے ہیں۔

حاشیہ پر پڑے ہوئے لوگوں کے لئے سی ایس آر سرگرمیاں

معذور کے لئے مہارت اور ذریعہ مہارت کے مواقع: وزیراعظم نریندر مودی نے کہا تھا کہ معذور افراد کے اندر اضافی صلاحیت ہوتی ہے اور وہ جتنا سمجھا جاتا ہے، اس سے کہیں زیادہ باصلاحیت ہوتے ہیں۔انہوں نے ان لوگوں کے لئے 'دویانگ' کی اصطلاح استعمال کی ہے۔دنیا میں سب سے زیادہ معذور افراد ہندوستان میں موجود ہیں۔ 2011 کی مردم شماری کے مطابق معذوروں کا فی صد 2.21 ہے اور ان کی اکثریت دیہی علاقوں میں مقیم ہے۔معذور افراد پر بنیادی ڈھانچے، تعلیم اور مہارت کی ترقی تک دسترس کے فقدان کی وجہ سے سماجی ومعاشی دائرے سے اخراج کا خطرہ زیادہ منڈلاتا ہے۔ماضی میں معذور افراد کے لئے پروجیکٹ کام کے آپریشن تک ہی محدود تھے لیکن سی ایس آر میں معذوروں کے پروجیکٹ کی شمولیت کے بعد کمپنیاں ان افراد کو تمام شعبوں میں استعمال کررہی ہیں۔معذور افراد کے لئے سی ایس آر اور گرمیوں میں خواندگی اور پیشہ ورانہ تعلیم کی فراہمی اور روزگار تک رسائی میں آرہی دشواریوں کو حل کرنا شامل ہیں۔

سیلف ہیلپ گروپ اور چھوٹے کاروباری ادارے

سی ایس آر سرگرمیاں دیہی علاقوں میں ذریعہ معاش فراہم کرنے میں مدد کررہی ہیں۔اس وجہ سے ان لوگوں کو بنا ہجرت کئے ایس ایچ جی اور چھوٹے کاروباری اداروں کے ذریعہ روزگار فراہم کیا جارہا ہے۔سی ایس آر پروجیکٹوں کے تحت چھوٹے کاروباری اداروں کی مدد کے ذریعے مصنوعات اور خدمات کو بہتر بازار فراہم کرنے پر توجہ مرکوز کی جارہی ہے۔ای کامرس کے توسط سے صنعت کاروں' اشیاء پیدا کرنے والوں اور ہنرمندوں کو آن لائن بازار کی سہولیات مہیا کرائی جاسکتی ہیں۔اس کے لئے ان کو نگہداشت اور ابتدائی امداد کی ضرورت ہوگی۔ایس ایچ جی آئی کے لئے مہارت کے فروغ میں سی ایس آر کے تحت اختراعی تجربات سے کارکردگی اور پیداوار دونوں

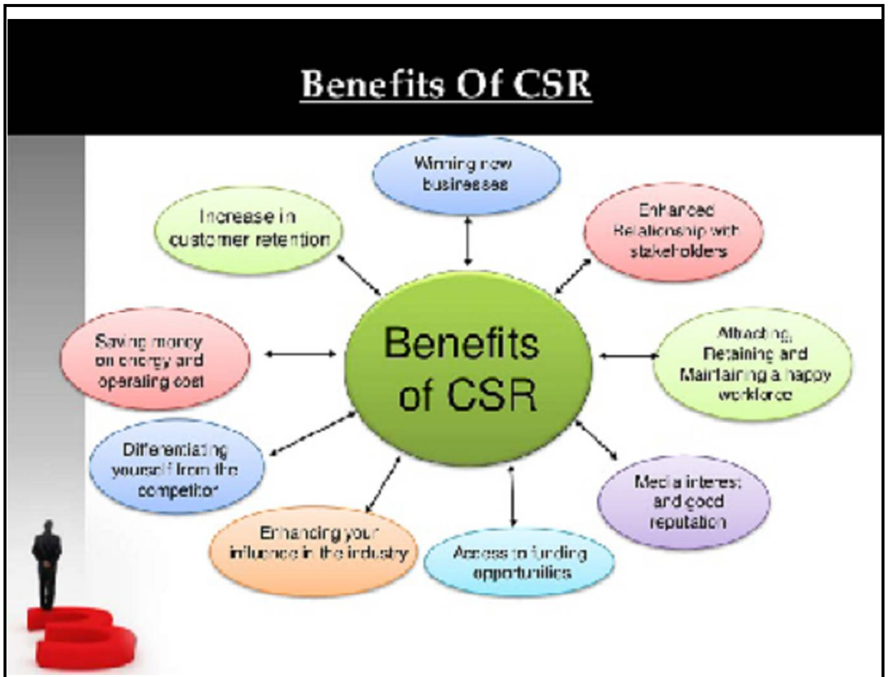

میں اضافہ ہوگا۔

معمر افراد کی آبادی

ہندوستان نوجوانوں کی آبادی میں اضافہ کے ساتھ معمر افراد کی آبادی میں ہی بتدریج اضافہ ہو رہا ہے اور آج یہ آبادی 10 کروڑ تک پہنچ گئی ہے۔ معمر افراد کی آبادی کروڑ تک پہنچنے کی توقع ہے۔ بزرگوں کے نقائص ہر کوئی جانتا ہے۔ جسمانی اور دماغی صلاحیتوں میں کمی کے ساتھ کارکردگی اور مالی وسائل میں بھی تخفیف ہو جاتی ہے۔ ناقص عوامی بنیادی ڈھانچے کی وجہ سے ان کی پریشانیوں میں اضافہ ہو جاتا ہے اور ان کی صحت و عافیت اور رہائشی ضروریات خطرے میں پڑ جاتی ہیں۔ سی ایس آر میں کی گئی ترامیم نے اولڈ ایج ہومز اور ڈے کیئر مراکز کھولنے کی تجویز کے ساتھ معمر افراد کے لئے دیگر سہولیات فراہم کرنے کا التزام کیا ہے۔ شیڈول VII میں شامل سی ایس آر سرگرمیوں سے معمر افراد کو سہولیات فراہم کرانے کی حکومت کی کوششوں کو تقویت ملتی ہے۔

سلم کی ترقی

شہری علاقوں میں سلم یعنی جھگی جھونپڑیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیچھے رہائش اور روزگار اہم عوامل ہیں۔ 2011 میں ہندوستان جھگی جھونپڑیوں میں لینے والے افراد کی آبادی 9 کروڑ 30 لاکھ تھی۔ سلم کی ترقی کی سی ایس آر میں شمولیت سے شہروں کو سلم سے پاک کرنے کے حکومت کے عزم کو تقویت ملتی ہے۔ ہمارے ملک میں اسمارٹ سٹی پروجیکٹ شروع کرنے سے پہلے سلم کے بحران پر قابو پانا ضروری ہے۔ پائیدار اقتصادی ترقی کے لئے ہندوستان کو سلم میں بسنے والے لوگوں کے لئے معقول روزگار فراہم کرنا ہوگا۔ سلم کی ترقی سے متعلق سی ایس آر پروجیکٹ صنعت اور شہری غریبوں کے لئے کافی فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہے۔

اختتامیہ

تاجر کاروباری اور مفکرین اپنے کاروبار کی اونچ نیچ پر دھیان دینے کے علاوہ انسانی ترقی کے چیلنجوں پر بھی توجہ صرف کرتے ہیں کیوں کہ ان کے کاروبار بھی اس سے براہ راست متاثر ہوتے ہیں۔ کارپوریٹ شعبے کو اپنے سی ایس آر اہداف کو تنظیمی اہداف سے منسلک کر لینا چاہئے۔ یہ ان کے لئے ملک کی ترقی میں ہاتھ بٹانے کا بہترین راستہ ہے۔ سی ایس آر کا تقریباً 10,000 سے 12000 کروڑ روپے سالانہ کا بجٹ حکومت ہند کے سماجی بہبود شعبے کے لئے مختص بجٹ کے مقابلے بہت معمولی ہے۔ اس کے لئے ایسے اختراعی سی ایس آر پروجیکٹوں کی ضرورت ہے جو آبادی کے لحاظ سے معاشی طور پر منافع بخش اور قابل عمل ہوں۔ کارپوریٹس سی ایس آر کی کچھ رقم اپنی تحقیق و ترقی کے پروجیکٹوں میں استعمال کر سکتے ہیں۔ سماجی شعبے میں بنیادی مسئلہ ان کے پیمانے یا وسعت کا ہوتا ہے۔ یہ جدید طریقے سرکاری شعبے میں پائیدار تاثیر کے لئے اپنائے جا سکتے ہیں۔ اس ضمن میں کارپوریٹ سماجی اختراع ماریوایف سماجی ذمہ داری کے ساتھ مل کر کام کر سکتے ہیں۔ اختراعی طریقوں کے ذریعے اقدار میں شراکت سماج پر اچھا اثر مرتب ہوتا ہے اور حاشیہ پر پڑے ہوئے لوگوں کو عام دھارے میں لانے میں مدد ملتی ہے۔ کارپوریٹ دولت پیدا کرنے میں جو سی ایس آر کے لئے بجٹ کا کام کرتی ہے۔ ضرورت ہے کہ کارپوریٹ شعبے کے لئے بے انتہا وسائل کو استعمال میں لانے اور ان کی انتظامی صلاحیت کو سی ایس آر پروجیکٹ کے لئے بروئے کار لانے کی۔ داخلی نمو کے ایجنڈے میں ایسا فعال ماحول تیار کرنے کی صلاحیت ہے جو سب کے لئے کارآمد، تندرست اور تخلیقی زندگی فراہم کر سکے جو کسی بھی قوم کی ترقی کے لئے عوامی شرکت کو یقینی بناتا ہے۔ اقلیتوں، دلتوں، آدی واسیوں، خواتین اور غیر منظم محنت کشوں جیسے حاشیہ بردار لوگوں کے لئے سی ایس آر پروجیکٹ ان کی سماجی ترقی میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔

☆☆☆

غالب پر ہماری اہم مطبوعات

خزینۂ غالب	مرتب: ڈاکٹر ابرار رحمانی	130/=
سفینۂ غالب	ادارہ	95/=
آئینۂ غالب (طبع دوم)	ادارہ	75/=
گنجینۂ غالب (طبع دوم)	ادارہ	60/=
غالب بہ صد انداز	تشکیل: برجندر سیال	1000/=

غالب بصد انداز میں غالب کے منتخب اشعار کا ہندی اور انگریزی ترجمہ کے ساتھ غالب کے اشعار کو پتھروں کے مرقعوں میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ اپنے آپ میں ایک انوکھی پیشکش ہے جسے باذوق حضرات اپنی لائبریری اور اپنے ڈرائنگ روم میں رکھنا پسند کریں گے۔

نوٹ: کتابیں منگوانے کے لئے رقم بشکل ڈرافٹ بنام ڈی جی پبلی کیشنز ڈویژن پیشگی ارسال کریں۔
کتابیں کسی بھی صورت میں وی پی سے نہیں بھیجی جائیں گی۔

ملنے کا پتہ: **بزنس منیجر، پبلی کیشنز ڈویژن، سوچنا بھون، سی جی او کمپلیکس، نئی دہلی۔ 3**

ڈاکٹر روما گھوش

غیر منظّم زمرے کے مزدوروں کے لئے

سماجی سلامتی

پیش رفت و تقاضے

لوگوں کو حاصل یکساں اور مساوی حقوق والے کسی بھی معاشرے کے لئے سماجی سلامتی اولین شرط ہے۔ اسی وجہ سے سماجی سلامتی کے حق حقوق انسانی میں شمار حق سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اقوام متحدہ کے ذریعے وضع کئے گئے حقوق انسانی کے عالمی اعلامیہ کی دفعہ 22 اور 25 کے مطابق سماجی سلامتی کے حق کو ایک بنیادی حق تسلیم کیا جاتا ہے۔ سال 1952 میں انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن (آئی ایل او) کے ذریعے اختیار کئے گئے سماجی سلامتی (کم سے کم معیارات) کنونشن 102 میں سماجی سلامتی کے شعبوں میں فوائد کے لئے کم سے کم معیارات کی تشریح کی گئی ہے جو نو اہم شعبوں پر مشتمل ہیں۔ ان میں طبی فوائد، بیماری کے فوائد، بے روزگاری، ضعیف العمری، معاونت، روزگا سے متعلق زخمی ہونے کی صورت میں مدد، خاندان کا تعاون، زچگی کے فوائد، معذوری اور حادثاتی فوائد شامل ہیں۔

مضمون نگار وی وی گری نیشنل لیبر انسٹی ٹیوٹ، وزارت محنت و روزگار میں فیکلٹی ممبر ہیں۔

rumaghosh.vvgnli@gov.in

ہندوستان آئی ایل او کا بانی ممبر ہے اور اس نے اقوام متحدہ کے حقوق انسانی کے دستاویزات سمیت متعدد آل ایل او کی توثیق کی ہے۔ ان میں سے متعدد راست طور پر سماجی سلامتی کے شعبے سے تعلق رکھتے ہیں اور انہیں حال ہی میں اختیار کئے گئے قابل برداشت ترقی مقاصد کے ذریعے از سر نو طریقے سے نافذ کیا گیا ہے۔ ملک میں سماجی سلامتی کے نظام کو موثر طریقے سے لاگو کیا گیا ہے جس میں آئی ایل او کی سماجی سلامتی (کم سے کم معیارات) کنونشن نمبر 102 کی نو شاخوں میں سے متعدد کا جامع طریقے سے احاطہ کیا گیا ہے جن کا بنیادی مقصد منظّم زمرے کے رسمی کارکنان کا احاطہ کرنا ہے۔ اس منظّم زمرے میں پرائیویٹ فرمیں/ ادارے ایک مقررہ تعداد سے زیادہ والے اور تعداد سے قطع نظر پبلک سیکٹر ادارے شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ منظّم زمرے کے غیر رسمی ملازمین اور غیر منظّم زمرے کا حصہ سمجھے جانے والے چند دیگر اداروں کا کچھ حد تک احاطہ کرنے کے اقدامات بھی کئے گئے ہیں۔ تاہم افرادی قوت کے 84 فی صد کے ساتھ ہندوستانی معیشت میں اہم کردار ادا کرنے والے غیر منظّم زمرے کا ایک بڑا حصہ ایک جامع سماجی سلامتی کے نظام سے محروم ہے۔

ہندوستان میں غیر منظّم زمرہ

این ایس ایس او کے 60 ویں دور کے تخمینے کے مطابق 84 فی صد کارکنان غیر منظّم یا غیر رسمی زمرے میں ہیں اور غیر رسمی روزگار (رسمی اور غیر رسمی سیکٹروں کے ایک ساتھ) میں 90 فی صد سے زیادہ ہیں۔ غیر رسمی زمرہ اور ہندوستان میں رزوگار کے حالات 12-2011 سے متعلق این ایس ایس کی رپورٹس کے مطابق تقریباً 93 فی صد خود روزگار، روزمرہ کی بنیاد پر کام کرنے والے 78 فی صد مزدور اور دیہی علاقوں میں مستقل بنیاد پر اجرت/تنخواہ پانے والے 42 فی صد غیر رسمی زمرے سے وابستہ ہیں جب کہ شہری علاقوں میں تقریباً 98 فی صد خود روزگار، روزمرہ کی بنیاد پر کام کرنے والے 81 فی صد مزدور اور 40 فی صد اور مستقل بنیاد پر اجرت/تنخواہ حاصل کرنے والے کارکنان غیر رسمی زمرے میں زیر ملازمت ہیں۔ دستیاب تفصیلات سے واضح ہوجاتا ہے کہ غیر رسمی زمرہ ملازمین میں دیہی علاقوں میں تقریباً 75 فی صد اور شہری علاقوں میں تقریباً 70 فی صد چھوٹے کاروبار سے وابستہ ہیں۔ زرعی او رغیر زرعی زمرے میں تقریباً 79 فیصد ملازمین کے پاس ملازمت کا تحریری تقررنامہ نہیں ہے۔ جب کہ زرعی اور غیر زرعی زمرے میں تقریباً 42 فی صد عارضی ملازمین ہیں جہاں روزمرہ کی مزدوری کے زمرے میں تناسب 60 فی صد اور مستقل بنیاد پر اجرت/تنخواہ حاصل کرنے والے ملازمین کا تناسب 28 فی صد ہے۔ زرعی اور غیر رزعی زمرے میں تقریباً 72 فی صد ملازمین

سماجی سلامتی کے کسی بھی فائدے کے حق دار نہیں ہیں جہاں اس ضمن میں عارضی ملازمین کا تناسب 93 فی صد اور مستقل بنیاد پر اجرت/تنخواہ پانے والے ملازمین کا تناسب 56 فی صد ہے۔ وسیع تناظر میں اس کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے کہ غیر منظّم زمرے کے کارکنان وہ افراد ہیں جو ایک رسمی زمرے کے آجر سے روزگار کے معاہدے سے وابستہ نہیں ہیں اور گھریلو پیمانے پر کاروبار،

خود روزگار یا اجرت مزدور کے طور پر کام کر رہے ہیں۔

سماج کے اقتصادی وسماجی طور پر کمزور طبقات کے ایک بڑے حصے کو غیر رسمی معاشی سرگرمیوں میں شامل کیا گیا اوران پر خاص توجہ دی گئی۔ گزشتہ دو دہائیوں کے دوران ہندوستانی معیشت میں تیز رفتار ترقی کے دوران نجکاری کے عمل میں بہتری پر دھیان دیا گیا۔ اس دوران رسمی اور غیر رسمی سرگرمیوں کے درمیان باہمی ربط کی واضح علامات ہیں۔ اس دوران غیر رسمی معیشت کو پیداوار، روزگار اور آمدنی کے اعتبار سے نئی کشش ملی ہے۔ تیز تر اوربشمول پیداوار کے لئے غیر رسمی معیشت پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ پیداوار کی تیز رفتار شرح کو برقرار رکھنے کے لئے غیر رسمی معیشت میں سرگرم عمل افراد کی گھریلو مانگ میں سدھار اور قرض، ہنر مندی، ٹکنالوجی، مارکیٹنگ اوانفرا سٹرکچر کے تعلق سے سیکٹر کے تقاضوں کو پورا کرنے کی ضرورت ہے کیوں کہ رسمی سماجی سلامتی تحفظ کی یہاں کم گنجائش ہے۔ اس ضمن میں تعاون، ٹیکس/سیس پر مبنی سماجی سلامتی تحفظ کی سخت ضروریات ہے۔ گزشتہ صدی میں ابھر کر سامنے آنے والا سماجی سلامتی کا یہ موجودہ وقت میں سب سے بڑا ہے۔

مجموعی افرادی قوت کے سات فی صد کارکنان منظّم زمرے سے تعلق رکھتے ہیں اور انہیں سماجی سلامتی کے کسی نہ کسی طریقے سے آئینی تحفظ فراہم ہے۔ ان کارکنان کو سماجی سلامتی کا تحفظ فراہم کرنے والے قوانین میں امپلائیز اسٹیٹ انشورنس ایکٹ 1948 اور امپلائیز پروویڈنٹ فنڈ اینڈ مسس سیلنس پروویژن ایکٹ 1952 وغیرہ شامل ہیں۔ یہ دونوں قوانین ملازمین کو طبی اور صحت بیمہ اور پروویڈنٹ فنڈ اور پنشن کی فراہمی کو یقینی بناتے ہیں۔ غیر منظّم زمرے میں مجموعی افرادی قوت کی 472.9 ملین پر مشتمل افراد، قوت کو ملازمت کی ضمانت، اجرت، کام کا ماحول، سماجی سلامتی اور بہبود کی ضمانت نہیں ہے۔ اس کے لئے کئی وجوہات بیان کی جاتی ہیں جن میں عارضی اور موسمی روزگار، کام کے منتشر مقامات، کام کا ناقص ماحول، آجر اور کارکنان کے درمیان اچھے تعلقات کا فقدان، غیر مستقل اور اکثر کام کے طویل اوقات، قرض تک محدود وسائل، آئینی تحفظ، سماجی سلامتی اور حکومت کے تعاون کا فقدان شامل ہیں۔

غیر منظّم زمرے میں نیشنل کمیشن برائے انٹر پرائزز کا ماننا ہے کہ غیر منظّم زمرے کی افرادی قوت کو تین قسم کے سماجی تحفظ کی سہولت حاصل نہیں ہے۔ ان میں روزگار کی ضمانت (من مانے طریقے سے برطرفی کے خلاف کوئی ضمانت نہیں)، ورک سیکورٹی (کام کرنے کی جگہ پر حادثے اور صحت سے متعلق خطرات کے خلاف کوئی تحفظ نہیں) اور سماجی سلامتی) صحت، پنشن اور زچگی کے فوائد) شامل ہیں۔ حکومت ہند نے غیر منظّم زمرے تک سماجی سلامتی کی توسیع اور ملک میں علم شماریات آبادی کے رجحان کے مد نظر سال 2008 میں ایک اہم آرگنائزڈ ورکرس سوشل سیکورٹی ایکٹ (یو ڈبلیو ایس ایس اے) منظور کیا ہے۔ اس قانون کا مقصد ہندوستان میں غیر منظّم زمرے کی بڑی افرادی قوت اتنی کم سے کم سطح پر سماجی سلامتی کی فراہمی کو یقینی بنانا تھا جہاں وہ صحت اور آمدنی سے متعلق کسی طرح کی آزمائش کا ڈٹ کر مقابلہ کرسکیں۔ غربت سے بچے رہیں اور وہ ایک باوقار زندگی بسر کرسکیں۔ حالاں کہ اس قانون کی حقوق پر مبنی ایک دستاویز کے طور پر ہمہ جہت ستائش ہوئی تاہم اس کے نفاذ کے طریقہ کار اور اس سے وابستہ فنڈ کے معاملے میں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اس قانون کے تحت قومی اور ریاستی سطح کے سوشل سیکورٹی بورڈ کی ہی صرف تشکیل دی جاسکی جن کی بنیادی طور پر مشاورت کی حد تک ہی ذمہ داری ہوتی ہے۔

غیر منظّم زمرے کے لئے سماجی سلامتی

موجودہ وقت میں ملک کے سماجی سلامتی ڈھانچے میں دو سطح پر کام جاری ہے۔ ابتدائی سطح پر بنیادی سماجی فروغ انسانی کے لئے عالمی پروگرام اور اسکیمیں ہیں جن میں خواندگی مشن، اسکول سہولتوں کی فراہمی کے لئے پروگرام، صحت عامہ اور خدمات، پینے کے پانی اور صفائی، اور تکنیکی تربیت وغیرہ شامل ہیں جب کہ ثانوی سطح پر کمزور شہریوں کو ان کے کام کے رتبے سے قطع نظر سماجی ومعاشی سلامتی ڈی ایس، پی ڈی ایس، این ایس اے پی، ایم جی این آر ای جی اے وغیرہ شامل ہیں۔

حالاں کہ سماجی سلامتی کے تعلق سے خامیوں کو دور

کرنے کے لئے متعدد اسکیمیں اور فلاحی پروگرام شروع کئے گئے ہیں۔ اس کے باوجود متعدد ترقی یافتہ ممالک میں سماجی سلامتی، ناقص صحت عامہ، حادثات/موت اور ضعیف العمری کے سبب پیدا ہونے والے مضر اثرات یک خاتمے کے لئے سماجی سلامتی کے اقدامات کی غیر منظّم زمرے تک توسیع کی جاسکی۔ ہندوستان میں موجودہ وقت میں سماجی سلامتی/فلاحی انتظامات صرف رسمی زمرے کے کارکنان تک ہی محدود ہیں۔ ملک میں غیر یقینی صورت حال اور ناخوش گوار واقعات (صحت، حادثات، موت او ضعیف العمری وغیرہ) کے لئے متعدد فلاحی پروگرام شروع کئے گئے ہیں۔ اس لئے ایسا سمجھا جاتا ہے کہ غیر منظّم زمرے کے کارکنان صرف مصیبت کے وقت ہی سوشل انشورنس کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ یہاں یہ حقیقت بھی بیان کرنا ضروری ہے کہ گرچہ غریبوں کی نسبت میں مسلسل کمی واقع ہورہی ہے۔ اس کے باوجود غیر منظّم زمرے میں زیادہ تر غریب کام کرنے پر مجبور ہیں۔ مزید برآں سماجی تحفظ کے فقدان سے پیداوار میں تخفیف ہوئی ہے۔ صحت عامہ کی سہولتوں کی کمی کے سبب نہ صرف کارکنان کے کنبے متاثر ہوتے ہیں۔ اس لئے غیر منظّم زمرے میں کارکنان کے لئے سلامتی کے چند اقدامات کے بغیر جامع ترقی کا تصور بے معنی ہوگا۔

مزید برآں ملک میں موجودہ سماجی سلامتی کے انتظام و انصرام میں متعدد چیلنجوں جیسے (اے) پالیسیوں، اسکیموں اور ایجنسیوں کی کثرت (بی) ناقص احاطہ ورسائی (سی) نامناسب فوائد (ڈی) غیر ربط سماجی اصول (ای) نفاذ (امر انتخاب) کا ناقص معیار (و) زیادہ لاگت اور (ز) ایک بڑے طبقے بالخصوص غیر منظّم زمرے کے کارکنان کو اخراج کا سامنا ہے۔

مذکورہ حقائق کو ذہن میں رکھتے ہوئے وزارت برائے محنت وروزگار نے محنت سے متعلق دوسرے قومی کمیشن کی سفارشات کے مطابق سماجی سلامتی سے متعلق مرکزی محنت قوانین کی سہل کاری، انضمام اور نظام سازی کے لئے اقدامات کئے ہیں اور سماجی سلامتی سے متعلق موجودہ تمام محنت قوانین (جو کہ مجموعی طور پر پندرہ ہیں اور ان میں سے ای پی ایف قانون، ای ایس آئی قانون، زچگی کے فوائد سے متعلق قانون، گریجویٹی کی ادائیگی کا قانون، ملازمین کا معاوضہ قانون، غیر منظّم سماجی سلامتی قانون اور متعدد بہبودی سیس/فنڈ قوانین شامل ہیں) کے انضمام کے ذریعے سماجی سلامتی اور بہبود سے متعلق ایک ضابطے میں منتقل کرنے کے اقدامات کئے ہیں۔

مذکورہ ضابطے میں سماجی سلامتی فریم ورک کے نفاذ کے لئے ایک سہ رخی نمائندگی (اے) وزیراعظم کی زیر قیادت قومی سماجی سلامتی کونسل (بی) مرکزی سطح پر سماجی سلامتی کا مرکزی بورڈ اور (سی) ریاستی اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی سطح پر سماجی سلامتی کے ریاستی بورڈ، کے ساتھ ایک تین سطحی سماجی سلامتی انتظامی ڈھانچے کی تجویز کی گئی ہے۔ بلدیاتی اداروں (پنچایتیں/ شہری بلدیاتی ادارے) کو اندراج اور ماحول سازگاری کے عمل کی ذمہ داری دی گئی ہے جسے چوتھی سطح بھی کہا جاسکتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک یونیک آدھار پر مبنی رجسٹریشن نظام ہوگا جو تمام کارکنان کے رجسٹریشن کے لئے لازمی ہوگا اور ایک قابل منتقلی سوشل سیکورٹی اکاؤنٹ مثلاً وشوکرما کروک سرکشا کھاتہ (وی آئی کے اے ایس) رجسٹریشن کے وقت تمام کارکنان کے لئے کھولا جائے گا جسے ورکر کے آدھار نمبر کے ساتھ لنک کیا جائے گا اور کارکن کے ایک ریاست سے دوسری ریاست ہجرت کی صورت میں انشورنس کی منتقلی اور دیگر فوائد کی دیکھ بھال کی جائے گی۔ یہ نیا سماجی سلامتی کا نمونہ شہریوں کے لئے نہ صرف ایک جذبہ خیر سگالی یا تشفی ہوگا۔ بلکہ ملک کے تمام مزدوروں کا ایک حق ہوگا۔ ☆☆☆

فیشن کے شعبوں میں تعاون کے مفاہمت نامے کو منظوری

☆ وزیراعظم نریندر مودی کی صدارت میں منعقد مرکزی کابینہ کی میٹنگ میں ٹیکسٹائل کی وزارت اور آسٹریلیا کے خارجی امور اور تجارت کے محکموں کے درمیان ٹیکسٹائل، ملبوسات اور فیشن کے شعبوں میں تعاون کیلئے ایک مفاہمت نامے کی اجازت دے دی ہے۔ اس مفاہمت نامے سے ٹیکسٹائل اور فیشن کے شعبوں میں باہمی مفاد کے امور پر، جو شرکاء کیلئے فائدہ مند ہوں، تعاون میں اضافہ ہوگا۔ اس مفاہمت نامے کے شرکاء مشترکہ طور پر آسٹریلیا اور بھارتی ٹیکسٹائل اور فیشن کے شعبوں کو مناسب طور پر مربوط کرنے کے اقدامات کی نشاندہی کریں گے۔

ان شعبوں میں اشتراک اور بین الاقوامی تعلقات کو فروغ دیں گے، ان شعبوں میں ہنرمندی اور صلاحیت کی پرورش کریں گے، اقتصادی مواقع کو فروغ دیں گے اور پیشہ وارانہ تعلقات، تربیت ہنرمندی کا فروغ اور ان شعبوں میں تیار کی گئی مصنوعات کی دونوں ملکوں میں عوامی نمائش کی ہمت افزائی کریں گے البتہ دونوں ملکوں کے دانشورانہ اثاثوں کے حقوق پوری طرح محفوظ رہیں گے۔ مفاہمت نامے کے تحت کی جانے والی سرگرمیوں سے متعلقہ ورکروں سمیت بنکروں کو فائدہ ہوگا۔ ہینڈلوم سیکٹر کی مجموعی ترقی کیلئے کئے جانے والے اقدامات کا مقصد مارکیٹ کے رابطوں کو قائم کرکے ہینڈلوم کپڑے کی پیداوار میں اضافہ کرنا، ڈیزائن اور تکنیک میں بہتری پیدا کرنا، مصنوعات اور قدر میں اضافے کیلئے اختراعی تکنیک کا استعمال کرنا، گھریلو اور برآمداتی مارکیٹوں تک بہتر رسائی فراہم کرنا شامل ہے، تاکہ بنکر مسلسل روزگار حاصل کرنے کے قابل ہوسکیں گے اور ان کے معیار زندگی میں بہتر آسکے۔

این پی ایس۔ لائٹ/ سوالمبن اسکیم اور اٹل پنشن یوجنا

مرکزی حکومت نے غیر منظم زمرے کے مستفیضین گروپ سے تعلق رکھنے والے افراد کی اپنی ریٹائرمنٹ کے لئے رضا کارانہ بچت کی حوصلہ افزائی کے پیش نظر اکتوبر 2010 میں مشترکہ تعاون والی ایک پنشن اسکیم سوالمبن کا آغاز کیا تھا۔ حکومت کو اس اسکیم کے تحت کسی بھی این پی ایس/ لائٹ/ سوالمبن سبسکرائبر کے کھاتے میں ایک پانچ سالہ وقفے یا سال 2016-17 تک ان میں سے جو بھی پہلے، مبلغ 1000 روپے کا تعاون کرنا تھا۔ اس کے ساتھ یہ بھی شرط تھی کہ امیدوار کو کم سے کم 1000 روپے سے لے کر زیادہ سے زیادہ 12000 روپے تک سالانہ اپنے سوالمبن کھاتے میں جمع کرنا ہوگا۔ اس اسکیم کو این پی ایس لائٹ کی لاگت کو متاثر کرنے والے ایک مثالی گروپ ماڈل کی خصوصیت کے ساتھ نافذ کیا گیا۔ انفرادی، مرکزی زمرے کے چھوٹے شرکاء کو سرمایہ کاری کے درجے میں رکھا گیا اور ان کے اندراجات انفرادی طور پر کئے گئے۔ انفرادی، مرکزی اور ریاستی حکومتوں سے ان کا متعلقہ حصہ وصول کرنے کے لئے نظام کو لچک دار بنایا گیا۔ متعدد ریاستی حکومتوں نے اپنے نشان زد پیشہ ورانہ گروپوں جیسے آنگن واڑی ورکرز او رہیلپرز، آشا ورکرز، تعمیراتی زمرے میں کام کرنے والے مزدور وغیرہ کے لئے این پی ایس لائٹ/ سوالمبن اسکیم کو اختیار کیا۔ ریاستوں کے اعتبار سے ریاستی حکومتوں کے ذریعے تعاون اور استفادہ کرنے والے زمروں کی تفصیل ٹیبل 1 میں پیش کی جارہی ہے۔ اس اسکیم کو پی ایف آر ڈی اے سے رجسٹرڈ گراس روڈ آر ڈی اے رابطہ کاروں جنھیں ایگریگیٹرز کہا جاتا ہے، کے توسط سے شروع کیا گیا جنہوں نے ایگریگیٹرز کے لئے پی ایف آر ڈی اے ضابطوں کے مطابق سبسکرائبرز کی پنشن اکاؤنٹ کھلوانے، رقم جمع کرنے اور ٹرسٹی بینک وغیرہ کے ساتھ این پی ایس ٹرسٹ اکاؤنٹ کے کریڈٹ کے لئے ترسیل رقم کی خدمات انجام دیں۔

31 مارچ 2017 تک ملک میں این پی ایس۔ لائٹ/ سوالمبن اسکیم کے تحت سبسکرائبرز کی تعداد 42.39 لاکھ تھی۔ مئی 2015 سے اٹل پنشن یوجنا کے آغاز کے نتیجے میں سوالمبن اسکیم کے تحت رجسٹریشن کو ختم کردیا گیا اور 18 تا 40 برس کی عمر کے زمرے میں سبسکرائبرز کو اٹل پنشن یوجنا میں منتقل ہونے کا مشورہ دیا گیا۔ اٹل پنشن یوجنا (اے پی وائی) میں منتقلی کے لئے این پی ایس لائٹ/ سوالمبن سبسکرائبر اپنے اس بینک سے رابطہ کرنا تھا، جہاں اس کا ایک کھاتہ ہے اور جہاں کی وہ سیونگ بینک پاس بک، این پی ایس لائٹ/ سوالمبن سبسکرائبر پی آر اے این کارڈ اور آدھار کارڈ رکھتا ہے۔ ایسی صورت میں کسی سبسکرائبرز کا بینک کھاتہ اور یا آدھار کارڈ نہیں ہے تو پہلے اسے بینک کھاتہ کھلوانا ہوگا اور آدھار کارڈ کے لئے رجسٹریشن کرانا ہوگا جب کہ چالیس برس سے زائد عمر کے افراد سوالمبن اسکیم میں اپنی ساٹھ برس عمر تک برقرار رہ سکتے ہیں۔

اٹل پنشن یوجنا

حکومت ہند کو کام کرنے والے غریب افراد کی پیران سالی میں آمدنی کی ضمانت اور ایک پنشن نظام میں ان کی شمولیت کے لئے فکر ہے۔ حکومت نے غیر منظم سیکٹر میں کام کرنے والے مزدوروں کی پیران سالی کے خطرات کے ازالے اور اپنی پیران سالی/ ریٹائرمنٹ کے لئے رضا کارانہ بچت کی ترغیب کے لئے مئی 2015 میں اٹل پنشن یوجنا (اے پی وائی) شروع کی تھی۔ اس کے تحت کوئی بھی ہندوستانی شہری جس نے اٹھارہ برس کی عمر مکمل کرلی ہے، تاہم رجسٹریشن کے وقت چالیس برس سے تجاوز نہ کیا ہو، وہ اے پی وائی میں شامل ہوسکتا ہے۔ کوئی بھی اس اسکیم میں کسی بھی قومی بینک، نجی زمرے کے بینک، علاقائی دیہی بینک، کوآپریٹو بینک کی کسی بھی شاخ اور کور بینکنگ سہولتیں (سی بی ایس) کی خدمات والی انڈیا پوسٹ اور سی پی ایس کے زیر تربیت اے پی وائی موڈیول کے توسط سے شامل ہوسکتا ہے۔ چند بینک کاغذ کے استعمال کو کم سے کم کرنے کے مقصد سے اے پی وائی کی خدمات انٹرنیٹ پورٹل کے ذریعے انجام دے رہے ہیں۔ موجودہ وقت میں پورے ملک میں تقریباً 228

بینک اور انڈین پوسٹ اپنی 145000 شاخوں کے توسط سے اسکیم کا نفاذ کررہے ہیں۔ اے پی وائی کے تحت ایک سبسکرائبر ساٹھ سال کی عمر کو پہنچنے پر اپنے حصے کی بنیاد پر 1000 روپے سے 5000 روپے کی کم سے کم پنشن حاصل کرے گا۔ اس کا تعین متعلقہ سبسکرائبر کی اے پی وائی میں شمولیت کی عمر اور منتخب ماہانہ پنشن کے اعتبار سے ہوگا۔ اٹھارہ برس کی عمر میں اسکیم میں شامل ہونے والے سبسکرائبر کو 1000 روپے ماہانہ پنشن کے لئے معمولی رقم 42 روپے اور 39 برس کی عمر میں شامل ہونے والے سبسکرائبر کو 5000 روپے ماہانہ ماہانہ پنشن کے لئے 054 روپے جمع کرانا ہوتے ہیں اس ضمن میں مرکزی حکومت ایسے سبسکرائبر کے اکاؤنٹ میں پانچ سال کے وقفے کے لئے کل رقم کا پچاس فی صد یا ایک ہزار روپے سالانہ جو بھی کم ہو، جمع کراتی ہے جنھوں نے 31 مارچ 2016 سے قبل اسکیم میں شمولیت کی ہو، جو دیگر کسی آئینی سماجی سلامتی اسکیم میں شامل نہ ہوں اور ٹیکس دہندگان میں شامل نہ ہوں۔ اس کے علاوہ کوئی بھی حصول عمل کی مرحلے کے دوران ایک سال میں ایک بار اپریل کے مہینے میں اپنی منتخب پنشن میں اضافہ یا تخفیف بھی کرسکتا ہے۔ اس ضمن میں وقفے کے اعتبار سے تعاون کی رقم اس تناسب کے مطابق کردی جائے گی۔ اگر سبسکرائبر کو ساٹھ سال کی عمر کے بعد پنشن کی سہولت کے ساتھ موت ہوجاتی ہے تو اس کے شریک حیات کو اس کی تازندگی پنشن کی یکساں رقم فراہم کی جائے گی۔ دونوں یعنی سبسکرائبر اور اس کے شریک حیات کی موت کی صورت میں پنشن کی مجموعی رقم اس کے نامزد پسماندگان کو دے دی جائے گی۔ تاہم ایسی صورت میں اگر سبسکرائبر کی ساٹھ سال کی عمر تک پہنچے سے قبل ہی موت واقع ہوجاتی ہے تو اس کی شریک حیات کو باقی بچے ہوئے وقفے تک کھاتے میں اپنے حصے کی رقم جمع کرتے رہنے کا اختیار ہوگا تاکہ وہ اس تاریخ سے پنشن کی سہولت حاصل کرسکے جس تاریخ میں اس کے شریک حیات نے اسے شروع کیا تھا۔ اگر سبسکرائبر درمیان میں ہی اپنی اسکیم ختم کرنا چاہتا ہے تو اسے صرف اس کے ذریعے جمع کئے گئے حصے کی رقم بمع اس کے ذریعہ جمع کی گئی رقم پر ہونے والے فائدے کے ساتھ واپس کی جائے گی تاہم اس میں سے دیکھ ریکھ اور انوسٹمنٹ مینجمنٹ چارج منہا کردیئے جائیں گے۔ کم سے کم پنشن کی ضمانت حکومت ہند کے ذریعے طے ہے لیکن حصول عمل مرحلے کے دوران پنشن کے لئے جمع کی گئی رقم پر زیادہ ریٹرن آتا ہے تو یہ سبسکرائبر کے کھاتے میں جمع کیا جائے گا۔ بہ الفاظ دیگر پنشن کی رقم میں خسارے کی صورت میں حکومت کو برداشت کرنا ہوگا لیکن فائدے کی شکل میں سبسکرائبر مستفید ہوں گے۔ اس لئے سوالمبن کے مقابلے میں اٹل پنشن یوجنا حکومت کے مشترکہ تعاون کے علاوہ کم سے کم لازمی پنشن ہے۔ اس اسکیم میں وہی سرمایہ کاری طریقہ کار اختیار کیا جاتا ہے جو مرکزی حکومت کے ملازمین کے این پی ایس تعاون میں قابل اطلاق ہے۔ سال 17-2016 کے دوران اس کے ریٹرن کی شرح 13.91 فی صد رہی۔

کوئی بھی سبسکرائبر آن لائن اپنے اسٹیٹمنٹ آف ٹرانزکشن (ایس او ٹی) اور ای پی آر اے این اٹل پنشن یوجنا سیکشن پر ڈبلیو ڈبلیو ڈاٹ این پی ایس سی آر اے ڈاٹ این ایس ڈی ایل ڈاٹ سی او ڈاٹ آئی ان یا ڈبلیو ڈبلیو ڈبلیو ڈاٹ این پی ایس ٹی آر یو ایس ٹی ڈاٹ او آر جی ڈاٹ آئی این انڈر (www.npscra.nsdl.co.in or www.npstrust.org.in) ویب سائٹ پر دیکھ سکتا ہے اور اپنے ایس او ٹی اور ای پی آر اے این کا پرنٹ حاصل کرسکتا ہے۔ ان پر اے پی وائی پی آر اے این نمبر اور بچت کھاتہ نمبر کی تفصیلات کے توسط سے رسائی حاصل

ٹیبل۔1۔ وہ ریاستی حکومتیں، جنھوں نے کارکنان کے اپنے مخصوص زمرے کے لئے این پی ایس۔ سوالمبن میں اپنی مشترکہ اعانت کی

نمبر شمار	ریاستی حکومت کا نام	مستفیدین	ریاستی حکومت کا مشترکہ تعاون
1	اے پی بلڈنگ اینڈ اورکنسٹرکشن ویلفیئر بورڈ	بلڈنگ اینڈ کنسٹرکشن ورکرز	1000 روپے سالانہ
2	ڈائریکٹوریٹ برائے بہبود اطفال وخواتین، کرناٹک	آنگن واڑی ورکرز اینڈ ہیلپر	آنگن واڑی ورکرز/1800 روپے آنگن واڑی ہیلپر/1004 روپے
3	کرناٹک اسٹیٹ ان آرگنائزڈ ورکرس سوشل سیکورٹی بورڈ	صراحتی فہرست کے مطابق غیر منظم زمرے کے ورکرز	1000 روپے سالانہ
4	جھارکھنڈ بلڈنگ اینڈ کنسٹرکشن ورکرز		1000 روپے سالانہ
5	بلڈنگ اینڈ کنسٹرکشن ورکرس ویلفیئر بورڈ، راجستھان	بلڈنگ اینڈ کنسٹرکشن ورکرز	1000 روپے سالانہ
6	حکومت چھتیس گڑھ	صراحتی فہرست کے مطابق غیر منظم زمرے کے ورکرز	1000 روپے سالانہ
7	حکومت قومی خطہ راجدھانی دہلی	صراحتی فہرست کے مطابق غیر منظم زمرے کے ورکرز	1000 روپے سالانہ
8	حکومت آسام	صراحتی فہرست کے مطابق غیر منظم زمرے کے ورکرز	1000 روپے سالانہ
9	حکومت ہریانہ	گنا کاشتکار، سوسائٹیز/کوآپریٹو شوگر ملز/ ہینڈ شوگر ملز/	
		ملک کوآپریٹو اینڈ آنگن واڑی ورکرز	1200 روپے سالانہ
10	حکومت مدھیہ پردیش	بلڈنگ اینڈ کنسٹرکشن ورکرز	1000 روپے سالانہ

کی جاسکتی ہے۔کوئی سبسکرائبراے پی وائی پی آر اے این نمبر بہ آسانی دستیاب نہ ہونے کی صورت میں اپنی تاریخ پیدائش اور بچت کھاتہ نمبر کے ذریعے ان سہولتوں کو حاصل کرسکتا ہے۔آن لائن سہولت سے سبسکرائبرز کو اے پی وائی اکاؤنٹ کی اپنی مکمل تفصیلات جیسے ٹرانزکشن کی تفصیلات، پنشن رقم، پنشن شروع ہونے کی تاریخ، نامزد فرد کا نام، بینک کا نام وغیرہ کی جانکاری دستیاب ہوتی ہے۔سبسکرائبر اپنے ای پی آر اے این کارڈ کو پرنٹ کرسکتا ہے اور مستقبل میں ضرورت کے لئے اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔پنشن کی رقم ، طے وقفے کے تعاون، اے پی وائی اکاؤنٹ میں درج ذاتی جانکاریوں میں کسی بھی طرح کی تبدیلی کی شکل میں سبسکرائبر اپنا ای پی آر اے این کارڈ تازہ ترین کوائف اور تفصیلات کے ساتھ دوبارہ پرنٹ کرسکتا ہے۔ مزید برآں سبسکرائبر اپنی پریشانی یا شکایات https://npslite-nsdl.com

ٹیبل 2۔اٹل پنشن یوجنا کے تحت تعاون کا جدول درج ذیل ہے :

پنشن		1000 روپے ماہانہ کی کم سے کم گارنٹی پنشن			2000 روپے ماہانہ کی کم سے کم گارنٹی پنشن			3000 روپے ماہانہ کی کم سے کم گارنٹی	
نامزد امیدوار کے لئے سرمایہ رقم کا مظہر									
ریٹرن		1.7 لاکھ روپے			3.4 لاکھ روپے			5.1 لاکھ روپے	
داخلے کے وقت عمر	ویسٹنگ پریڈ	ماہانہ تعاون	سہ ماہی تعاون	ششماہی تعاون	ماہانہ تعاون	سہ ماہی تعاون	شش ماہی تعاون	ماہانہ تعاون	سہ ماہی تعاون
18	42	42	125	248	84	250	496	126	376
19	41	46	137	271	92	274	543	138	411
20	40	50	149	295	100	298	590	150	447
21	39	54	161	319	108	322	637	162	483
22	38	59	176	348	117	349	690	177	527
23	37	64	191	378	127	378	749	192	572
24	36	70	209	413	139	414	820	208	620
25	35	76	226	449	151	450	891	226	674
26	34	82	244	484	164	489	968	246	733
27	33	90	268	531	178	530	1050	268	799
28	32	97	289	572	194	578	1145	292	870
29	31	106	316	626	212	632	1251	318	948
30	30	116	346	685	231	688	1363	347	1034
31	29	126	376	744	252	751	1487	379	1129
32	28	138	411	814	276	823	1629	414	1234
33	27	151	450	891	302	900	1782	453	1350
34	26	165	492	974	330	983	1948	495	1475
35	25	181	539	1068	362	1079	2136	543	1618
36	24	198	590	1169	396	1180	2337	594	1770
37	23	218	650	1287	436	1299	2573	654	1949
38	22	240	715	1416	480	1430	2833	720	2146
39	21	264	787	1558	528	1574	3116	792	2360

سبسکرائبرز نے اے پی وائی کی تحت رجسٹریشن کرایا۔ ان میں مردوں کے زمرے میں 62فی صد اور خواتین کے زمرے میں 38فی صد رجسٹریشن ہوا۔ زیادہ تر سبسکرائبرز نے تعاون کے وقفے کے لئے ماہانہ کا انتخاب کیا جن کی شرح 97.5فی صد ہے جب کہ 0.8فی صد نے سہ ماہی اور تقریباً 1.7فی صد ششماہی وقفے کا انتخاب کیا۔ زیادہ تر سبسکرائبرز (51.5فی صد) نے 1000روپے کی ماہانہ پنشن اور 34.5فی صد سبسکرائبرز نے 5000روپے کی ماہانہ پنشن کا انتخاب کیا۔ عمر زمرے اور ماہانہ، سہ ماہی اور ششماہی پنشن تعاون کی قسط کی تفصیل ٹیبل 2 میں دی جا رہی ہے۔

☆☆☆

/CRAlite/grievance بھی درج کرسکتا ہے۔

13جون 2017 تک تقریباً 54.71لاکھ

سروے آف انڈیا کی 250 ویں سالگرہ کے موقع پر یادگاری ڈاک ٹکٹ کا اجرا

☆مواصلات کے وزیر منوج سنہا نے کہا کہ ''سروے آف انڈیا'' نے غیر مغلوب ہمالیہ چلچلاتے ہوئے ریگستانوں اور جانوروں کے کثافت سے بھرے ہوئے جنگلات کا سروے کرنے کے لیے متعدد چیلنجوں اور خطرات کا سامنا کیا ہے۔ اس محکمے نے جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ شانہ بہ شانہ چلنے کی مسلسل کوشش کی ہے اور اب ڈیجیٹل نقشہ سازی اور جغرافیائی اطلاعاتی نظاموں میں داخل ہوگیا ہے۔ جناب سنہا آج یہاں ''سروے آف انڈیا'' کی 250ویں سالگرہ کے موقع پر یادگاری ٹکٹوں کے ایک سیٹ اور ایک منی ایجر شیٹ کے اجراء کے موقع پر خطاب کر رہے تھے۔ وزیر موصوف نے کہا کہ اس کے ارکان کے ذریعہ شوق سے ''دی ڈیپارٹمنٹ'' کہہ کر پکارے جانے والے ''سروے آف انڈیا'' کی تعمیر ٹھوس بنیاد، مضبوط روایات اور گہری جڑوں کے ساتھ ہوئی ہے، جس نے ہندوستان کو دنیا میں سروے شدہ ممالک میں بہترین مملک بنائے رکھنے کے لیے ہمیشہ جدوجہد کی ہے اور نئے چیلنجوں کا سامنا کرنے کے لیے جدید ترین ٹیکنالوجیوں کو اپنایا ہے اور ہمیشہ اپنے مقصد ''اے سیتو ہماچلم'' یعنی سیتو سے ہمالیہ تک (تمام ہندوستان کا احاطہ) کے لیے کو اپنایا ہے۔ مسٹر سنہا نے کہا کہ محکمہ ڈاک نے ان اداروں پر ڈاک ٹکٹ جاری کیے ہیں جن کی قومی یا بین الاقوامی سطح پر قد آور حیثیت ہے یا جنہوں نے قومی یا بین الاقوامی سطح پر تعاون دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سروے آف انڈیا کے بارے میں جاننے کے لیے اس کے آغاز سے یعنی سال 1767 سے، جب میجر جیمز رینل کے تقرری سرویئر جنرل آف بنگال کے عہدے پر ہوئی تھی۔ یہ ہندوستان کا سب سے قدیم ترین سائنسی محکمہ ہے اور دنیا میں سب سے قدیم ترین سروے ادارہ ہے۔ ''سروے آف انڈیا'' کو ہندوستان کا پہلا ڈاک ٹکٹ اور ہندوستان کے آئین کی پہلی کاپی کی اشاعت کرنے کا امتیازی اعزاز حاصل ہے۔ وزیر موصوف نے کہا کہ سروے آف انڈیا کے افسران اور عملے کے غیر پامال شدہ زمین پر چل کر دوسروں کے لیے قدموں کے نشان بنائے ہیں تاکہ وہ اس پر اپنی تعمیر کرسکیں۔ انہیں گھنے جنگلات، ریگستان اور بلند ترین برفیلے پہاڑوں سے گزرنا پڑا۔ درحقیقت یہ صف اول کے لوگ تھے جو بیاباں اور پرخطر علاقوں میں سب سے پہلے پہنچے۔ وہاں انہوں نے بغیر رکے، پورے یقین اور بغیر مزاحمت کے ترقی، دفاع اور انتظامیہ کے لیے نہایت ضروری نقشوں کو بنانے کے لیے کوششیں کیں۔ سروے آف انڈیا تمام معاملوں میں یعنی پیمائش نظیری، فوٹو گرام پیمائی، نقشہ سازی اور نقشوں کو دوبارہ بنانے میں حکومت ہند کے مشیر کی حیثیت سے کام کرتا ہے۔

☆☆☆

کرن بھٹی

تعلیم کے سلسلے میں سماجی تحفظ کی ایک شکل کے طور پر

دوپہر کے کھانے کی اسکیم

یہی وقت ہے ہم یہ سوچنا بند کریں کہ اس سماجی معاہدے کے ساتھ کہاں جارہے ہیں جو ہم نے ایک جمہوری مملکت کے طور پر اپنے شہریوں خاص طور سے اپنے بچوں کے ساتھ کیا ہے۔ کیا ہم ڈیجیٹل شفافیت اور جواب دہی کے ساتھ اپنے تسلط کے لئے ان کے سماجی تحفظ کو قربان کرنے جارہے ہیں۔

سماجی تحفظ کا تعلق فلاح و بہبود کے اس عام نظریہ اور ان نظاموں سے ہے جو اس کو تمام شہریوں کے لئے یقینی بناتے ہیں۔ یہ خاص طور سے حکومتوں کا فرض ہوتا ہے کہ وہ فوائد یا خدمات کا ایک بنیادی مجموعی فراہم کریں جس سے ان کے شہری ایک پروقار زندگی گزاریں۔ اس کا نظریاتی چشمے سماجی تعلق یا معاہدے کے اس نظریے میں مضمر ہیں جس کا تعلق ایک ایسے انداز میں سماج کی تشکیل کے لئے آزاد اور مساوی افراد کے درمیان ایک معاہدے یا اتفاق سے ہے جس میں تمام لوگوں کو تحفظ اور فلاح و بہبود فراہم کی جاتی ہے۔ سماجی تعلق یا معاہدے کو حکومت کی جمہوری شکلوں کی بنیاد پر وسیع طور سے تسلیم کیا جاتا ہے۔ اگر چہ سماجی تحفظ کی تاریخ کا پتہ لگانا مشکل ہے لیکن رومی سلطنت سے مختلف حکومتوں کے ذریعے فراہم کردہ تحفظ کی شکلوں کا ثبوت ملتا ہے جیسا کہ غریب لوگوں کو تقسیم کردہ مفت اناج کے ریکارڈوں سے دیکھنے میں آیا ہے۔ بعد کی مدتوں میں غریب انگریزوں سے متعلق قوانین (1601) اور امریکہ میں سماجی تحفظ سے متعلق قانون (1935) ایک سے نظریے پر واضح کردہ' سماجی تحفظ کے اہتمام کی کافی مشہور مثالیں ہیں۔ لیکن شاید سماجی تحفظ کا سب سے زیادہ عام طور سے سمجھا گیا اور تسلیم کیا گیا اعلان وہ ہے جو انسانی حقوق کے ہمہ گیر اعلانیے کے دفعہ 22 میں شامل کیا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے: سماج کے ایک رکن کے طور پر ہر ایک فرد کو سماجی تحفظ کا حق حاصل ہے نیز وہ قومی کوشش اور بین اقوامی تعاون کے ذریعے نیز ہر ایک مملکت کے نظام اور وسائل کے مطابق اپنے وقار اور اپنی شخصیت کی آزادانہ نشو ونما کے ناگزیر اقتصادی، سماجی اور ثقافتی حقوق کے حصول کا حق دار ہے''۔ تب سے لے کر اب تک سماجی تحفظ کے اہتمام نے دنیا بھر میں مختلف شکلیں اختیار کیں ہیں جو یا تو ایک پروگرام کے لئے تعاون کرنے پر مثلاً پنشن یا بے روزگاری بیمہ (عام طور سے سماجی بیمے کے طور پر ذکر کیا جاتا ہے) یا پھر بنیادی خدمات مثلاً صحت، تعلیم کے اہتمام کے ذریعے جو تعاون پر مبنی نہیں ہیں نیز جنہیں سماجی تحفظ کی شکلیں سمجھا جاتا ہے، فوائد موصول کرنے پر شہریوں پر مبنی ہیں۔ بہر صورت انہیں جمہوری سماجوں کا اہم جزو سمجھا جاتا ہے جس میں مملکت کا یہ فرض ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائے کہ شہری غریبی کی ڈھانچہ جاتی جراحت پذیریوں اور سماجی عدم مساوات پر قابو پانے کے قابل نہیں۔

ہندوستان میں اگر چہ سماجی تحفظ کے متعدد اہتمام کاغذ پر موجود ہیں مثلاً پنشن، روزگار کی گارنٹی (بے روزگاری کی صورت میں معاوضے سمیت)، زچگی سے متعلق فوائد، خوراک کے سلسلے میں سبسڈیاں یا اسکولی کھانا لیکن ان کی کارکردگی بہت ہی غیر یکساں حتی کہ بہت سے معاملات میں غیر اطمینان بخش رہی ہے۔ چناں چہ تعلیمی اور حکایتی مواد مقصودہ لوگوں کو پہنچنے والے فوائد کی ناکامی کی مثالوں سے بھرا ہوا ہے۔ اس خراب کارکردگی کے لئے مختلف وجوہات پیش کی جاتی ہیں جن کا سلسلہ نوکرشاہی کی بے حسی اور بدعنوانی سے لے کر وسائل کی کمی تک ہے۔ بہرحال حکمرانی کے اس شعبے میں یکساں بہتریاں کرنے یا متواتر ناکامیوں کی کسی قدر روک تھام کرنے کی عدم صلاحیت کے نتیجے میں نہ صرف شہریوں کو بلکہ فراہم کرنے کی اپنی حیثیت میں نوکرشاہی کو بھی بہت زیادہ وہم باطل سے نجات ملی ہیں۔ چناں چہ عمل درآمد

مصنف پالیسی ریسرچ مرکز (سی پی آر) میں سینئر فیلو ہیں۔
kiran.bhatta@cprindia.com

کرنے کے سلسلے میں نام نہاد ناکامیاب مملکت کے فلاحی کام کاج کے سلسلے میں بات چیت کا موضوع بن گئی ہیں لیکن مضمر اسباب پر توجہ دینے کے سلسلے میں بہت کم کوششیں کی گئی ہیں۔ اس کی بجائے اس نظام کو مستحکم کرنے کی کوششیں اس نظام سے باہر حال تلاش کرنے (نجکاری، سرکاری۔ نجی ساجھے داریاں وغیرہ) پر مبنی ہیں یا پھر ٹکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے اس نظام کو عارضی طور سے درست کرنے کی کوششیں کی گئی ہیں۔ ان کوششوں میں ابتدائی کوشش بدعنوانی کم کرنے نیز فوائد کی

ہدف بندی کو بہتر بنانے کے سلسلے میں بائیو میٹرکس کا لازمی استعمال ہے۔ اس سمت میں تازہ ترین کوشش حکومت ہند کے ایک حالیہ حکم کی شکل میں کی گئی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ بائیومیٹرکس پر مبنی آدھار کارڈ ایک بچے کے لئے اسکول میں دوپہر کا کھانا لینے کے سلسلے میں لازمی ہے۔

اس مضمون میں اس پروگرام کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے سلسلے میں بائیومیٹرک اصلاح کے مضمرات نیز تعلیم کے سلسلے میں سماجی تحفظ کی ایک شکل کے طور پر اسکولوں میں دوپہر کے کھانے کی اسکیم کا جائزہ لیا گیا ہے۔

دوپہر کے کھانے کا پروگرام

سماجی تحفظ اور تعلیم کے درمیان تعلق پیچیدہ ہے کیوں کہ یہ دونوں سمتوں میں چلتے ہیں۔ تعلیم تک رسائی حاصل کرنے کے لئے جراحت پذیر پس منظر والے بچوں کو سماجی تحفظ کی کچھ شکلوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن خود تعلیم مستقبل میں جراحت پذیریوں کے خلاف سماجی تحفظ کی ایک شکل بھی ہے۔ مخصوص طور سے تعلیم کے لئے سماجی تحفظ کے اہتمام میں اسکول آنے کے لئے سماجی اور اقتصادی طور سے محروم کنبوں کے بچوں کے لئے سازگار حالات پیدا کرنا نیز تعلیم سلسلے کے ذریعے انہیں برقرار رکھنا شامل ہے۔ ان میں گھروں کے قریب ہیئتی طور سے اسکول دستیاب کرانا، وظائف اور مالی ترغیبات کی دیگر شکلیں فراہم کرنا، اسکولوں میں کھانے کا اہتمام کرنا، اسکولوں میں صحتی منصوبے چلانا نیز بچوں کی مدد کرنے کے دیگر پروگراموں کا اہتمام کرنا شامل ہیں۔ ہندوستان میں مذکورہ بالا تمام امور کو مختلف سطحوں میں نیز مختلف معیار اور کامیابی کے ساتھ حکومت کی تعلیمی پالیسیوں اور پروگراموں کا جزو رہے ہیں لیکن دوپہر کے کھانے کا پروگرام شاید سماجی تحفظ کے سلسلے میں چلایا جانے والا حکومت ہند کا سب سے زیادہ وسیع طور سے اعتراف کردہ بہترین پروگرام ہے۔

یہ بات سبھی بخوبی جانتے ہیں کہ خالی پیٹ پڑھائی نہیں کی جاسکتی ہے۔ خاص طور سے بچوں میں بھوک اور غذائیت کی کمی کے سلسلے میں ہندوستان کے ریکارڈ کے پیش نظر اسکولوں میں دوپہر کے کھانے کا سلسلہ شروع کرنے کے نظریے سے غذائی صورت حال کو بہتر بنانے نیز بچوں کو اسکول آنے اور دن بھر وہاں رہنے کے قابل بنانے کا دوہرا مقصد پورا ہوتا ہے۔ درحقیقت اسکولوں میں دوپہر کے کھانے کے پروگرام سے بہت سے اہم مقصد پورے ہوتے ہیں۔ دنیا بھر میں کھانے کے پروگرام سے بھوک کے معاملات میں کمی آئی ہے، داخلوں اور حاضری میں اضافہ ہوتا ہے نیز تعلیمی نتائج میں بہتری آتی ہے۔ بیشتر ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ملکوں میں کسی نہ کسی قسم میں اسکولوں میں کھانے کا پروگرام زیر عمل ہے۔ ہندوستان میں اسکولوں میں پکے ہوئے گرم کھانے کے اہتمام کی ایک طویل تاریخ ہے جس کا سلسلہ 1982 میں تامل ناڈو میں دوپہر کے کھانے کی اسکیم کو ہمہ گیر بنانے سے شروع ہوتا ہے۔ 2001 میں سپریم کورٹ نے ملک بھر میں تمام سرکاری اسکولوں میں پکے ہوئے کھانے کو ایک قانونی استحقاق بنا دیا تھا۔ آج بھی ملک کے بہت سے حصوں میں دوپہر کا کھانا بہت سے بچوں کے لئے دن کا پہلا کھانا ہوتا ہے۔ اس وقت ہندوستان میں دوپہر کے کھانے کا پروگرام 11.5 لاکھ اسکولوں میں 10 کروڑ سے زیادہ بچوں کا احاطہ کرتا ہے۔ زیادہ تر ایس سی/ایس ٹی/او بی سی فرقوں سے تعلق رکھنے والی 25 لاکھ سے زیادہ خواتین اسکولوں میں دوپہر کا کھانا پکانے والی باورچیوں اور مددگاروں کے طور پر کام کرتی ہیں۔ مزید برآں اس کے دیگر سماجی فوائد بھی ہیں، مثلاً سماجی پس منظروں کے لحاظ کے بغیر تمام بچوں میں ایک ساتھ کھانا کھانے کی عادت پیدا کرنا، کھانا بنانے کی نگرانی کرنے کے سلسلے میں مقامی کمیونٹی کو شامل کرنا اور اس طرح سے اسکولوں میں والدین کی مصروفیات میں اضافہ کرنا، کچھ معاملات میں کھانوں میں مقامی پیداوار کو استعمال کرنا۔

اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ اس پروگرام کی کوئی تنقید نہیں ہوئی ہے۔ فراہمی کے نظام میں بہت سی خامیاں ہیں مثلاً سپلائی کے سلسلے میں بے قاعدگی، ناقص صفائی ستھرائی اور بنیادی ڈھانچہ، کھانے میں ناکافی غذائی جزو، ایم ڈی ایم ایس سے استفادہ کرنے والے بچوں کی صحیح تعداد کا پتہ لگانے کے سلسلے میں دشواریاں وغیرہ۔ بدنام کرنے والے لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ اساتذہ کو درس و تدریس کے اپنے اہم فرائض کی انجام دہی سے ہٹا کر ان کا وقت ایم ڈی ایم کا اہتمام کرنے کے سلسلے میں بہت زیادہ وقت خرچ کیا جاتا ہے نیز یہ کہ بچے

صرف کھانے کی وجہ سے اسکول آتے ہیں اور کھانا کھانے کے فوراً بعد اسکول سے چلے جاتے ہیں۔ اس طرح سے ان کی تعلیمی ضروریات پوری نہیں ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ ذات کی بنیاد پر امتیاز کی خبریں بھی دیکھنے میں آتی ہیں مثلاً دلت بچوں کو علاحدہ سے کھانا کھانے کے لئے کہا جاتا ہے یا انہیں کافی مقدار میں کھانا نہیں دیا جاتا ہے۔ جو

بات واضح نہیں ہے، وہ یہ ہے کہ بچوں کے لئے ایک لازمی یو آئی ڈی کے استعمال سے ان میں سے کوئی بھی مسئلہ کیسے حل ہوگا۔

ایم ڈی ایم کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے بائیومیٹرکس کا استعمال: دوپہر کے کھانے کے لئے یو آئی ڈی کو لازمی بنانے کے سلسلے میں سرکاری بنیاد یہ ہے کہ ''خدمات یا فوائد یا سبسڈیوں کی فراہمی کے لئے شناختی دستاویز کے طور پر آدھار کے استعمال سرکاری فراہمی کا عمل آسان ہوتا ہے نیز اس میں شفافیت اور اثر پذیری آتی ہے لیکن چوں کہ سیکڑوں بچوں کے پاس آدھار کارڈ نہیں ہیں جس کی وجہ سے یو آئی ڈی کی تحقیق کے سلسلے میں بہت سی خامیاں ہیں۔ اس سے جو نتیجہ نکلتا ہے، وہ یہ ہے کہ آسان بنانے کا مطلوبہ عمل ان بچوں کی تعداد کو محدود کرنے کی شکل میں ہوگا، جو ایم ڈی ایم تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں، بجائے اس کے کہ رسائی میں بہتری لائی جائے۔ یقیناً بچوں کو مستفید کرنے کے سلسلے میں سماجی تحفظ کے پروگرام کا مقصد یہ نہیں ہے؟ اس کے علاوہ

یہ بات بھی مطلق واضح نہیں ہے کہ یو آئی ڈی کو لازمی بنا کر کیا شفافیت لائی گئی ہے نیز اس طریقے کے ذریعے کیا یا کس کے لئے جوابدہی قائم کی گئی ہے کیوں کہ اسی سے کھانے کی فراہمی میں بے ضابطگیوں، خراب صفائی ستھرائی اور بنیادی ڈھانچے یا کھانے میں ناکافی غذائی جز و پر کوئی اثر نہیں پڑا ہے؟ اس سے ان بچوں پر اثر پڑ سکتا ہے جن کا داخلہ مفروضہ طور سے دہرا ہے یعنی جو نجی اسکولوں میں پڑھ رہے ہیں جب کہ ان کا اندراج سرکاری اسکولوں میں ہے۔ لیکن کھانا حاصل کرنے کے سلسلے میں یو آئی ڈی کو لازمی بنانے سے درحقیقت اس طریقے پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے بلکہ اس سے وہ بچہ بھی کھانے سے محروم ہو جاتا ہے جس میں غذائیت کی کمی ہے۔

اس کے علاوہ دیگر اسکیموں مثلاً سرکاری نظام تقسیم (پی ڈی ایس) پنشن کے سلسلے میں نیز راجستھان، چھتیس گڑھ، دہلی اور دیگر جگہوں میں فائدے کی براہ راست منتقلی کے سلسلے میں بھی آدھار استعمال کرنے کا تجربہ کم اطمینان بخش رہا ہے۔ تقریباً 30 فی صد مستفیدین نے تصدیق کے مسائل سے دوچار ہونے کی اطلاع دی ہے: موبائل نیٹ ورک، بجلی کی سپلائی وغیرہ سے متعلق مسائل تو ملک کے بڑے حصے میں عام مسائل ہیں۔ کیا اس حکم کا مطلب یہ ہے کہ دوپہر کا کھانا فراہم کرنے سے پہلے، روزانہ بنیاد پر ہر ایک بچے کے سلسلے میں تصدیق کا عمل کیا جائے گا؟ اور کیا تب کچھ بچوں کو خوراک دینے سے انکار کر دیا جائے گا کیوں کہ ٹکنالوجی ناکام ہوئی ہے؟ اس نااہلی اور عدم کارکردگی کے لئے کس کو ذمہ دار و جوابدہ ٹھہرایا جائے گا؟

دوپہر کے کھانے کے سلسلے میں بدعنوانی کم کرنے نیز ذمہ داری اور جوابدہی میں اضافہ کرنے کے معلوم اور موثر ذرائع ہیں۔ مثلاً کمیونٹی نگرانی کے پروگراموں، شکایات کے ازالے کے لامرکزی نظاموں، مستفیدین اور فہرست طعام کے بارے میں اطلاعات کے عوامی اظہار کے ذریعے جن کے سلسلے میں سہولت بہم پہنچائے جانے کی ضرورت ہے۔ تب ایک معنی میں اس نوٹی فیکیشن سے جو چیز اجاگر ہوتی ہے، وہ ہمارے سماج میں بچوں کو مسلسل نظر انداز کیا جانا اور اہمیت نہ دیا جانا ہے۔ ان کی صحت اور تعلیم کی صورت حال کے بارے میں بے پایاں اعداد و شمار سے لے کر ان پر دوامی تشدد نیز ان کے ساتھ دیگر ناانصافیوں کی سطح تک بچوں نیز ان کے حقوق کو شان کے ساتھ نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ حتیٰ کہ ایک پروگرام میں جس نے اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے، ہم ایک ایسا نظام نافذ کر رہے ہیں جس کا مثبت اثر ہونے کی بجائے زیادہ منفی اثر ہونے کا امکان ہے۔ یہی وقت ہے کہ ہم ایسے عمل کے ذریعے اپنے بچوں کی فلاح و بہبود کو یقینی بنانے کے طریقوں پر توجہ مرکوز کریں جن سے ایک خوش آئند، پرورش، تعلیم و تربیت کا ماحول پیدا ہو، جس میں وہ پکے ہوئے گرم کھانے، ایک مناسب تعلیم حاصل کرنے، ایسے بچوں کے تئیں جو ان پر منحصر ہیں، اس نظام میں اساتذہ اور دیگر لوگوں کی بنیادی انسانی جبلتوں کے لئے التجا کرنے کی توقع کر سکیں، بجائے اس کے کہ انہیں ویلین بنایا جائے گویا کہ وہ تھے نیز ان سے یہ توقع کی جائے کہ وہ ہمارے لئے بدعنوانی، شفافیت اور جوابدہی کا بوجھ اٹھائیں۔ یہی وقت ہے کہ ہم یہ سوچنا بند کریں کہ اس سماجی معاہدے کے ساتھ کیا جا رہا ہے جو ہم نے ایک جمہوری مملکت کے طور پر اپنے شہریوں خاص طور سے اپنے بچوں کے ساتھ کیا ہے۔ کیا ہم ڈیجیٹل شفافیت اور جوابدہی کے ساتھ اپنے تسلط کے لئے ان کے سماجی تحفظ کو قربان کرنے جا رہے ہیں۔

☆☆☆

رئیس احمد

عوامی تحفظ کی اسکیمیں

ہندوستان تبھی ترقی کرے گا جب پورا ہندوستان ترقی کرے گا۔ پسماندہ لوگوں کو ترقی کے عمل میں شامل کرنا ہوگا۔ زخم خوردہ اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو قومی دھارے میں واپس لانا ہوگا۔جب غریب اور پسماندہ لوگوں کے سر چھپانے کی جگہ میسر ہوجائے گی تو وہ ترقی کے عمل میں خود بخود شامل ہوتے جائیں گے۔

حکومت نے زمام اقتدار سنبھالنے کے کچھ دنوں بعد ہی بڑے واضح الفاظ میں بتادیا تھا کہ سماجی تحفظ کی اسکیمیں اس کے ایجنڈے میں سب سے اوپر ہیں۔ آج تین سال بعد ہم حکومت کے دعوے کی تصدیق کر سکتے ہیں۔حکومت نے 9 مئی 2015 کو مرکزی سماجی تحفظ کو تین اسکیموں کے ذریعہ وسعت دے کر پورے عوام تک پہنچادیا کہ وہ اپنے قول وفعل میں تضاد پر یقین نہیں رکھتی۔یہ اسکیمیں بینک کھاتوں کے ذریعہ آپریٹ کی جائیں گی۔ان کے نام ہیں اٹل پنشن یوجنا، جیون جیوتی انشورنس اسکیم اور سرکشا انشورنس اسکیم۔ان پروڈکٹس کی توسیع سے بینکنگ انڈسٹری کی بزنس میں بھی اضافہ ہوگا اور مالیاتی شمولیت کو تجارتی لحاظ سے کامیاب بنانے میں مدد ملے گی۔

حکومت نے سماج کے کمزور اور دبے کچلے لوگوں کے لئے متعدد اسکیمیں شروع کی ہیں، جن اٹل پنشن یوجنا' پردھان منتر جیون سرکشا بیمہ یوجنا' سوکنیا سمردھی یوجنا' پردھان منتری جیون جیوتی بیمہ یوجنا، پردھان منتری جن دھن یوجنا' دیہی ڈاک خانہ زندگی بیمہ یوجنا' راشٹریہ سواستھ بیمہ یوجنا' عام آدمی بیمہ یوجنا، پردھان منتری فصل بیمہ یوجنا اور پردھان منتری آواس یوجنا وغیرہ۔یہاں پردھان منتری آواس یوجنا کی بات کی جارہی ہے۔

ویسے تو تمام اسکیمیں اہم ہیں لیکن پی ایم اے وائی یوجنا انتہائی اہمیت کی حامل ہے کیوں کہ جب تک سرچھپانے کے لئے روٹی' کپڑا اور مکان انسان کی بنیادی ضرورت ہوتی ہے۔اس کے بغیر جینے کا تصور بے معنی ہے۔ روٹی اور کپڑے کے بعد انسان کے سامنے جو سب سے بڑی ضرورت پیش آتی ہے' وہ ہے سرچھپانے کے لئے جگہ۔ یعنی ہر شخص کو عزت سے جینے کے لئے کم از کم ایک عدد مکان ضرور چاہئے۔ یہ تینوں چیزیں جب حاصل ہوجاتی ہیں تو انسان کی ترقی کا راستہ ہموار ہوتا ہے لیکن سماج کے غریب فرد کو اپنا مکان بنانے کے لئے کافی مشکلوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اسی بات کے پیش نظر حکومت نے پردھان منتری آواس یوجنا شروع کی ہے۔ اس یوجنا کا مقصد غریب اور کمزور طبقات نیز کم آمدنی والے ہندوستان شہریوں کو کم اور لائق برداشت قیمت پر مکان فراہم کرنا ہے۔حکومت نے اعلان کیا ہے کہ اس یوجنا کے تحت 2 کروڑ غریب اور کمزور طبقات کو کم قیمت پر رہنے کے لئے مکان بنایا جائے گا۔ یہ اسکیم 25 جون 2015 کو لانچ کی گئی تھی۔حکومت نے 2022 تک سب کو مکان دینے کا نشانہ مقرر کیا ہے۔

وزیر اعظم نے پردھان منتری آواس یوجنا کی

مضمون نگار سینئر فلم کار ہیں۔

لانچ کے موقع پر کہا تھا کہ غریبوں کی زندگی میں گھر ایک نہایت اہم موڑ ہوتا ہے۔ گھر انہیں بہتر زندگی کی طرف لے جاتا ہے۔ حکومت کی کوشش محض انہیں گھر فراہم کرنا نہیں بلکہ اس کو زندگی گزارنے کی حیثیت دینا، اس کے دل میں زندگی جینے کی امنگ بھرنا، اس کی زندگی میں زندگی کا احساس ہونے سے لطف اندوز ہونے کا موقع ملے۔

کسی بھی انسان کو چاہے وہ غریب سے غریب ہو، اس کا خواب ہوتا ہے کہ اس کا اپنا گھر ہو اور ایک مرتبہ اگر اس کا اپنا گھر ہو جاتا ہے تو پھر وہ خواب دیکھنے لگتا ہے۔ جب مکان ملتا ہے تو صرف چھت یا چہار دیواری نہیں ملتی بلکہ آہستہ آہستہ اس کے ارادے تبدیل ہونے لگتے ہیں۔ جب گھر مل جاتا ہے تو دل کرتا ہے کہ یار ایک آدھ دری لے آئیں تو اچھا ہوگا، پھر ذہن کرتا ہے کہ یار دو کرسی لائیں تو اچھا ہوگا، پھر دل کرتا ہے کہ یار نہیں، ٹی مل جائے تو اچھا ہوگا۔ پھر لگتا ہے کہ یہ سب کرنا ہے تو تھوڑی محنت کریں تو اچھا ہوگا، پھر لگتا ہے کہ فالتو خرچہ کرتا تھا، اب تھوڑا پیسہ بچاؤں گا، اگلے ماہ یہ لاؤں گا، زندگی میں تبدیلی شروع ہو جاتی ہے۔

وزیر اعظم نے کہا کہ حکومت صارفین کے تحفظ کے تئیں حساس ہے اور خاص طور پر ہاؤسنگ کے حوالے سے لوگوں کی پریشانی کو ختم کرنے کی سمت میں کام کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ دیہی علاقوں اور جھگی جھونپڑیوں سے گھر بار کر چھوڑ کر آنے والے چھوڑ آنے والے لوگوں کی توقعات کو بدلتے ہوئے بین اقوامی ماحول کے ساتھ متوازن کرنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان غریب لوگوں کی اچھی زندگی اور گزر بسر کو یقینی بنانا ہماری ذمہ داری ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستان 2022 میں اپنی آزادی کی 75 ویں سالگرہ منائے گا اور اس وقت تک یہ ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ملک کے شہری کو گھر مہیا کریں۔

اس سلسلے میں پیش قدمی کرتے ہوئے قومی ہاؤسنگ پالیسی ترقیات اور انتظام کے شعبہ میں ہند۔ کینیا مفاہمتی عرض داشت پر دستخط ہوئے ہیں۔ یہ مفاہمت وزیر اعظم کے نیروبی دورے کے دوران ہوئی۔ دونوں ممالک تمام متعلقہ امور میں ایک

دوسرے کے ساتھ ہاؤسنگ اور انسانی بستیوں کی ترقی کے شعبے میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں گے۔ تنگ اور گندی بستیوں کو سدھارنے اور ان کی حالت بہتر بنانے، تدارکی اقدامات وغیرہ کے شعبے میں باہمی تجربات کو شیئر کیا جائے گا اور ان پر توجہ مرکوز کی جائے گی۔ دونوں ممالک ہاؤسنگ اور زمین جائیداد سے متعلق اعداد وشمار کے ضمن میں دستیاب اطلاعات کا باہم تبادلہ کریں گے۔

پردھان منتری آواس یوجنا کے تحت حکومت کی کوشش ہے کہ غریبوں کو ایک عدد گھر پانے کی خواہش پوری ہو۔ اس کے علاوہ شہروں میں دو کروڑ سے زیادہ غریب لوگوں کے لئے گھر بنانے کا ارادہ ہے۔ پردھان منتری آواس یوجنا کے تحت صرف شہروں میں ہی نہیں بلکہ ملک کے دور دراز دیہی علاقوں میں بھی غریبوں اور بے گھر افراد کے لئے گھر بنانے کے تصور پر حکومت کام کر رہی ہے اور یہ آہستہ آہستہ عملی شکل اختیار کر رہا ہے۔ ابھی حال ہی میں کابینہ نے پانچ ریاستوں میں غریبوں کیلئے کم لاگت والے 84 ہزار 460 مکانات بنانے کو منظوری دی ہے۔

ہاؤسنگ اور شہری غریبی کو دور کرنے سے متعلق وزارت نے پانچ ریاستوں میں پردھان منتری آواس یوجنا (شہری) کے تحت شہروں میں رہنے والے غریبوں کیلئے کم لاگت والے 84 ہزار 460 مکانات تعمیر کرنے کی منظوری دی ہے جس پر مجموعی طور پر 3 ہزار 73 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری ہوگی جس کیلئے مرکز کی طرف سے ایک ہزار 256 کروڑ روپے کی امداد کو منظوری دی گئی ہے۔

پی ایم اے وائی (شہری) کے ایک حصے کے طور پر فیض پانے والوں کے لئے تعمیرات کے تحت مغربی بنگال کو 47397 مکانات کی منظوری دی گئی ہے جس میں 1918 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری کی جائے گی۔ جبکہ مرکزی امداد 711 کروڑ روپے کی منظوری دی گئی ہے۔ پنجاب کیلئے 15209 مکانات کی منظوری دی گئی ہے جس میں 424 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری میں مرکزی امداد 217 کروڑ روپے

ہوگی۔ جھارکھنڈ کے لئے 464 کروڑ روپے کی کل لاگت سے 12814 مکانات کی منظوری دی گئی ہے جس کے لئے مرکزی امداد 192 کروڑ روپے ہوگی۔ کیرالہ کے لئے 89 کروڑ روپے کی مرکزی امداد کے ساتھ 179 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری سے 5968 مکانات کی منظوری دی گئی ہے۔ منی پور کے لئے پہلی مرتبہ 3090 مکانات کی تعمیر کی منظوری دی گئی ہے جس میں کل 88 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری میں مرکزی امداد 46 کروڑ روپے کی ہوگی۔

پردھان منتری آواس یوجنا (پی ایم اے

وائی) کے ایک حصے کے طور پر فیض پانے والوں کے لئے تعمیرات کے تحت فیض حاصل کرنے والے اہل افراد کو، جن کا تعلق اقتصاری طور پر پسماندہ طبقے سے ہے، موجودہ مکان بہتر بنانے یا اس میں توسیع کرنے کیلئے ڈیڑھ لاکھ روپے کی مرکزی امداد فراہم کی جاتی ہے۔

اس کے علاوہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ بڑی تعداد میں اپنے گاؤں سے شہروں کا رخ کرتے ہیں۔ یہاں آ کر ان کے رہنے سہنے کا کوئی خاص انتظام نہیں ہوتا۔ کئی بار وہ سر چھپانے کے لئے جھگی جھونپڑی کا سہارا لیتے ہیں جہاں گندگی کا انبار رہتا ہے۔ اس کے نتیجے میں اسے دس طرح کی بیماری لاحق ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس کی صحت متاثر ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جب صحت اچھی نہیں ہوگی تو وہ کیسے کام کرے گا، کیسے ترقی کرے گا۔ ایسے حالات میں اسے ضرورت ہوتی ہے کہ اسے صاف ستھرے ماحول میں رہنے کا موقع فراہم کیا جائے۔ اس کے لئے حکومت نے ایک پرکشش اسکیم شروع کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اب اپنا گھر بنانے یا اس کی تجدید کے لئے بینک سے لئے گئے چھ لاکھ روپے کے قرض پر حکومت خود سود ادا کرے گی۔ اس سے کمزور طبقات اور ضرورت مندوں کو بہت سہولت ہوگی اور وہ آسانی سے اپنا گھر بنا سکتا ہے۔

مکانات اور انسداد شہری غریبی کے مرکزی وزیر جناب ایم وینکیا نائیڈو نے نئی دہلی میں ایسوچیم کے ذریعے ”2022 تک سبھی کیلئے گھر کے لئے فائنانس“ کے موضوع پر منعقدہ قومی سیمینار میں کہا کہ حکومت 2022 تک سبھی کیلئے سستے مکانات تعمیر کرنے کے ہدف کو یقینی بنانے کیلئے ہاؤسنگ فائنانس سیکٹر کو ترقی اور فروغ دینے کے لیے ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔ اپنے خطاب میں جناب نائیڈو نے کہا کہ ان کی وزارت کی پہلی ترجیح ہے کہ ملک کے تمام لوگوں کو محفوظ اور سستے مکانات حاصل ہوں۔ حکومت کی یہ پیش قدمی مضبوط اور صحت مند معاشرے کی تعمیر میں پہلا قدم ہے جہاں افراد اور افراد خانہ خوشحالی کے ساتھ زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ حکومت شرح سود پر سبسڈی دیکر سبھی کیلئے گھر مشن کے تحت بنیادی ڈھانچے اور شہری سہولیات کے ساتھ 30 مربع میٹر کارپیٹ علاقے والے گھر کی تعمیر کیلئے امداد دے رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ 30 مربع میٹر والے علاقے میں مکانات کی تعمیر کی حد میں ریاستی حکومت کیلئے نرمی لائی گئی ہے تاکہ وہ اچھے مکانات کی تعمیر کا منصوبہ تیار کر سکیں۔ جناب نائیڈو نے مزید کہا کہ غریبوں کیلئے مکانات کی تعمیر میں نجی سرمایہ کاری کو فروغ دینے کیلئے حکومت نے 60 مربع میٹر تک کے گھروں پر سروس ٹیکس کی چھوٹ دیکر مالی مراعات دی ہے۔ اس میں نجی اور سرکاری شراکت داری (پی پی پی) والے پروجیکٹ بھی شامل ہیں۔ اسی طرح سستے مکانات مہیا کرانے والے پروجیکٹوں کے لئے منافع پر 100 فیصد کی چھوٹ دی گئی ہے۔ وزیر موصوف نے مزید بتایا کہ مانگ بڑھانے کیلئے بینکوں، ہاؤسنگ فائنانس کمپنیوں اور ایسے دیگر اداروں سے ہاؤسنگ لون لینے والے معاشی طور پر پسماندہ طبقوں اور کم آمدنی والے افراد پندرہ برس کیلئے 6.5 فیصد کی شرح سے سود پر سبسڈی حاصل کرنے کے اہل ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ سبسڈی کے ساتھ قرض کو براہ راست طور پر مستفدین کے قرض اکاؤنٹ میں منتقل کیا جائیگا تاکہ کوئی بے ضابطگی نہ ہو سکے۔

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہندوستان تبھی ترقی کرے گا جب پورا ہندوستان ترقی کرے گا۔ پسماندہ لوگوں کو ترقی کے عمل میں شامل کرنا ہوگا۔ زخم خوردہ اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو قومی دھارے میں واپس لانا ہوگا۔ جب غریب اور پسماندہ لوگوں کے سر چھپانے کی جگہ میسر ہو جائے گی تو وہ ترقی کے عمل میں خود بخود شامل ہوتے جائیں گے۔

☆☆☆

امجد علی

پردھان منتری بیمہ سرکشا یوجنا

یہ ایک حقیقت ہے کہ ایک صحت مند انسان اپنا اوراپنے کنبے کے ساتھ ملک کی بھی اچھی طرح دیکھ بھال کرسکتا ہے۔صحت مند آبادی والاملک اپنے ترقیاتی اہداف کو حاصل کرنے کی زیادہ اہلیت رکھتا ہے اوریہ ہندوستان کو زیادہ تاباں اور دلکش اورزندہ وتابندہ بناسکتا ہے۔

حکومت نے سماج کے کمزورطبقوں کی صحتی دیکھ بھال کویقینی بنانے کے لئے مختلف اسکیمیں شروع کی ہیں جن میں پردھان منتری سرکشا بیمہ یوجنا' پردھان منتری جیون جیوتی بیمہ یوجنا اوراٹل پنشن یوجنا۔ مرکزی حکومت کی ان سماجی تحفظ کی اسکیموں کے علاوہ راشٹریہ سواستھ بیمہ یوجنا بھی اسی قبیل کی اسکیم ہے۔ مذکورہ اسکیموں کے تحت بالترتیب زندگی کو لاحق خطرات، حادثات کی وجہ سے معذوری اور مخصوص عمر گروپ کے لوگوں کے لئے بڑھاپے میں آمدنی کا احاطہ کیا گیا ہے۔ان اسکیموں کی خاص بات یہ ہے کہ یہ اسکیمیں ہر شخص کے لئے ہیں کیوں کہ ان کے ذریعہ ایسے افراد کا احاطہ کیا گیا ہے جو پرائیویٹ کمپنیوں کے پروڈکٹ خریدنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ اس میں پریمیم اورسرمایہ کاری کو اس قدر کم رکھا گیا ہے کہ غریب ترین افراد بھی اس سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ دوسری خصوصیت ہے تعاون۔ پریمیم یا سرمایہ کاری کی صورت میں خریدار نہ صرف خود کو ذمہ دار سمجھتا ہے بلکہ اس طرح کے پروڈکٹس کے فروغ میں بھی مدد کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اس سے بینک اورعوام کے درمیان تعلقات میں نیا جوش پیدا ہوتا ہے جس سے مالیاتی شمولیت کوفروغ ملے گا۔ یہ بیمہ یوجنا غیر منظّم شعبہ کے کارکنوں کو بھی اپنی ریٹائرمنٹ کے لئے بچت کرنے کی ترغیب دے گی۔ یہ کارکن مجموعی طور پر 47.29 کروڑ کارکنوں کا88 فی صد ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ مالکان بھی اپنے ملازمین کو پنشن اسکیم لینے کی حوصلہ افزائی کریں گے۔ بیمہ اسکیموں کے تعلق سے اظہار خیال کرتے ہوئے وزیر اعظم نے کہا کہ ہندوستان کا گھریلو ڈھانچہ کچھ ایسا ہے کہ لوگوں کو خود سے زیادہ اپنے کنبے کی پریشانیوں کی فکر ہوتی ہے' اسی لئے ہم نے آپ کی معاونت کے لئے ایک نظام قائم کیا ہے جو آپ کے کنبے کی سلامتی کو یقینی بنائے گا۔ پردھان منتری سرکشا بیمہ یوجنا سے آپ کو دو لاکھ روپے کے حادثاتی بیمہ کی سہولت محض ایک روپے ماہانہ کے پریمیم کی ادائیگی سے حاصل ہوگی۔ علاوہ ازیں پردھان منتری جیون جیوتی بیمہ یوجنا کے نام سے دولاکھ روپے کی مالیت کی ایک بیمہ اسکیم شروع کی گئی ہے جس میں ایک روپیہ یومیہ کے پریمیم کی ادائیگی کرنی ہوگی۔ ہم سب کو اپنے بڑھاپے کی تشویش لاحق ہوتی ہے کہ کون ہماری دیکھ بھال کرے گا' ہماری مالی ضرورتوں کی تکمیل کیسے ہوگی' اس کے لئے ہم نے اٹل پنشن یوجنا شروع کی ہے جس سے آپ کو اپنی جوانی کے دنوں سے دوسو پچاس روپے ماہانہ کی ادائیگی پر ساٹھ برس کی عمر مکمل ہوجانے پر پانچ ہزار روپے ماہانہ پنشن کی سہولت حاصل ہوگی۔علاوہ آپ کی موت کے سانحہ کی صورت میں آپ کے بچوں کو ساڑھے آٹھ لاکھ

مضمون نگار آزاد صحافی ہیں۔

روپے کی رقم کی مجموعی ادائیگی کی جائے گی۔

پردھان منتری سرکشا یوجنا کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اسکیم شروع ہونے کے چند ماہ کے اندر کروڑوں لوگوں نے رجسٹریشن کرایا۔ اس میں دو لاکھ روپے کا حادثاتی انشورنس کیا جاتا ہے۔

بیماری کی وجہ سے اقتصادی لحاظ سے کمزور طبقات مالی پریشانیوں کا سب سے زیادہ شکار ہوتے ہیں۔ انہیں علاج پر غیر متوقع خرچ کرنا پڑتا ہے۔ بیماری کی وجہ سے ملازمت یا آمدنی سے بھی ہاتھ دھونا پڑتا ہے، قیمتی جائیدادوں کو فروخت کردینا پڑتا ہے اور اس کی وجہ سے بچوں کی تعلیم اور غذائیت پر کیا جانے والا خرچ بری طرح متاثر ہوتا ہے۔ اس سے راحت دینے کے لئے حکومت نے راشٹریہ سواستھ بیمہ یوجنا شروع کیا ہے۔ خط افلاس سے نیچے زندگی گزارنے والے افراد اور دیگر 11 زمروں سے تعلق رکھنے والے افراد مثلاً بلڈنگ و دیگر تعمیراتی کارکن، لائسنس یافتہ ریلوے قلی، خوانچہ لگانے والے ،منریگا کارندے (جنھوں نے گزشتہ مالی سال میں کم ازکم 15 دن کام کیا ہے) بیڑی مزدور، گھریلو کامگار، صفائی کامگار، رکشہ والے، کباڑ چننے والے اور آٹو/ٹیکسی ڈرائیور کے لئے دستیاب ہے۔ اس کے تحت اسمارٹ کارڈ کے ذریعے بنا کسی نقد ادائیگی پر بنی صحت بیمہ سہولت بہم پہنچائی گئی ہے جو اسپتال میں جس میں سرکاری اور چنندہ نجی اسپتال شامل ہیں، میں داخلے کے وقت اور بچہ کی پیدائش کے وقت حاصل کی جاسکتی ہے اور جس کے لئے 30,000 ایک سال میں خاندان کے کسی ممبر کے لئے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

راشٹریہ سواستھ بیمہ یوجنا میں کنبہ کے کسی بھی فرد کے فلوٹر بنیاد پر اسپتال میں داخلے کے لئے ایک متعین علاج کے لئے 30,000 تک مل سکتا ہے۔ فلوٹر بنیاد سے مراد ہے کہ خاندان کا کوئی بھی فرد کل بیمہ رقم کے استعمال کا حق دار ہے۔ اس کے علاوہ ٹرانسپورٹ پر ہونے والا خرچ بھی 1000 کی حد تک دستیاب ہے۔ ریاستی حکومت اپنے خاندان کا اندراج اس اسکیم میں کرتی ہے جو کچھ سرگرمیوں کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ ریاستی حکومتیں کسی سرکاری یا نجی انشورنس کمپنی کو آر ایس بی وائی سہولت کے لئے منتخب کرلیتی ہیں۔ انتخاب کے بعد انشورنس کمپنی صحت خدمات فراہم کرنے والے سرکاری اور نجی اداروں کا اس پروجیکٹ اور قریبی اضلاع میں پینل تیار کرتی ہے۔ متعلقہ ریاست اہل بی پی ایل کا خاندان کی الیکٹرانک فہرست انشورنس کمپنیوں کو فراہم کرتی ہے۔ آپ کے گاؤں کے لئے اندراج کا شیڈول مع تاریخوں کے انشورنس کمپنی تیار کرتی ہے جس کے لئے وہ ضلع سطح کے افسروں کی مدد لیتی ہے۔ اندراج کردہ سرکاری افسر جو فیلڈ کسی افسر کہلاتا ہے اور انشورنس کمپنی کا نمائندہ /اسمارٹ ایجنسی کا نمائندہ موبائل اندراج اسٹیشن پر موجود رہتے ہیں۔ اس اسٹیشن یا مرکز پر اس اسکیم سے مستفید ہونے والے خاندانوں کے ارکان کی بایومیٹرک معلومات (انگلیوں کے نشان) اور فوٹو لئے جاتے ہیں تا کہ ان کا اسمارٹ کارڈ بنایا جاسکے۔ اسمارٹ کارڈ اور معلوماتی کتابچہ جس میں اس اسکیم کی تفصیل اور پینل والے اسپتالوں کی فہرست درج ہوتی ہے مستفیدین کو دیئے جاتے ہیں جس کے لئے 30 روپے بطور فیس ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اس کے بعد متعلقہ سرکاری افسر آپ کے اسمارٹ کارڈ کی تصدیق کرتا ہے۔

آر ایس بی وائی اسمارٹ کارڈ سے آپ پینل میں دیئے گئے اسپتالوں میں ملک میں کہیں بھی بنا کوئی نقد رقم خرچ کئے علاج کراسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس کارڈ سے آپ اپنے خاندان کے افراد کی شناخت کراسکتے ہیں کیوں کہ اس میں فوٹو، انگلیوں کے نشان اور مریض سے متعلق معلومات درج ہوتی ہیں۔ اس میں آپ زیادہ سے زیادہ پانچ (5) افراد کا اندراج کراسکتے ہیں جس میں شوہر، بیوی اور تین دیگر افراد آپر زیر بھر ہوں، اندراج کیا جاسکتا ہے۔ پریمیم حکومت ادا کرے گی۔ آپ کو صرف 30 روپے اندراج فیس ادا کرنی ہوگی۔ یہ رقم اس اسکیم کے تحت آنے والے انتظامی اخراجات کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ سرکاری رقم سے قائم کردہ ان بیمہ اسکیموں میں غریبوں کے اسپتالوں میں بھرتی پر آنے والا خرچ بھی شامل ہے۔ وزارت ان بیمہ پروگراموں کو ایک ہی پلیٹ

فارم پرلانے کے بارے میں غور کررہی ہے۔ وزارت صحت سرکاری مدد سے قائم بیمہ پروگراموں کو حفظان صحت خدمات کی فراہمی سے مربوط کرنا چاہتی ہے تاکہ بیمہ کی نوعیت کا ایک ٹیکس لگا کر مالی مدد فراہم کرائی جاسکے اور جولوگوں کو فائدہ پہنچائے گا۔

قومی دیہی صحت مشن اور گزشتہ برسوں میں چلائے گئے عوامی صحت پروگراموں کا چھوت چھات کی بیماریوں کو کنٹرول کرنے کا ملا جلا اثر ہوا ہے۔احتیاطی اور معالجاتی تدابیر پر مبنی منظّم تحریک میں صحت سے متعلق اچھی معلومات اور اعداد وشمار کی وجہ سے یہ نہ صرف اس وبا کو روکنے میں کامیاب رہی بلکہ اس میں کمی بھی واقع ہوئی۔

عام آدمی بیمہ یوجنا خط افلاس سے نیچے زندگی گزارنے والے خاندانوں (بی پی ایل) کے لئے گروپ انشورنس اسکیم ہے جو خط افلاس سے کچھ اوپر والے خاندانوں کے لئے شروع کی گئی ہے۔ارکان خاندان کی عمر 18 تا 59 برس کے درمیان ہونی چاہئے۔اور وہ خاندان کا سربراہ ہونا چاہئے یا بی پی ایل خاندان کا واحد کمانے والا فرد یاشناخت شدہ پیشوں سے تعلق رکھنے والا/ بے زمین خاندان کا بی پی ایل سے کچھ اوپر زندگی گزارنے والے خاندان کا فرد ہونا چاہئے۔غیر منظّم شدہ پیشہ ورانہ گروپ نوڈل ایجنسی یعنی مرکزی وزارتی شعبے/ ریاستی حکومت/ مرکز کے زیر انتظام علاقے/ دیگر ادارہ جاتی انتظام کوئی رجسٹر شدہ غیر سرکاری سطح (این جی او) سے رابطہ کرسکتے ہیں۔ دیہی بے زمین یا بھومی ہار خاندانوں کے لئے نوڈل ایجنسی کا مطلب ریاستی حکومت/مرکز کے زیرانتظام علاقہ کے مقرر ایڈمنسٹریٹر جو اس اسکیم کے لئے مقرر کیا گیا ہو۔اس اسکیم کے اطلاق کی ذمہ داری لائف کارپوریشن آف انڈیا کو سونپی گئی ہے۔

اس کے علاوہ جننی سرکشا یوجنا کے اثرات کے بارے میں پتا لگایا گیا۔یونیورسٹی آف میگھالیہ اور نیشنل کونسل فار اپلائیڈ اکنامک ریسرچ نے ایک تحقیق کی ہے کہ آیا جننی سرکشا یوجنا (جے ایس وائی) اسکیم سے سماج کے کمزور اور غریب طبقے سے تعلق رکھنے والی خواتین کو زچگی سے متعلق، حفظان صحت فراہم کرنے میں کامیابی ملی ہے یا نہیں۔اس تحقیق کے دوران جننی سرکشا یوجنا (جے ایس وائی) سے قبل کے انڈیا ہیومن ڈیولپمنٹ سروے-1 (آئی ایچ ڈی ایس-1، 2004-05) اور انڈیا ہیومن ڈیولپمنٹ سروے- 2، (آئی ایچ ڈی ایس- 2،

2011-12) کے اعداد و شمار سے مدد لی گئی ہے۔اس تحقیق کے نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں مرحلے کے آئی ایچ ڈی ایس سروے کے دوران ادارہ جاتی یعنی اسپتالوں اور صحت اداروں میں ہونے والی زچگیاں دوگنی ہوگئی ہیں۔

مکمل اے این سی خون جانچ میں 6 فی صد کا اضافہ ہوا ہے۔تربیت یافتہ نرسوں اور صحت عملے کے ذریعہ ہونے والی زچگی وں میں 223 فی صد کا اضافہ ہوا ہے۔ اسی طرح زچگی کے بعد (دو ہفتوں کے اندر) ہونے والے چیک اپ میں 19 فی صد کا اضافہ ہوا ہے۔

اس تحقیق سے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ جننی سرکشا یوجنا سے تمام طبقوں بالخصوص دیہی علاقوں میں غریب اور پسماندہ طبقوں کے درمیان صحت خدمات کے استعمال میں اضافہ ہوا ہے۔ اس طرح حاملہ عورتوں اور ماں بننے والی خواتین کو بے حد فائدہ پہنچا ہے۔اس تحقیق کے نتائج سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جے ایس وائی کے بعد اقتصادی اعتبار سے خوشحال طبقے کی خواتین اور پسماندہ وغریب طبقے کی خواتین کے درمیان صحت خدمات تک رسائی میں واضح فرق میں کافی کمی آئی ہے۔

پردھان منتری سرکشا بیمہ یوجنا حادثاتی موت یا معذوری کے خلاف بیمہ کی سہولت بہم پہنچاتا ہے۔ یہ یوجنا حکومت ہند کی طرف سے 9 مئی 2015 کو شروع کی گئی تھی۔ 18 سے 70 برس کی عمر کے سبھی کھاتہ دار جو بینکوں یا ڈاک خانوں میں کھاتہ چلا رہے ہیں، اس اسکیم میں شرکت کرسکتے ہیں۔اگر آپ کے پاس ایک سے زیادہ بینکوں میں کھاتے ہیں یا ایک سے زیادہ کھاتے ہیں تو آپ صرف ایک بینک کھاتے سے ہی اس اسکیم میں شرکت کرسکتے ہیں۔اس کے لئے پریمیم کی شرح 12 روپے سالانہ فی ممبر ہے۔ پریمیم ادا کرنے کا طریہ اسکیم میں اندراج کے وقت دیئے گئے متبادل کے مطابق پریمیم آپ کے بچت کھاتے سے ''آٹو ڈیبٹ'' کے ذریعہ یک مشت

حذف کرلیا جائے گا۔ آپ اسکیم جاری رہنے تک ہر سال آٹو ڈیبٹ کے لئے یک وقتی مینڈیٹ دے سکتے ہیں۔

اس اسکیم کے لئے اندراج کرنے سے مندرجہ ذیل فائدے حاصل ہوں گے۔ موت کی صورت میں بیمہ کی رقم دو لاکھ روپے، دونوں آنکھوں کا نہ ٹھیک ہونے والا زیاں یا دونوں ہاتھوں یا پاؤں کا بے کار ہونا یا ایک آنکھ کی بینائی کی صورت میں دو لاکھ روپے اور ایک آنکھ کی بینائی ہمیشہ کے لئے چلے جانا یا ایک ہاتھ یا ایک پاؤں بے کار ہوجانے کی صورت میں ایک لاکھ روپے ملے گا۔ درخواست فارم کسی بھی قومی بینک، امداد باہمی بینک یا دیہی بینک سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ فصل میں ایسے خطرے کے لئے جو احتیاط نہ رکھ سکتے ہوں، پی ایم ایف بی وائی میں مربوط (Comprehensive) بیمہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً (i) قدرتی طور پر آگ لگنا یا بجلی گرنا۔

(ii) طوفان، ژالہ باری، طوفانی ہوا، طوفان بادوباراں، تیز آندھی وغیرہ

(iii) سیلابی پانی میں فصل کا ڈوب جانا۔

(iv) خشک سالی، بارش کا مسلسل نہ ہونا۔

(v) کیڑے مکوڑوں/ بیماری سے ہوا نقصان۔

جنگ اور جوہری خطرے سے ہوا نقصان، شرانگیز بربادی یا دیگر ایسے خطرے جن سے احتیاط کی جاسکتی تھی، اس میں شامل نہیں ہیں۔ WBCIS کے تحت بھی فصلوں کو ہونے والے مربوط (Comprehensive) نقصان کے لئے بیمہ کیا جاتا ہے مثلاً موسم سے متعلق وجوہات جیسے بارش، درجہ حرارت، ہوا وغیرہ جن کا فصلوں سے براہ راست تعلق ہے، ڈبلیو بی سی آئی ایس کے تحت ان کا بیمہ کیا جاتا ہے۔

حکومت کی طرف سے شروع کی گئی اسکیمیں سماج کے نچلے طبقے کی فلاح و بہبود میں اہم کردار ادا کریں گی۔ ان اسکیموں کو زیادہ سے زیادہ سے لوگوں تک پہنچانے کے لئے ایک مربوط تشہیری مہم کی ضرورت ہے تاکہ لوگ اس سلسلے میں جان سکیں۔ یاد رکھنا چاہئے کہ صحت دولت ہے ایک عام مقولہ ہوسکتا ہے لیکن یہ ایک حقیقت بھی ہے کہ ایک صحت مند انسان اپنا اور اپنے کنبے کے ساتھ ملک کی بھی اچھی طرح دیکھ بھال کرسکتا ہے۔ صحت مند آبادی والا ملک اپنے ترقیاتی اہداف کو حاصل کرنے کی زیادہ اہلیت رکھتا ہے اور یہ ہندوستان کو زیادہ تاباں اور دلکش اور زندہ و تابندہ بنا سکتا ہے۔

☆☆☆

اسمارٹ گرام پہل کے تحت ڈرائیورز ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ اور سکنڈری اسکول کا سنگ بنیاد

☆ صدر جمہوریہ ہند جناب پرنب مکھرجی نے اسمارٹ گرام پہل کے تحت ہریانہ کے گروگرام کیدھولا گاؤں میں ایک ڈرائیورز ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ اور ایک سکینڈری اسکول کا سنگ بنیاد رکھا۔ تین نئے پردھان منتری کوشل کیندروں کا مہندر گڈھ، امبالہ اور پلول میں افتتاح کیا گیا۔

اس موقع پر بولتے ہوئے صدر جمہوریہ نے کہا کہ ہمارے گاؤں نہ صرف ترقی کی اہلیت رکھتے ہیں بلکہ وہ ترقی کرنے کیلئے بیتاب بھی ہیں۔ اگر ہم اسی طرح پیش قدمی کرتے رہے، تو وہ دن دور نہیں، جب ہمارے نوجوانوں کوئی راہوں کی تلاش میں گاؤں چھوڑ کر شہر نہیں جانا پڑے گا۔ لڑکیوں کی تعلیم قریبی اوں میں مکمل کرنا بھی ممکن ہوگا۔ اچھی اور قابل استطاعت خدمات صحت سب کو دستیاب ہوں گی اور نوجوانوں کو اپنے گاؤں کی آس پاس ہی تربیت اور روزگار مل سکے گا۔ صدر جمہوریہ نے کہا کہ ان کا یہ یقین ہے کہ ہمارا ملک تبھی ترقی کریگا، جب ہمارے گاؤں پھولیں گے۔ ہم کو معیشت کا ڈھانچہ بہتر بنانا ہوگا۔ صدر نے کہا کہ جب اسمارٹ گرام پہل 2 جولائی 2016 کو شروع ہوئی تھی، ان کو اسی دن یقین ہوگیا تھا کہ وہ کام بھی ایوان صدر کو ایک اسمارٹ ٹاؤن شپ بنانے کیلئے کیا گیا تھا۔ اس کو گاؤں میں بھی دوہرایا جاسکتا ہے۔ ہریانہ حکومت کی مدد سے راشٹرپتی بھون نے پانچ گائڈ منتخب کئے اور ان کی ترقی کیلئے کئی اقدامات کئے گئے۔ ان پانچوں گاؤں میں ملنے والی کامیابی کے پیش نظر اب اس پروگرام کو 100 گاؤں تک توسیع دے دی گئی ہے۔ اسمارٹ گرام پہل تبھی ممکن ہے، جب حکومت پرائیویٹ سیکٹر، تعلیمی ادارے، این جی اوز، عوام گاؤں کی ترقی کیلئے مل کر گاؤں میں کام کریں۔ ہریانہ کے گورنر پروفیسر کپتان سنگھ سولنکی، ہریانہ کے وزیراعلیٰ جناب منوہر لال، منصوبہ بندی اور شہری ترقیات کیوز یرمملکت (آزادانہ چارج) جناب راؤ اندرجیت سنگھ، ہنرمندی کی ترقی اور حوصلہ مندی کے وزیرمملکت (آزادانہ چارج) جناب راجیو پرتاپ روڈی، پٹرولیم اور قدرتی گیس کے وزیرمملکت (آزادانہ چارج) جناب دھرمیندر پردھان نے بھی اجتماع سے خطاب کیا۔ ہریانہ کے وزیراعلیٰ جناب منوہر لال نے اعلان کیا کہ اب 1000 گاؤں کو اسمارٹ گرام بنایا جائیگا۔ اس موقع پر مختلف پروگراموں کے تحت طلباء تربیت پانے والوں کو سٹیفکیٹ بھی تقسیم کئے گئے۔

☆☆☆

بڑھتے قدم

(ترقیاتی خبرنامہ)

مربوط ترقی اور شمولیت والی شرح نمو پر مرکوز حکومت

☆ اطلاعات و نشریات کے وزیر جناب وینکیا نائیڈو نے کہا کہ وزیر اعظم نریندر مودی کی قیادت میں حکومت کی پوری توجہ مربوط ترقی، شمولیت والی شرح نمو اور بہتر حکمرانی پر ہے۔ حکومت نے گزشتہ 3 سال میں عوامی فلاح و بہبود کے لئے بہت سے اقدامات کئے ہیں جن سے 'سب کا ساتھ سب کا وِکاس' کو یقینی بنایا جا سکے۔ کئی اہم سرکاری منصوبے جن کا لوگوں پر مثبت اثر پڑا اور ملک میں بڑی تبدیلی آئی، ان کی کامیابی کی عکاسی کے لئے دوردرشن نے 14 مختصر فلمیں بنائی ہیں۔ یہ فلم ملک بھر میں عوامی سطح پر آئی تبدیلی کو کامیابی اور تفصیل سے بتانے میں کامیاب رہی ہے۔ مرکزی وزیر نے مختلف اہم سرکاری اسکیموں کی کامیابی پر دوردرشن کی جانب سے تیار کی گئی 14 مختصر فلموں کے ریلیز کے موقع پر یہ باتیں کہیں۔

جناب نائیڈو نے مزید کہا کہ یہ سبھی مختصر فلمیں دوردرشن کے مراکز پر ہندی اور دوسری ہندوستانی زبانوں میں دکھائی جائیں گی جن کا مقصد دوسرے لوگوں کو بھی سرکاری اسکیموں کے تحت فائدہ اٹھانے کے لئے حوصلہ افزائی کرنا اور انہیں معلومات فراہم کرنا ہے۔ یہ فلمیں وزارت اطلاعات کے دوسرے میڈیا یونٹوں کے ذریعے بھی دکھائی جائیں گی تا کہ ملک کے زیادہ سے زیادہ لوگ اسے دیکھ سکیں۔ جناب نائیڈو نے یہ بھی کہا کہ وزارت اطلاعات و نشریات حکومت کی اسکیموں کو لوگوں تک پہنچانے کے لیے موڈی (میکنگ آف ڈیویولپڈ انڈیا) یعنی ترقی یافتہ ہندوستان کی تعمیر کا جشن ملک بھر میں منائیگی جسے میڈیا یونٹ کے ذریعے بھی دکھایا جائے گا۔

دوردرشن کی نئی پہل فری ڈش پر جناب وینکیا نائیڈو نے کہا کہ ڈی ڈی فری ڈش کی خدمات ملک میں موجود سب سے بڑی کمپیوٹنگ سروس ہے۔ حالیہ اعداد و شمار کے مطابق 2 کروڑ 20 لاکھ خاندان کو اس کی رسائی حاصل ہے۔ حکومت نے اس کی رسائی مزید بڑھانے کے لئے ڈی ڈی ڈی ٹی ایچ باکس کو ریاستی حکومتوں کے ذریعے ملک کے دوردراز اور اندرونی علاقوں خاص طور پر نکسل متاثرہ علاقوں میں مفت فراہم کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ وزارت اطلاعات و نشریات 10 ہزار باکس چھتیس گڑھ حکومت کو نکسلی علاقوں میں تقسیم کے لئے دے گی۔

دوردرشن کے ذریعہ تیار مختصر فلموں میں مندرجہ ذیل موضوع کو ذہن میں رکھا گیا ہے۔

1. مشن قوس وقزح 2. وزیر اعظم فصل انشورنس کی منصوبہ بندی اور سوائل ہیلتھ کارڈ 3. سب کا ساتھ سب کا وِکاس 4. وزیر اعظم کرنسی منصوبہ 5. اسکل انڈیا 6. بیٹی بچاؤ بیٹی پڑھاؤ 7. وزیر اعظم زرعی آبپاشی منصوبہ 8. ہنر مند ہندوستان مؤثر ہندوستان 9. پردھان منتری جن دھن یوجنا 10. روشن ہندوستان کے تحت قومی سولر مشن

جناب نریندر مودی نے بھی بتایا تھا کہ دوردرشن کل یعنی 28 مئی 2017 کو نئی دہلی کے ایشیاڈ ولیج میں ایک اسپورٹس کانکلیو کا انعقاد کرنے جا رہا ہے۔ اس میں ملک کے کھیل کی دنیا کی جانی مانی شخصیتیں، اسپورٹس یونین، کھیل کے رسالے اور اخبارات کے ایڈیٹر اس کے براہ راست نشریات کے دوران بحث میں حصہ لیں گے۔ ڈی ڈی اسپورٹس پر وارانسی، گوہاٹی اور دوسرے مقامات کے مقامی کھلاڑی اور ریاستی کھیل انجمنوں کے افسر براہ راست جڑیں گے اور بات چیت کریں گے۔ اس کھیل کی تقریب میں ہندوستان کو کھیل کے میدان میں آنے والے دنوں میں مضبوط طاقت بننے کے لیے ہندوستانی کھیل کے مستقبل اور مقامی کھیل کے معیار کی بہتر پالیسی پر بحث ہوگی۔

من کی بات وزیر اعظم مودی کے ذریعے ایک اختراعی اور موثر مواصلاتی پلیٹ فارم ہے : نائب صدر جمہوریہ

☆ نائب صدر جناب محمد حامد انصاری نے کہا ہے کہ من کی بات ایک اختراعی اور موثر مواصلاتی پلیٹ فارم ہے، جسے وزیر اعظم جناب نریندر مودی نے تیار کیا ہے۔ وہ آج راشٹر پتی بھون میں دو کتابوں کے اجراء کے بعد تقریب سے خطاب کر رہے تھے۔ اِن میں ایک کتاب جناب راجیش جین کی تصنیف کردہ ''من کی بات: اے سوشل ریوولیوشن آن ریڈیو'' اور دوسری کتاب جناب اودے مہورکر کی مرتب کردہ ''مارچنگ وِد اے بلین: اینالائزنگ نریندر مودی گورنمنٹ ایٹ مڈ ٹرم'' ہے۔ اس موقع پر صدر جمہوریہ ہند جناب پرنب مکھرجی، لوک سبھا اسپیکر محترمہ سمترا مہاجن، مرکزی وزیر خزانہ، کارپوریٹ

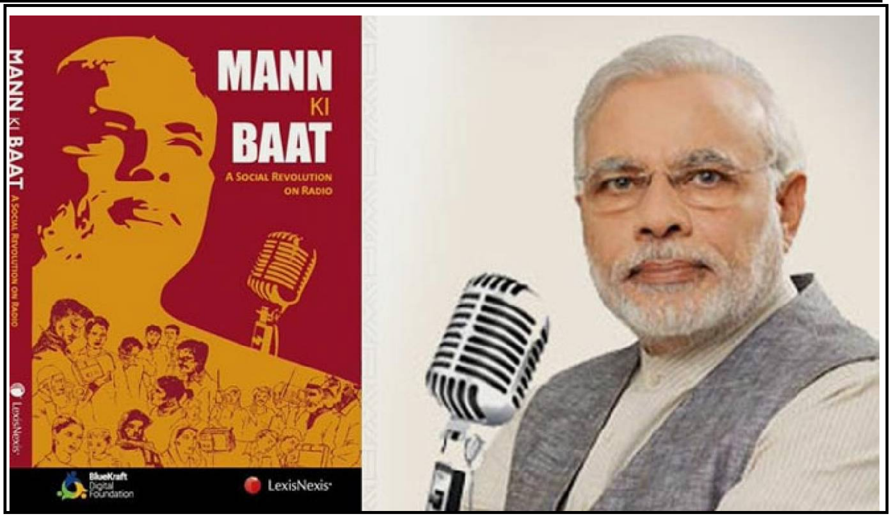

امور اور دفاع کے وزیر جناب ارون جیٹلی ، صدر کی سکریٹری محترمہ اومیتا پول اور دیگر اہم شخصیات موجود تھیں۔

نائب صدر جمہوریہ نے کہا کہ من کی بات نے ریڈیو جیسے روایتی وسیلے کو اپنایا اور اِسے مواصلاتی ٹیکنالوجی کے موجودہ تمام اسپیکٹرم کے ساتھ، ٹیلی ویژن سے انٹرنیٹ تک، سوشل میڈیا سے موبائل ٹیلی فونی تک، کے ساتھ جوڑ دیا ہے۔من کی بات مودی جی کی براہ راست عوام سے مواصلات کا ایک اہم عنصر بن چکا ہے۔

نائب صدر نے کہا کہ تاریخ میں ایسے واقعات نظر آتے ہیں کہ لیڈران الفاظ کی قوت سے پوری بھیڑ پر اثر انداز ہوئے ہیں۔انہوں نے مزید کہا کہ ایک خطیب اور ایک ہر دل عزیز لیڈر کی معنویت میں فرق ہوتا ہے حالانکہ دونوں ہی اثر انداز ہونے کے لئے بولتے ہیں اور جذبات سے کھیلتے ہیں۔

شمال مشرقی خطے کی نامیاتی مصنوعات کو باہر اجاگر کیا جانا چاہیئے: ڈاکٹر جتیندر سنگھ

☆ شمال مشرقی خطے کی ترقی کی وزارت (ڈونر) بھارت کے دوسرے علاقوں میں شمال مشرقی خطے کی نامیاتی مصنوعات کی نمائش کرنے کے لئے مناسب بندوبست کرے گی۔اِس سلسلے میں ایک شروعات پہلے ہی کی جا چکی ہے، جس کے تحت نئی دلّی کے دلّی ہاٹ میں ”وَن“ (نامیاتی شمال مشرق) برانڈ کے نام سے ایک شوروم و ریستوراں حال ہی میں کھولا گیا ہے۔ یہ بات شمال مشرقی خطے کی ترقی کے وزیر مملکت (آزادانہ چارج)، وزیراعظم کے دفتر میں وزیر مملکت ، عملے، عوامی شکایات، پنشن ، ایٹمی توانائی اور خلاء ل کے وزیر مملکت ڈاکٹر جتیندر سنگھ نے آسام کے گوہاٹی میں شمال مشرقی خطے کی زرعی مارکیٹنگ کارپوریشن (این ای آر اے ایم اے سی) کی میٹنگ کی صدارت کرتے ہوئے کہی۔وزیر موصوف، وزیراعظم جناب نریندر مودی کی قیادت میں مرکزی حکومت کے تین سال مکمل ہونے پر منائے جانے والے پروگراموں میں شرکت کے لئے آسام میں ہیں۔ڈاکٹر جتیندر سنگھ نے کہا کہ وزیراعظم نریندر مودی کی موجودہ حکومت نے شمال مشرق کو اعلیٰ ترجیح دی ہے اور اس کا اظہار اِس بات سے بھی ہوتا ہے کہ وزیراعظم نے اپنی حکومت کے تین سال مکمل ہونے کی تقریب منانے کے لئے اِسی خطے کا انتخاب کیا ہے۔انہوں نے کہا کہ موجودہ حکومت کے تحت ہی سکم کو بھارت کی نامیاتی ریاست قرار دیا گیا ہے اور پورے خطے کو بھارت کا نامیاتی مرکز بنانے کے لئے ایک نقشہ راہ مرتب کیا گیا ہے۔

مختلف ریاستوں میں ہاؤسنگ کے لئے مرکز کی 1915 کروڑ روپے کی منظوری

☆ ہاؤسنگ اور شہری غریبی کو دور کرنے کی وزارت نے پردھان منتری آواس یوجنا (شہر) کے تحت شہر میں رہنے والے غریب لوگوں کے فائدے کیلئے مناسب قیمت والے 70784 مکانات کی تعمیر کی منظوری دی۔ اس میں 3558 کروڑ روپے کا سرمایہ لگے گا جس کے لئے مرکز کی طرف سے 1062 کروڑ روپے کی امداد کی منظوری دی گئی ہے۔اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ نے اپنا عہدہ سنبھالنے کے فوراً بعد ایچ یو پی اے کے وزیر ایم وینکیا نائیڈو سے بات چیت کی۔اس کے بعد ریاستی سرکار نے 145 شہروں کیلئے مناسب قیمت کے مکانات بنانے کی تجویز بھیجی جسے منظوری دے دی گئی۔ اس سے پہلے اتر پردیش میں مکانات بنانے کیلئے 41954 مکانات بنانے کی منظوری دی گئی تھی جن میں راجیو آواس یوجنا کے تحت منظوری بھی شامل ہے۔راجیو آواس یوجنا اب پی ایم اے وائی (شہر) میں ضم کردی گئی ہے۔ان تازہ ترین منظوریوں کے ساتھ ہی اتر پردیش کیلئے منظور کیے گئے مکانوں کی کُل تعداد 112738 ہوگئی ہے۔70784 مکانات جن کی منظوری دی گئی ہے ان میں سے 56839 ساجھیداری میں مناسب قیمت والے مکانات کی اسکیم کے تحت تعمیر کیے جائیں گے اور 13945 مکانات مستفید ہونے والوں کیلئے تعمیر پی ایم اے وائی (شہر) کے تحت تعمیر کیے جائیں گے۔

ان دونوں پالیسیوں کے تحت ہر مستفید ہونے والے کو 1.50 لاکھ روپے کی مرکزی امداد دی گئی ہے۔

تازہ ترین منظوریوں کے تحت لکھنؤ کو 1525 مکانات، گورکھپور کو 501 مکانات، ایودھیا کو 500 مکانات، التفات گنج کو 903 مکانات، فیض آباد کو 769 مکانات، دودھی کو 765 مکانات، رودولی کو 713 مکانات، سنگاہی بھیرورا کو 821 مکانات، چترا کو 783 مکانات، پردھی نگر کو 674 مکانات، کان پور دیہات کو 442 مکانات، دورالا کو 505 مکانات، سکندرا کو 447 مکانات، اکبر پور کو 449 مکانات، علی گنج کو 511 مکانات، بریلی کو 139 مکانات اور اعظم گڑھ کو 119 مکانات کی منظوری دی گئی ہے۔

کرناٹک میں 93 شہروں اور قصبوں کیلئے مناسب قیمت والے 56281 مکانات کی تعمیر کی اجازت دی گئی ہے۔جس میں 2950 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری ہوگی جس میں 844 کروڑ روپے مرکزی امداد کے طور پر

ہوں گے۔

بنگلورو میں 8291 مکانات کی اجازت دی گئی ہے جن میں 1613 مکانات بلاری میں، شیوموگا میں 1500، چن پٹنا میں 1450، ہبلی میں 1300، دھارواڑ میں 1292، چلاکیرے میں 1127، کنک پور میں 1163 اور سرا میں 1008 مکانات کی تعمیر کی اجازت دی گئی ہے۔

پہلی بار ایسا ہے کہ انڈمان ونکوبار جزیروں میں پورٹ بلیئر کے لئے 609 مکانات کی تعمیر کی اجازت دی گئی ہے جس کے لئے 54 کروڑ روپئے کی سرمایہ کاری ہوگی جس میں سے مرکزی امداد 9 کروڑ روپئے کی ہوگی۔ ان تازہ ترین منظوروں کے ساتھ ساتھ پی ایم اے وائی (شہر) کے تحت مناسب قیمت والے مکانات کی تعمیر کی جو اجازت دی گئی ہے ان کی تعداد 2095718 ہوگئی ہے۔

منوج سنہا کا ٹیلی مواصلات خدمات فراہم کرنے والی کمپنیوں کے مالکان سے تبادلہ خیال

☆ ٹیلی مواصلات شعبے میں مالی دباؤ کی خبروں کے درمیان مواصلات کے وزیر منوج سنہا نے ٹیلی مواصلات خدمات فراہم کرنے والی کمپنیوں کے مالکان پروموٹروں سے بات چیت کی۔ اس موقع پر مالی خدمات کے محکموں کے نمائندگان اور اسٹیٹ بینک آف انڈیا کے نمائندگان بھی موجود تھے۔ اس صنعت نے ٹیلی کام شعبے کی مشکلات کو سامنے رکھا جس کے سبب کمپنیاں مالی دباؤ کا سامنا کررہی ہیں۔ نیز اس صورتحال کا سامنا کرنے کے لیے ایک لائحہ عمل بھی پیش کیا۔ وزیر موصوف نے مطلع کیا کہ ٹیلی کام شعبے میں نمو پذیری اور دوبارہ ادائیگی (ری پیمنٹ) کو متاثر کرنے والے معاملوں کا جائزہ لینے اور جلد از جلد دباؤ شدہ اثاثوں کے حل کے لیے سفارشات دینے نیز ٹیلی کام شعبے میں پالیسی سے متعلق اصلاحات اور اسٹریٹجک مداخلت کے لیے بین وزارتی گروپ (آئی ایم جی) کی تشکیل کی گئی ہے۔

آئی ایم جی نے بینکوں اور ٹیلی کام خدمات فراہم کرنے والی کمپنیوں سے بڑے پیمانے پر تبادلہ خیال اور مشورے کیے ہیں اور یہ گروپ جلد ہی اپنی رپورٹ پیش کردے گا۔ وزیر موصوف نے یقین دلایا کہ حکومت، اس شعبے میں دیہی علاقوں سمیت عام آدمی کو خدمات فراہم کرانے کے لیے بالترتیب نمو کو یقینی بنائے گی اور تمام ضروری اصلاحی اقدام کرے گی۔

اتراکھنڈ اور ہریانہ کو ملک میں چوتھی اور پانچویں اوڈی ایف ریاستیں قرار دیا گیا

☆ سوچھ بھارت مشن۔ گرامین کے تحت دیہی اتراکھنڈ اور دیہی ہریانہ نے اپنے آپ کو چوتھی اور پانچویں او ڈی ایف (کھلے میں رفع حاجت سے پاک) ریاستیں قرار دیا ہے۔ یہ دونوں ریاستیں آج سکم، ہماچل پردیش اور کیرالہ جنہیں تین اوڈی ایف ریاستیں قرار دیا گیا تھا، کی لیگ میں امل ہوگئی ہیں۔ ایس بی ایم کے آغاز سے صرف ڈھائی سال کے عرصے میں قومی پیمانے پر صفائی کی صورتحال میں اضافہ ہوا ہے اس اس کے تحت صفائی کا احاطہ 42 فیصد سے بڑھ کر 64 فیصد تک ہوگیا ہے۔ اتراکھنڈ میں 13 اضلاع، 95 بلاک، 7256 گرام پنچایتیں اور 15751 گاؤں ہیں، جبکہ ہریانہ میں 21 اضلاع، 124 بلاک اور 683 گرام پنچایتیں ہیں۔ ان سب نے اپنے آپ کو دہرادون اور چھتیس گڑھ میں بالترتیب باقاعدہ طور پر کھلے میں رفع حاجت سے پاک (اوڈی ایف) قرار دیا ہے۔

دہرادون میں اس موقع پر اپنے خطاب میں پینے کے پانی اور صاف صفائی کے مرکزی وزیر نریندر سنگھ تومر نے کہا کہ 2 اکتوبر 2014 کو وزیراعظم جناب نریندر مودی نے سوچھ بھارت مشن کا آغاز کیا تھا آج یہ حقیقی طور پر عوامی تحریک بن گیا ہے۔ اس میل کے پتھر کے لیے اتراکھنڈ اور ہریانہ کے عوام حکومت کے افسران اور دیگر اداروں کے نمائندگان نے اس مشن کی کامیابی میں اپنا تعاون دیا ہے۔

جی ایس ٹی متعارف کرانے میں تعاون کے لئے ریاستوں کے وزرائے اعلیٰ کے تئیں کابینہ کا اظہار تشکر

☆ وزیراعظم نریندر مودی کی صدارت میں مرکزی کابینہ نے ایک قرارداد منظور کرکے جی ایس ٹی کو متعارف کرانے میں تعاون کے لئے ریاستوں کے وزرائے اعلیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ جی ایس ٹی آزاد ہندوستان میں سب سے بڑا ٹیکس ریفارم ہے۔ دنیا کے کسی بھی وفاقی سیاسی نظام میں بالواسطہ ٹیکس اصلاحات کے سلسلہ میں یہ ایک فیصلہ کن اقدام ہے جس سے کئی طرح کی پیچیدگیوں جیسے متعدد طرح کے ٹیکس اور سیس، متعدد طرح کی ٹیکس شرحیں وغیرہ کا خاتمہ ہوجائے گا۔ اس اقدام سے جہاں کاروبار کرنے میں آسانی ہوگی وہیں بہ حیثیت مجموعی ٹیکسوں کے بوجھ میں کمی آئے گی۔ جی ایس ٹی قومی یکجہتی اور مالی وفاقیت کی ایک روشن اور بہترین مثال ہے۔ یہ ہندوستان کی وفاقی جمہوریت کے طریقے کار کا گواہ۔ یہ چیز مرکزی حکومت اور سبھی ریاستی حکومتوں کے ساتھ ساتھ سبھی سیاسی جماعتوں کے درمیان قریبی تعاون کی وجہ سے ممکن ہو پایا ہے۔

22 جون 2017 کو وزیراعظم نریندر مودی کی صدارت میں منعقدہ کابینہ کی میٹنگ میں سبھی ریاستی حکومتوں، سبھی وزرائے اعلیٰ اور ریاستوں کے وزرائے خزانہ، اور سبھی سیاسی پارٹیوں کے ذریعہ دیئے گئے تعاون کا اعتراف کیا گیا جس کی وجہ سے یکم جولائی 2017 سے ملک میں جی ایس ٹی کا نفاذ ممکن ہوسکا ہے۔

مرکزی کابینہ سبھی ریاستوں کے وزرائے اعلیٰ، جی ایس ٹی کونسل سبھی تسلیم شدہ قومی اور ریاستی سطح کی سیاسی جماعتوں، پارلیمنٹ کے سبھی اراکین، ریاستی قانون سازیہ کے اراکین اور تجارتی و صنعتی تنظیموں سمیت سماج کے سبھی طبقات کے تئیں اظہار تشکر کرتی ہے۔

ہندوستان نے آندھرا پردیش پروجیکٹ کے ذریعہ سب کیلئے 24 ایکس 7 بجلی کی فراہمی کیلئے عالمی بینک اور اے آئی آئی بی کے ساتھ قرض معاہدے پر دستخط کیئے

☆ وزارت خزانہ کے اقتصادی امور کے محکمے کے جوائنٹ سکریٹری (ایم آئی) راج کمار نے حکومت ہند کی جانب سے، عالمی بینک کی جانب سے عالمی بینک (ہندوستان) کے کارگزار کنٹری ڈائریکٹر اور آپریشنز

مینجر مسٹر ہشام عبدواور اے آئی آئی بی کے نائب صدر اور چیف انویسٹمنٹ جناب جی ڈی پاندین نے آندھرا پردیش کے ذریعہ سب کیلئے 24 ایکس 7 بجلی کی فراہمی کیلئے ایک قرض معاہدے پر دستخط کئے ہیں۔

اس معاہدے کے تحت عالمی بینک 240 ملین امریکی ڈالر جبکہ اے آئی آئی بی 160 ملین امریکی ڈالر (60.40 کا تناسب) کا قض فراہم کریں گے۔ پروگرام اپلیمنٹنگ ایجنٹی ایگریمنٹ (پروگرام نفاذی ادارہ معاہدہ) پر آندھرا پردیش حکومت کی جانب سے محکمہ بجلی کے مشیر (توانائی) مسٹر کے رنگا ناتھم نے جبکہ عالمی بینک کی جانب سے کنٹری ڈائریکٹر (ہندوستان) اور اے آئی آئی بی کی جانب سے اے آئی آئی بی کے نائب صدر اور چیف انویسمنٹ آفیسر نے دستخط کئے۔

مذکورہ پروجیکٹ کی کل لاگت 570 ملین امریکی ڈالر ہے جس میں 240 ملین ڈالر کا تعاون عالمی بینک (آئی بی آر ڈی) اور اے آئی آئی بی کی جانب سے 160 ملین امریکی ڈالر کا تعاون ہوگا جبکہ بقیہ لاگت حکومت آندھرا پردیش کرے گی۔ اس پروجیکٹ کا مقصد صارفین کیلئے بجلی کی دستیابی میں اضافہ اور آندھرا پردیش میں چنندہ علاقوں میں بجلی کی تقسیم میں معتبریت کے ساتھ عملی صلاحیت اور نظام کو بہتر بنانا ہے۔

ای پی ایف او نے نئی ہاؤسنگ اسکیم کے تحت ہڈکو کے ساتھ مفاہمت نامے پر دستخط کئے

☆ سینٹرل پراویڈنٹ فنڈ کمشنر ڈاکٹر وی پی جوائے اور ہڈکو کے سی ایم ڈی ڈاکٹر ایم روی کانت نے شہری ترقی، ہاؤسنگ اور شہری غریبی کے خاتمے کے مرکزی وزیر ایم وینکیا نائیڈو اور محنت اور روزگار کے وزیر مملکت (آزادانہ چارج) بنڈارو دتا تریہ کی موجودگی میں آج یہاں ''2022 تک سب کیلئے مکان'' میں سہولت پیدا کرنے کی خاطر ایک مفاہمت نامے پر دستخط کئے۔ 2022 تک سب کیلئے مکان کے وزیر اعظم نریندر مودی کے ویژن کو حاصل کرنے کی خاطر ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے ای پی ایف او نے 12 اپریل 2017 کے گزٹ نوٹیفکیشن نمبر جی ایس آر 351 (ای) کے ذریعے ای پی ایف اسکیم 1952 میں ترمیم کی ہے تاکہ ای پی ایف ممبروں کو کُل جمع ہوئے پراویڈینٹ فنڈ میں سے 90 فیصد تک فنڈ نکالنے کی اجازت دے گا۔

قابل استطاعت مکان کی خریداری میں امداد دی جاسکے اور ہاؤسنگ کے قرض کی قسطوں کی ادائیگی میں سہولت پیدا کی جاسکے۔ اس اسکیم کا خاص مقصد مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے ہاؤسنگ کے پروگراموں سے مربوط ورکروں کیلئے مکانات کی تعمیر میں مدد کرنا ہے۔

اس اسکیم کی خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:1- ورکروں کیلئے مکان کی ضرورت کی فراہمی کی خاطر تمام فریقوں یعنی ورکروں، آجروں، مالی اداروں اور ہاؤسنگ ایجنسیوں کو اکٹھا کرنا۔ مشترکہ کارروائی کیلئے ہاؤسنگ سوسائٹیاں بنانا جو 10 یا زیادہ ارکان کے ساتھ ایک سوسائٹی کو رجسٹرڈ کیا جاسکتا ہے۔ سوسائٹی سرکاری؟ پرائیویٹ ہاؤسنگ سہولیات فراہم کرنے والوں سے مکان کا بندوبست کرے گی، متعلقہ پراویڈینٹ فنڈ کے دفتر میں فنڈ اور تعاون کا سرٹیفکٹ حاصل کرنے کیلئے سوسائٹی کے ذریعے درخواست دی جائے گی۔ ای پی ایف کی بچت کے فنڈ کو ورکروں کیلئے سستے مکانات تعمیر کرنے کیلئے استعمال کرنا، پراویڈنٹ فنڈ میں جمع رقم کا 90 فیصد تک رقم نکالنے کی اجازت دینا۔

بینک فائنانس کرنے والی ایجنسیاں ای ایم آئی طے کرنے کی خاطر ای پی ایف اسکیم کی دفعہ 68 بی ڈی (3) کے تحت رقم نکالنے کیلئے کمشنر کے ذریعہ جاری کردہ سرٹیفکٹ کا استعمال کرسکتی ہیں۔ قرضوں کی مکمل؍جزوی ادائیگی کیلئے ماہانہ پی ایف تعاون۔ اس طرح رقم نکالنے کیلئے اہل ہونے کی شرط میں نرمی کی گئی ہے اور اب ای پی ایف کی رکنیت کے عرصے کو کم از کم پانچ سال سے گھٹا کر تین سال کردیا گیا ہے۔ ایسے ممبروں کیلئے جن کی سالانہ آمدنی پردھان منتری آواس یوجنا میں دی گئی رقم سے کم ہے، وہ مجاز ایجنسی ہڈکو اور نیشنل ہاؤسنگ بینک کے ذریعے ہاؤسنگ اور شہری غریبی کے خاتمے کی وزارت کے تحت قرض سے منسلک سبسڈی کی اسکیم (سی ایل ایس ایس) میں 2.20 لاکھ روپے تک کی سود پر سبسڈی حاصل کرسکتے ہیں۔

انفرادی طور پر مکان کے قرض کی ادائیگی کیلئے قرض دینے والی ایجنسی کو براہ راست قسطوں کی ادائیگی کیلئے پی پی ایف او کو اختیار دیا جاسکتا ہے۔

گھریلو اور بیرونی سیاحوں دونوں کی تعداد میں سال 2016 میں اضافہ

☆ سیاحت کی وزارت کے مارکیٹ ریسرچ کے ڈویژن نے ریاستوں/ مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں گھریلو اور غیر ملکی سیاحوں کی آمد کے گوشوارے، مختلف ریاستی سرکاروں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے انتظامیہ سے حاصل کئے۔ 2016 کے ان گوشواروں کی خاص خاص باتیں مندرجہ ذیل ہیں: گھریلو سیاحوں کی ریاستوں/ مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں آمد سال 2016 کے دوران ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں 1613.55 ملین گھریلو سیاحوں نے دورہ کیا جبکہ 2015 میں یہ تعداد 1431.97 تھی۔ 2015 کے مقابلے یہ ترقی 12.68 فیصد رہی۔ سال 2016 کے دوران، گھریلو سیاحوں کی آمد، تعداد کے لحاظ سے جن ریاستوں کے نام 10 سرفہرست ریاستوں میں ہیں وہ ہیں: تمل ناڈو 34881، اتر پردیش 211.71 آندھرا پردیش، 153.16، مدھیہ پردیش 150.49، کرناٹک 129.76، مہاراشٹر 176.52، تلنگانہ 95.16، مغربی بنگال 74.46، گجرات 42.25 اور راجستھان 41.5۔

سال 2016 کے دوران ان دس سرفہرست ریاستوں کے سیاحوں کی تعداد کُل گھریلو سیاحوں کی تعداد کی 84.21 فیصد تھی۔ تملناڈو، اتر پردیش اور آندھرا پردیش بالترتیب پہلے، دوسرے اور تیسرے نمبر پر ہیں۔ یہ تعداد 2016 میں ڈی ٹی وی کے لحاظ سے ہے۔ مدھیہ پردیش کا نمبر چوتھا اور کرناٹک کا نمبر پانچواں ہے۔ 2016 کے دوران گھریلو سیاحوں کی تعداد کے لحاظ سے تین سرفہرست ریاستیں/ مرکز کے زیر انتظام علاقے، مدھیہ پردیش 93، پنجاب 50.03، انڈمان نکوبار جزیرے 29.62 تھے۔

ریاستوں/ مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں غیر ملکی

سیاحوں کی آمد سال 2016 کے دوران ریاستوں/ مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں غیرملکی سیاحوں کی تعداد 24.71 ملین تھی جبکہ سال 2015 میں یہ تعداد 23.33 ملین تھی۔ سال 2015 کے مقابلے 5.92 فیصد ترقی ہوئی۔

سال 2016 کے دوران غیرملکی سیاحوں کی تعداد جن دس ریاستوں میں سب سے زیادہ رہی وہ اس طرح ہیں۔ تملناڈو 4.72، مہاراشٹر 4.67، اترپردیش 3.16، دلّی 2.52، مغربی بنگال 1.53، راجستھان 1.51، کیرالا 1.04، بہار 1.01، گوا 0.68 اور پنجاب 0.66۔

سال 2016 کے دوران ان دس سرفہرست ریاستوں میں غیرملکی سیاحوں کی تعداد ملک میں کُل غیرملکی سیاحوں کی تعداد کی 87.02 فیصد رہی۔ 2016 میں سرفہرست آٹھ ریاستوں نے اپنا پچھلے سال کا درجہ برقرار رکھا جبکہ پنجاب اُن دس سرفہرست ریاستوں میں شامل ہوگیا جن میں سب سے زیادہ غیرملکی سیاح آئے۔ 2016 کے دوران غیرملکی سیاحوں کی تعداد میں شرح ترقی کے لحاظ سے جو تین ریاستیں سرفہرست رہیں وہ ہیں پنجاب 172.21، سکم 71.55 اور چھتیس گڑھ 44.2۔

اسمارٹ سٹی کے لئے 30 مزید شہر منتخب

☆مرکزی حکومت نے 25 جون، 2015 کو شروع کی گئی اسمارٹ سٹی مشن کے تحت ڈیولپ کرنے کے لئے نامزد شہروں کی فہرست میں 30 مزید شہروں کے نام کا اعلان کیا ہے۔ جس کے بعد اب تک اسمارٹ سٹی کے طور پر ڈیولپ کرنے کے لئے نامزد شہروں کی کل تعداد 90 ہو گئی ہے۔

شہری ترقیات اور ہاؤسنگ و شہری غربت کے خاتمے کے وزیر جناب وینکیا نائیڈو نے شہرکاری سے متعلق ایک ورک شاپ میں مطلع کیا کہ اسمارٹ شہروں کے انتخاب کے مقابلے کے لئے 40 شہروں کا کوٹہ مقرر تھا ،جس میں 45 شہروں کے مقابلے میں سے 30 شہر منتخب کئے گئے ہیں تا کہ وزیراعظم نریندر مودی کے ذریعہ شروع کئے گئے مشن کے تحت شہروں کو ترجیحاتی بنیادوں پر عوام کی توقعات اور امیدوں کے عین مطابق یقینی بنایا جا سکے۔ اعلان کردہ شہروں کی فہرست درج ذیل ہے:۔ تریوندرم (کیرالہ)، نیا رائے پور (چھتیس گڑھ)، راجکوٹ (گجرات)، امراوتی (آندھراپردیش)، پٹنہ (بہار)، کریم گنج (تلنگانہ)، مظفرپور (بہار)، پوڈوچیری (پوڈوچیری)، گاندھی نگر (گجرات)، سری نگر (جموں وکشمیر)، ساگر (مدھیہ پردیش)، کرنال (ہریانہ)، ستنا (مدھیہ پردیش)، بنگلورو (کرناٹک)، شملہ (ہماچل پردیش)، دہرہ دون (اتراکھنڈ)، تیروپ پور (تمل ناڈو)، پمپری چنچ واڑ (مہاراشٹر)، بلاس پور (چھتیس گڑھ)، پاسی گھاٹ (اروناچل پردیش)، جموں (جموں وکشمیر)، داہود (گجرات)، ترون ویلی (تم ناڈو)، تھوتو کودی (تمل ناڈو)، تروچراپلی (تمل ناڈو)، جھانسی (اتر پردیش)، آئزوال (میزورم)، الہ آباد (اتر پردیش)، علی گڑھ (اتر پردیش) اور گنگٹوک (سکم) شامل ہیں۔ مسٹر نائیڈو نے مطلع کیا کہ اعلان کردہ 30 شہروں کے لئے اسمارٹ سٹی منصوبے کے تحت 57393 کروڑ روپئے خرچ کئے جانے کی تجویز ہے۔ اس کے ساتھ ہی کل 90 شہروں کو اسمارٹ سٹی بنانے کے لئے وضع کردہ رقم 191155 کروڑ روپئے ہوگئی ہے۔

وزیر موصوف نے کہا کہ اسمارٹ سٹی مشن کے تحت باقی ماندہ 10 شہر، 20 شہروں کے مقابلے میں سے منتخب کئے جائیں گے، یہ ہیں ایٹانگر (اروناچل پردیش)، بہار شریف (بہار)، دیو (دمن اور دیو)، سیواسا (دادرا اور نگر حویلی)، کوراتّی (لکش دیپ)، نوی ممبئی، گریٹر ممبئی اور امراوتی (مہاراشٹر)، امپھال (منی پور)، شیلانگ (میگھالیہ)، ڈنڈی گل اور ایروڈ (تمل ناڈو)، بدھان نگر، درگاپور اور ہلدیہ (مغربی بنگال)، میرٹھ، رے، بریلی، غازی آباد، سہارن پور اور رام پور (یو پی)۔ وزیر موصوف نے بتایا کہ اسمارٹ سٹی کے طور پر مزید تعداد میں فروغ دینے کے لئے شہروں کے انتخاب کا کام وقت سے آگے چل رہا ہے اور بقیہ شہروں جلد ہی از نظر ثانی شدہ منصوبہ داخل کردیں گے۔

وینکیا نائیڈو نے کہا کہ اسمارٹ سٹی کا فروغ مرکز کے ذریعہ تھوپا ہوا نہیں بلکہ شہری حکومتوں اور شہریوں کا مشترکہ وژن ہے۔

☆شہری ترقی کے مرکزی وزیر مسٹر ایم وینکیا نائیڈو نے اس بات پر زور دیا کہ اسمارٹ سٹی کی تیاری متعلقہ شہری حکومتوں اور شہریوں کا ایک مشترکہ وژن ہے اور اسے مرکزی حکومت کے ذریعہ تھوپا نہیں گیا ہے۔ کچھ حلقوں کی طرف سے اس نکتہ چینی کو مسترد کرتے ہوئے کہ اسمارٹ سٹی مشن بڑے لوگوں کا مشن ہے، انہوں نے آج یہاں شہری تبدیلی کے موضوع پر ایک قومی ورکشاپ سے

خطاب کرتے ہوئے اسمارٹ سٹی مشن کے مقاصد اور ڈیزائن پر تفصیل سے تبادلہ خیال کیا۔مسٹر نائیڈو نے واضح کیا کہ مشن کے رہنما خطوط رقبے کی بنیاد پر ترقی کیلئے مشن والے شہروں میں رقبے کے معاملے میں کوئی پابندی عائد نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا کہ مالی وسائل میں کمی، نامناسب منصوبہ بندی اور منصوبے کو نافذ کرنے کی صلاحیت میں کمی کی وجہ سے شروع میں نسبتاً چھوٹے علاقوں کے ساتھ بنیادی ڈھانچے پر زور دیا جائے گا۔اس معاملے کی مزید وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ منصوبہ بندی اور عملدرآمد میں کمی کی وجہ سے مشن سٹی میں نسبتاً کم رقبے کے علاقے کو چنا جاتا ہے تاکہ بنیادی ڈھانچے کی کمی کو پورا کیا جاسکے۔

اس معاملے میں مزید وضاحت کرتے ہوئے مسٹر نائیڈو نے کہا کہ ویلور میں ترقی کیلئے 55 فیصد کل آراضی کا تقریبا 55 فیصد اور کُل شہری علاقہ 24 فیصد ہوسکتا ہے۔جناب نائیڈو نے مزید کہا کہ یہ بات کہنا غلط ہوگا کہ اسمارٹ سٹی مشن کے تحت رقبے پر مبنی ترقی اور علاقے کے لوگوں میں وسیع اختلاف ہے البتہ اس سے کئی دیگر شہریوں کو اور کچھ دیگر طریقوں سے فائدہ حاصل ہوگا۔

اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہ اسمارٹ سٹی ڈیولپمنٹ سے کس طرح عام آدمی کو فائدہ ہوگا، مسٹر نائیڈو نے کہا کہ آج 30 اسمارٹ سٹی کا اعلان کیا گیا ہے جن میں سے 25 نے قابل استطاعت ہاؤسنگ پروجیکٹوں کی تجویز رکھی ہے جس سے شہری غریبوں کو فائدہ حاصل ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ یہی وجہ کہ اسمارٹ سٹی پروجیکٹوں محض ریئل اسٹیٹ کے پروجیکٹ نہیں ہیں، جن کا کوئی دوسرا مقصد نہیں ہے۔

ریلوے کا شمال مشرقی خطے میں اپنے بنیادی ڈھانچے کو بہتر بنانے پر زور

☆ ریلوے کی وزارت شمال مشرقی خطے میں ریلوے کے بنیادی ڈھانچے کو بہتر بنانے پر زبردست زور دے رہی ہے۔شمال مشرقی خطے میں، شمال مشرقی سرحدی ریلوے کے ذریعے خدمات فراہم کی جاتی ہیں جن میں 8 ریاستیں یعنی آسام، اروناچل پردیش، ناگالینڈ اور منی پور، میزورم، تریپورہ، میگھالیہ اور سکم شامل ہیں۔شمال مشرقی خطے کی ان 8 ریاستوں میں اب 7 ریاستوں میں ریل نیٹ ورک موجود ہے جبکہ سکم کیلئے نئی ریل لائن پروجیکٹ سیواک- رنگ پو (44 کلو میٹر) کی منظوری دی گئی ہے۔سب سے پہلے شمال مشرقی خطے میں میٹر گیج کی تمام لائن کو بڑے گیج والی لائن میں تبدیل کردیا گیا ہے۔پچھلے تین برسوں میں شمال مشرقی خطے میں مندرجہ ذیل بڑی پیش رفت ہوئی ہے۔

نہارلاگن کو، جو اروناچل پردیش کے دارالحکومت ایٹانگر سے صرف 10 کلومیٹر پہلے ہے، قومی دارالحکومت سے براہ راست ٹرین کے ذریعہ جوڑ دیا گیا ہے۔

چھوٹے گیج سے بڑے گیج میں تبدیلی کے بعد بالی پاڑہ-بھالک پانگ لائن کے شروع ہونے سے اروناچل پردیش کو دوسری بڑی لائن سے کنکٹی ویٹی فراہم کی گئی ہے۔آسام- اروناچل سرحد سے متصل برہمپتر کے شمالی کنارے کی پوری لائن کو رنگیا-مرتو نگ سلیک بڑی لائن شروع ہونے کے ساتھ مربوط کردیا گیا ہے۔دودھ نوئی-مینڈی پاتھر ریلوے لائن شروع ہونے کے ساتھ ہی میگھالیہ بھی ملک کے ریلوے کے نقشے پر آ گیا ہے۔

لمڈنگ-سلچر بڑی لائن کے آغاز کے ساتھ ہی براک وادی ملک میں بڑی لائن کے نیٹ ورک میں شامل ہوگئی ہے۔تریپورہ کے دارالحکومت اگرتلہ کو بھی بڑی لائن کے نیٹ ورک میں شامل کرلیا گیا ہے۔

اروناچل- جریبام سیکشن میں گیج کی تبدیلی کے ساتھ ہی منی پور کی ریاست کو بھی بڑی لائن کے نیٹ ورک کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے۔ کٹھا کل- بھیرابی گیج میں تبدیلی کی تکمیل کے ساتھ میزورم کی ریاست بھی بڑی لائن کے نیٹ ورک میں شامل ہوگئی ہے۔تقریبا 900 کلومیٹر کی چھوٹی لائن کو بڑی لائن میں تبدیل کردیا گیا ہے اور اب شمال مشرقی خطے میں میٹر گیج کی لائن یا چھوٹی لائن پوری طرح ختم ہوگئی۔

شمال مشرقی خطے کیلئے 29 نئی ٹرینیں

شمال مشرقی خطے میں ریلوے کی 20 بڑے پروجیکٹوں پر کام چل رہا ہے جن میں 43771 کروڑ روپے کی لاگت سے اوسطا 1664 کلو میٹر لمبی 12 نئی لائنیں اور 4 لائنوں کو دوہرا کرنے کا کام شامل ہے۔ 17-2016 کے دوران 7143 کروڑ روپے خرچ کئے گئے تھے جبکہ 18-2017 کے بجٹ میں شمال مشرقی خطے میں کام کیلئے 5586 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔9279 کروڑ روپے کی لاگت سے 186 کلو میٹر طویل تین نئی لائنیں اور 3944.32 کروڑ روپے کی لاگت سے 17.3 فی اوسط لمبائی کی دو لائنوں کو دوہرا کرنا شامل ہے۔18-2017 کے بجٹ میں نئی لائنوں کیلئے 18 سروے کرنے کا کام بھی شامل کیا گیا ہے۔

قوم کی تعمیر میں اس سے پہلے لوگ اتنا زیادہ متحد نہیں ہوئے تھے جتنا کہ آج متحد ہیں: وینکیا نائیڈو

☆ شہری ترقی اور اطلاعات ونشریات کے مرکزی وزیر جناب ایم وینکیا نائیڈو نے کہا کہ وزیراعظم جناب نریندر مودی کی زیرقیادت حکومت نے گزشتہ تین برسوں میں قوم کی تعمیر میں لوگوں کو جس قدر متحد کیا ہے اتنا متحد اس سے پہلے وہ کبھی نہیں ہوئے۔مرکزی وزیر نے کہا کہ نریندر مودی حکومت نے لوگوں کو مایوسی سے باہر نکالا ہے اور نئے افق کی طرف ان کی رہنمائی کی ہے اور ہر شہری کو ہندوستانی ہونے پر نازاں بنایا ہے۔ وینکیا نائیڈو نے مزید کہا کہ سماج کے مختلف طبقات کو بااختیار بنا کر تمام لوگوں کی امیدوں اور خواہشات کے ایک نئے ہندوستان کی تعمیر کی مضبوط بنیاد رکھی جاچکی ہے۔حکومت کے تین سال مکمل ہونے کے موقعہ پر کئے گئے اپنے سلسلہ وار کئی ٹوئٹ میں جناب وینکیا نائیڈو نے درج ذیل باتیں کہی ہیں۔

مودی حکومت کے ان تین برسوں میں قوم کو پہلے کے مقابلہ میں آج کہیں زیادہ متحد کیا گیا ہے۔مودی حکومت ترقی یافتہ ہندوستان کی تعمیر کے تئیں عہد بستہ ہے۔ہندوستان تیزی سے ترقی کررہا ہے لوگ مایوسی سے باہر نکل رہے ہیں اور ملک نئے افق کی طرف گامزن ہے۔2014 کا مینڈینٹ بتدریج حقیقی شکل اختیار کررہا ہے۔شکریہ ٹیم انڈیا۔فیصلہ کن، ایماندارانہ، دیکھ ریکھ، اختراعی، جواب دہ اور بااختیار حکمرانی نے لوگوں کی امیدوں اور خواہشات کے نئے ہندوستان کی بنیاد رکھی

ہے۔ گاؤں، غریب، کسان، یوا ، مزدور ،مہیلا، درج فہرست ذات، درج فہرست قبائل اور اقلیتوں کو بااختیار بنانے کا عمل جاری ہے اور ہندوستانیوں اور ہندوستان کی صلاحیت اجاگر ہورہی ہیں۔ مودی حکومت کے تین برسوں نے ہرشہری کو ہندوستانی ہونے پرنازاں نادیا ہے اورخود پریقین اور قیادت پراعتماد کی بحالی سے ہندوستان نئی بلندیوں کو چھونے کے لئے تیار ہے۔ جناب نائیڈو نے جوکہ شہری ترقی کے وزیر بھی ہیں، یہ کہتے ہوئے ٹوئیٹ کیا ہے :۔شہری تبدیلی کے تین برسوں نے ایک ابھرتے ہوئے شہری ہندوستان کی تعمیر سے متعلق شہر اور ریاستی حکومتوں کے اندرنئی توانائی پیدا کی ہے۔ شہریں ایک دوسرے سے مقابلہ آرائی کررہی ہیں اور بہتر شہری زندگی کا وعدہ کررہی ہیں۔شکریہ ٹیم انڈیا۔ پانچ سوا ے ایم آر یوٹی شہروں اور اٹھانوے اسمارٹ شہروں نے شہری ڈھانچہ کو بہتر بنانے اور معیار زندگی کو بہتر کرنے کیلئے ایکشن پلان بنایا ہے۔شہری ڈھانچہ کی بہتری کے لئے اب تک چارلاکھ کروڑسرمایہ کاری کی پچھلے تین برسوں میں منظوری دی گئی ہے۔

جے پی نڈا نے صحت کے قومی مشن کی دسویں مشترکہ جائزہ مشن رپورٹ جاری کی

☆صحت کے مرکزی وزیر جناب جے پی نڈا نے یہاں صحت کے قومی مشن کی 10 دیں مشترکہ جائزہ مشن سی آرایم رپورٹ کے پھیلاؤ کیلئے ایک تقریب کیدوران کہا کہ سرکاری اور نجی سیکٹر حفظان صحت کے معیار کو یقینی بنانا ہماری اہم ترجیح ہے۔ البتہ نئے چیلنجز اس بات کی مانگ کرتے ہیں کہ ہم کو اختراعی حکمت عملی تیار کرنا ہیاور نیئنظریات اور اختراعات کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ساتھ ہی ساتھ ان سے فائدہ اٹھانا ہے تاکہ کوئی بھی شخص ہماری خدمات سے محروم نہ رہ جائے۔ اس موقع پر صحت اور خاندانی فلاح بہبود کے وزرائے مملکت جناب فگن سنگھ کلستے اور محترمہ انوپریہ پٹیل بھی موجود تھیں۔

اس موقع پر منعقد ایک تقریب میں اظہار خیال کرتے ہوئے جناب نڈا نے کوڑھ، ملیریا، کالازار جیسی بیماریوں کو ختم کرنے کیلئے ضروری مضبوط حفظان صحت نظام کوفروغ دیئے جانے کی ضرورت پرزوردیا۔ جناب نڈا نے کہا کہ مضبوط حفظان صحت بہت ضروری ہیں۔ مقررہ وقت اور ڈھانچہ جاتی بیماری کے خاتمے کے منصوبوں کوفروغ دینے کی ضرورت ہے۔ وزیرصحت نے مزید کہا کہ معیار کیا عتبار سے حفظان صحت کی خدمات فراہم کرانے میں بہتری آئی ہے۔ جناب نڈا نے مزید کہا کہ گزشتہ تین سال میں بہت سے نئے اقدامات شروع کئے گئے ہیں۔لاگت کم کی گئی ہے اور رسائی میں وسعت دی گئی ہے جبکہ وزارت نے عام صحت کی دیکھ بھال کی جانب پیش قدمی کی ہے۔ ریاستوں کومکمل حمایت کا یقین دلاتے ہوئےجناب نڈا نے ریاستوں سے کہا کہ وہ خدمات کی فراہمی کیلئے اختراعی پروگرام شروع کرنے کے سلسلے میں اپنی تجاویز کے ساتھ آگے آئیں۔ وزیر موصوف نے کہا کہ مشترکہ این سی ڈی ایس پروگرام کی عام اسکریننگ کے تحت پہلے مرحلے میں 30 سال سے زیادہ کی عمر کے ہرشخص کی ملک کے 100 ضلعوں میں اسکریننگ کی جائیگی۔ آہستہ آہستہ یہ پورے ملک کا احاطہ کریگی اور تقریباً50 کروڑلوگ اس کے تحت آئیں گے،جس سے کہ بروقت مداخلت سے ملک میں بیماری کے بوجھ کوکم کیا جاسکتا ہے۔ وسیلے کے مشترکہ مشن کی ستائش کرتے ہوئے جناب نڈا نے کہا کہ یہ ایک منفرد ہے، کیونکہ ضلعوں اور ریاستوں نے نہ صرف اپنی بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا بلکہ اپنے چیلنجوں سے بھی باخبر ہیں۔شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے صحت اور خاندانی فلاح و بہبود کے وزیرمملکت فگن سنگھ کلستے نے کہا کہ صحت کے قومی مشن سے صحت کے نتائج میں بہتری آئی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ نیشنل ہیلتھ مشن ریاست اور ذیلی ضلع سطحوں پرصحت کے عوامی نظام کومستحکم کرنے میں مسلسل ایک اہم رول ادا کرتا ہے۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے محترمہ انوپریہ پٹیل نے کہا کہ مشترکہ جائزہ مشن صحت کے قومی مشن کے جائزے کیلئے ایک اہم میکنزم ہے۔

نیتی آیوگ کے تحت کئے گئے اقدامات کی اہم جھلکیاں

☆نیتی آیوگ یعنی نیشنل انسٹیٹیوشن فار ٹرانسفارمنگ انڈیا کی تشکیل یکم جنوری 2015 کومرکزی کابینہ کی ایک قرارداد کے ذریعہ کی گئی تھی۔ نیتی آیوگ کا ظہورحکومت ہند کی اولین تھنک ٹینک پالیسی کے طور پر ہوا ہے جس میں وزیراعظم جناب نریندر مودی کی موثر قیادت میں تعاون پرمبنی وفاقیت کے جذبے کو ابھارا گیا ہے۔ اپنے قیام کے وقت سے ہی نیتی آیوگ نے سلسلے وار ایسے متعدد اقدامات کئے ہیں جن کا مقصد معیشت کو رفتار دینا اور ملک بھر کے لاکھوں لوگوں کی زندگیوں کو تبدیل کرنا ہے۔

نیتی آیوگ کے ذریعه کئے گئے اقدامات کی جھلکیاں درج ذیل هیں:

1۔بارہویں پانچ سالہ منصوبہ سے آگے ویژن ڈاکومینٹ ،اسٹریٹجی اور ایکشن ایجنڈا: پندرہ سالوں کی مدت کے لئے طے شدہ سماجی اہداف کے مدنظر 31 مارچ 2017 سے آگے پانچ سالہ منصوبوں کی جگہ نیتی آیوگ پندرہ سالہ ویژن ڈاکومنٹ تیار کررہا ہے۔ 2017-18 سے 2023-24 تک کی مدت پرمحیط ایک سات سالہ اسٹریٹجی ڈاکومنٹ پر بھی کام کیا جارہا ہے تاکہ قومی ترقیاتی ایجنڈا کے ایک حصے کے طور پر طویل ترمدتی ویژن کو ایک قابل نفاذ پالیسی اور ایکشن میں تبدیل کیا جاسکے۔ چودھویں مالیاتی کمیشن ایوارڈ کی مدت کے دوران مالیاتی ذرائع کے امکانات سے وابستہ 2017-18 سے 2019-20 تک کے لئے تین سالہ ایکشن ایجنڈا مکمل ہو چکا ہے اور تیسری گورننگ کونسل کی میٹنگ میں 23 اپریل کو اسے عزت مآب وزیراعظم کو پیش کیا جائے گا۔

زراعت میں اصلاحات

الف۔زمین کو پٹہ دینے کا مثالی قانون

زمین کو پٹہ پر دینے اور پٹہ پر لینے کے بڑھتے واقعات اور کاشتکاروں کی کمتر تعداد کے ساتھ زمین کے غیرمعیاری استعمال کے مدنظر نیتی آیوگ نے زرعی زمین کے پٹہ کا مثالی ایکٹ 2016 وضع کیا ہے تاکہ کرائے دار کے حقوق اور زمین مالکان کے مفاد کا تحفظ دونوں کو تسلیم کیا جاسکے۔ نیتی آیوگ میں زرعی اصلاحات کے لئے ایک سیل کا قیام بھی عمل میں آیا ہے۔ اس مثالی ایکٹ کی بنیاد پر مدھیہ پردیش میں زمین کے پٹہ سے

متعلق ایک علیحدہ قانون نافذ کیا ہے اور اتر پردیش اور اتراکھنڈ میں زمین کے پٹہ سے متعلق اپنے قوانین میں ترمیم کی ہے۔ اڑیسہ، آندھرا پردیش اور تلنگانہ سمیت چند ریاستیں زراعت کے لئے زمین کے پٹہ سے متعلق اپنے قوانین کے نفاذ کے لئے ضوابط وضع کرنے کے پیشگی مرحلے میں پہلے سے ہی ہیں۔

ب۔ زرعی پیداوار کی مارکیٹنگ کمیٹی ایکٹ میں اصلاحات نیتی آیوگ نے 21 اکتوبر 2016 کو تین اہم اصلاحات سے متعلق ریاستوں کے ساتھ صلاح و مشورے کئے ہیں۔

(i) زراعت سے متعلق مارکیٹنگ میں اصلاحات

(ii) پرائیویٹ زمین پر درخ لگانے کے لئے فیلنگ اور رہداری قوانین

(iii) زرعی زمین کو پٹہ پر دینا

بعد ازاں مثالی اے پی ایم سی ایکٹ ورزن 2 کو تیار کیا گیا ہے۔ ریاستوں سے اے پی ایم سی ایکٹ ورزن 2 کو اختیار کرنے کے لئے صلاح و مشورہ کیا جا رہا ہے۔ ت۔ زرعی مارکٹنگ اور کسان دوست اصلاحات کا عدد اشاریہ

نیتی آیوگ نے اب تک کا سب سے پہلا زرعی مارکٹنگ اور کسان دوست اصلاحات کا عدد اشاریہ تیار کیا ہے تا کہ زرعی مارکٹ اصلاحات، زمین کے پٹہ میں اصلاحات اور پرائیویٹ زمین پر پودے لگانے جیسے تین اہم شعبوں میں اصلاحات کرنے کی ضرورت کے بارے میں ریاستوں کو واقف کرایا جا سکے۔ اس عدد اشاریہ میں کم از کم صفر ویلیو والا ایک اسکور رکھا گیا ہے جس کا مطلب اصلاحات نہیں ہے اور زیادہ سے زیادہ 100 ویلیو رکھا گیا ہے جس کا مطلب منتخب شعبوں میں مکمل اصلاحات ہیں۔ نیتی آیوگ کے عدد اشاریہ کے مطابق مختلف زرعی اصلاحات کے نفاذ میں مہاراشٹر کا نمبر سب سے پہلے آتا ہے۔

مہاراشٹر ایک ایسی ریاست ہے جس نے زیادہ تر مارکٹنگ اصلاحات کو اپنے یہاں نافذ کیا ہے اور وہ تمام ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام خطوں میں زرعی تجارت کے کاموں کے لئے بہتر ماحول فراہم کرتا ہے۔ گجرات 100 میں سے 71.50 اسکور کے ساتھ دوسرے نمبر پر آتا ہے۔ اس کے بعد راجستھان اور مدھیہ پردیش کا نمبر آتا ہے۔ تقریباً دو تہائی ریاستیں 17-2016 میں اصلاحات کے اسکور کے نصف حصے تک بھی نہیں پہنچ پائیں ہیں۔ اس عدد اشاریہ کا مقصد ریاستوں کے درمیان ایک صحت مند مسابقہ آرائی کا ماحول پیدا کرنا ہے۔

3۔ طبی تعلیم میں اصلاحات

نیتی آیوگ کے وائس چیئرمین کی سربراہی میں قائم کمیٹی نے میڈیکل کونسل آف انڈیا کو ختم کرنے کی سفارش کی ہے اور طبی تعلیم کو منضبط کرنے کے لئے ایک نئے ادارے کی تجویز پیش کی ہے۔ مجوزہ قومی طبی کمیشن سے متعلق مسودہ قانون پر مزید ضروری کارروائی کے لئے اسے حکومت کے سپرد کر دیا گیا ہے۔

4۔ ڈجیٹل ادائیگی کی تحریک

عوام الناس، بہت چھوٹی صنعتوں اور دوسرے شراکت داروں میں سفارش، بیداری اور مجموعی کوششوں میں تال میل سے متعلق ایک ایکشن پلان تیار کیا گیا ہے۔ اس موضوع پر وسیع تر ترسیل کی غرض سے پرنٹ اور ملٹی میڈیا میں مناسب لٹریچر تیار کئے گئے ہیں۔ حکومت ہند کی مختلف وزارتوں، محکموں، ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام خطوں کے نمائندوں، تجارت اور صنعتی اداروں کے ساتھ ساتھ دوسرے شراکت داروں کی ٹریننگ اور صلاحیت سازی کے لئے نیتی آیوگ نے پریزنٹیشنس اور ملاقاتوں کا اہتمام کیا ہے۔ نیتی آیوگ نے 30 نومبر 2016 کو ڈجیٹل ادائیگیوں سے متعلق وزرائے اعلیٰ کی ایک کمیٹی بھی تشکیل دی ہے جس کے کنوینر آندھرا پردیش کے وزیر اعلیٰ چندرا بابو نائیڈو ہیں تا کہ ملک بھر میں شفافیت، مالی شمولیت اور ایک صحت مند مالیاتی ماحولیاتی نظام کو فروغ دیا جا سکے۔ کمیٹی نے جنوری 2017 میں اپنی عارضی رپورٹ عزت مآب وزیر اعظم کو سونپ دی ہے۔

ڈجیٹل لین دین کے فروغ کے لئے ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام خطوں کو مراعات دینے کے لئے اضلاع کو پچاس کروڑ روپئے دئے جائیں گے تا کہ وہ پانچ کروڑ جن دھن کھاتوں کو ڈجیٹل پلیٹ فارم میں لانے کے لئے معلومات، تعلیم اور مواصلاتی سرگرمیاں انجام دے سکیں۔

بھیم ایپ کے ذریعہ ڈجیٹل ادائیگیوں کے استعمال کو فروغ دینے کے لئے عزت مآب وزیر اعظم نے 14 اپریل 2017 کو نقدی کی واپسی اور ریفرل بونس اسکیمیں شروع کیں ہیں۔

نیتی آیوگ نے سماج کے تمام طبقات میں ڈجیٹل ادائیگیوں کو فروغ دینے کے مقصد سے دو رعایتی اسکیمیں بھی شروع کی ہیں۔ لکی گراہک یوجنا اور ڈیجی دھن ویاپار یوجنا۔ سولہ لاکھ سے زائد صارفین اور تاجروں کو ان دو اسکیموں کے تحت 256 کروڑ روپئے ملے ہیں۔

25 دسمبر سے 14 اپریل تک 100 شہروں میں 100 دن کا ڈیجی دھن میلے کا انعقاد بھی کیا گیا ہے۔

اٹل انوویشن مشن: حکومت نے نیتی آیوگ میں اٹل انوویشن مشن (اے آئی ایم) قائم کیا ہے جس کا مقصد اداروں کا قیام اور پروگرام کا انعقاد کر کے ملک کی اختراعی اور سرمایہ کاری کے نظام کو مضبوط کرنا ہے۔

ہندوستان کے دیہی علاقوں میں قانونی مدد کو منظّم کرنے کے لیے ٹیلی قانون

☆ یہ تجربہ اتر پردیش اور بہار میں عام خدمات کے ایک ہزار مراکز میں کیا جائے گا۔ ہندوستان کے دیہی علاقوں کے کمزور طبقات اور شہریوں کو آسانی سے قانونی مدد پہنچانے کی غرض سے حکومت ہند نے ٹیلی قانون کی ابتدا کی ہے۔ وزارت قانون اور انصاف نے الیکٹرانکس اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کے اشتراک سے پنچایت سطح پر پورے ملک میں خدمات کے عام مراکز کے ذریعہ قانونی مدد فراہم کرے گی۔ پہلے مرحلے میں ٹیلی قانون کی اس اسکیم کا تجربہ اتر پردیش اور بہار کے 500 مراکز برائے عام خدمات میں کیا جائے گا تا کہ چیلنجوں کا پتہ لگایا جا سکے اور اس سے متعلق ضروری اصلاح کی جا سکے۔ یہ تجربہ مذکورہ اسکیم کے ملک گیر سطح پر شروع کرنے سے پہلے کیا جائے گا۔ اس اسکیم کے تحت ایک پورٹل ''ٹیلی قانون'' شروع کیا جائے گا جو ملک کے عام خدمات کے مراکز پر دستیاب ہوگا۔ اس سے عوام ٹیکنالوجی پر مبنی پلیٹ فارم کی

مدد سے قانونی خدمات فراہم کرنے والوں سے جڑ سکیں گے۔ ٹیلی قانون خدمات کے عام مراکز پر دستیاب ویڈیو کانفرنسنگ کے ذریعہ وکیلوں سے قانونی مشورہ حاصل کرنے میں لوگوں کو مدد پہنچانے میں مددگار ہوگا۔ اس کے علاوہ قانون اسکول کلینکس، ضلعی قانونی خدمات کے حکام، رضا کارانہ خدمات فراہم کرنے والے اور غیر سرکاری تنظیمیں جو قانونی مدد اور تفویض اختیارات سے متعلق ذمہ داری انجام دے رہے ہیں ان کو خدمات کے عام مراکز سے کہیں بھی اور کسی وقت بھی جوڑا جا سکتا ہے تاکہ کمزور طبقات کی انصاف تک رسائی کو مستحکم کیا جا سکے۔ نیشنل لیگل سروس اتھارٹی ریاستی راجدھانی سے وکیلوں کا ایک پینل فراہم کرے گا جو کہ ویڈیو کانفرنسنگ کے ذریعہ قانوی مشورہ فراہم کرنے کے لیے ملک کے سی ایس سی پر دستیاب ہوگا۔ نگرانی اور تشخیص کا ایک مضبوط نظام بھی تیار کیا جا رہا ہے جو فراہم ہونے والے قانونی مشورہ کے معیار کا جائزہ لے گا۔

ٹیلی قانون کی ابتدا کا اعلان کرتے ہوئے الیکٹرانکس، انفارمیشن ٹیکنالوجی، قانون و انصاف کے وزیر مسٹر روی شنکر پرساد نے کہا کہ وہ ٹیلی قانون کی ابتدا کر کے بہت خوش ہیں جس کے تحت سی ایس سی کے ذریعہ غریبوں کو قانونی مدد فراہم کی جائے گی۔

ٹیلی قانون انصاف تک رسائی اور غریبوں کو تفویض اختیار سے متعلق ہماری عہد بستگی کو یقینی بنانے میں مددگار ہوگا۔ خدمات کے عام مراکز اور پیرا قانونی رضا کار ہندوستان کے دیہی علاقوں میں مقدمہ کرنے والوں کو ڈیجیٹل طور پر معاشی اعتبار سے خصوصی قانونی مشورہ فراہم کرے گا۔

ہمارے جیسے معاشرے کے لیے ایک ذمہ دار پریس کی ضرورت ہے: حامد انصاری

☆ نائب صدر جمہوریہ محمد حامد انصاری نے کہا ہے کہ ہمارے جیسے معاشرے کے لیے ایک ذمہ دار پریس کی ضرورت ہے۔ حامد انصاری بنگلور میں نیشنل ہیرالڈ کے یادگاری ایڈیشن کے آغاز کے موقع پر اظہار خیال کر رہے تھے۔ اس موقع پر کرناٹک کے گورنر جناب وجو بھائی رودابالی والا کرناٹک کے وزیراعلی مسٹر کے سدارمیا اے آئی سی سی کے نائب صدر راہل گاندھی اور دیگر شخصیات بھی موجود تھیں۔ نائب صدر نے کہا کہ ہندوستان میں صحافت کی تاریخ ہماری آزادی کی جدوجہد کی تاریخ سے کافی جڑی ہوئی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ پریس (ذرائع ابلاغ) نے ہمارے عوام کو باخبر رکھنے اور ان میں بیداری پیدا کرنے میں ایک اہم رول ادا کیا ہے۔

نائب صدر نے کہا کہ پوسٹ ٹروتھ اور متبادل حقائق کے اس دور میں جہاں اشتہاری اداریہ اور جوابی فیچر اداریہ کی اہمیت کو ختم کر دیتے ہیں ہم پریس کے نہرو کے ویژن کو یاد کرتے ہیں جنہوں نے جمہوریت میں ایک نگراں کی حیثیت سے اپنا رول ادا کیا اور ان اصولوں کی پاسداری کی جو ان کی صحافت کو با اختیار بناتی ہے۔

انہوں نے مزید کہا کہ ہماری آئینی فریم ورک کے تحت ریاستوں کے ذریعے مداخلت کی گنجائش ہے تاکہ پریس اور معاشرے کے کام کاج کو یقینی بنایا جا سکے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ان قوانین میں یہ گنجائش ہے کہ ریاستوں کی مذکورہ مداخلت بڑے پیمانے پر عوامی مفاد میں ہو۔ نائب صدر نے کہا کہ جواہر لعل نہرو نے ایک آزاد، ایماندار اور غیر جانبدار پریس کا تصور پیش کیا اور انہوں نے آزاد ہندوستان میں میڈیا کے افراد کے مفادات کی نگرانی کی۔

انہوں نے مزید کہا کہ ورکنگ جرنلسٹ ایکٹ جس میں صحافیوں کو بڑی حد تک تحفظ فراہم کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور پریس کی آزادی کو یقینی بنایا گیا ہے، کافی حد تک ان کا ایک اہم کارنامہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ نیشنل ہیرالڈ نے 1938 میں لکھنؤ سے اپنی اشاعت شروع کی تھی اور جلد ہی یہ آزادی کی تحریک بن گیا۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستانی صحافی محض خبریں فراہم کرنے والے نہیں تھے، بلکہ وہ مجاہدین آزادی اور سماجی کارکن بھی تھے۔ جنہوں نے نہ صرف ہندوستان کو غیر ملکی تسلط سے چھٹکارا دلایا، بلکہ سماجی امتیاز، ذات پات، فرقہ پرستی اور بھید بھاؤ سے بھی چھٹکارا دلایا۔ مختلف صلاحیت کے حامل بچے

اختراعی ور حوصلہ مند مہم انویا ترا کے لئے بہترین سفیر ثابت ہو سکتے ہیں: نائب صدر جمہوریہ

☆ نائب صدر جمہوریہ حامد انصاری نے کہا ہے کہ دوسری طرح کی صلاحیت رکھنے والے یعنی معذور بچے 'انویا ترا' کے لئے بہترین اور حوصلہ مند سفیر ثابت ہو سکتے ہیں۔ یہ پروگرام ان لوگوں کو ساتھ لے کر چلنے کی ایک خصوصی مہم ہے جن کی خاص ضرورتیں ہیں۔ وہ آج تھرواننتا پورم میں کیرالہ سرکار کی انویا ترا مہم کے تحت ایک پروگرام سے خطاب کر رہے تھے۔ کیرالہ کے گورنر جسٹس ریٹائرڈ مسٹر پی ستھا سیوم، کیرالہ کے وزیراعلی مسٹر پناراوی وجین، حکومت کیرالہ کی صحت اور سماجی انصاف کے محکمہ کی وزیر محترمہ کے کے شیلجا ٹیچر، تھرواننتا پورم کے میئر مسٹر وی کے پرسنت اور دیگر معزز افراد بھی اس موقع پر موجود تھے۔ نائب صدر جمہوریہ نے کہا کہ یہ پروگرام دنیا تک یہ بات پہنچانے کا ایک نادر ذریعہ ہے کہ یہ بچے معذور نہیں ہیں یا دوسری طرح کی صلاحیت نہیں رکھتے بلکہ خاص صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ انہوں نے کہا کہ خاص ضرورتوں کے حامل افراد کے لئے اور انہیں سماج سے مربوط بنانے کے لئے روپے پیسے کی اب بھی کمی ہے۔ نائب صدر جمہوریہ نے اس موقع پر اپنی تقریر میں پروگرام کے افتتاح کے لئے مدعو کئے جانے پر کیرالہ کے وزیراعلی کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے بتایا کہ اقوام متحدہ کی طرف سے کرائے گئے ایک سروے کے مطابق ہمارے ملک کی 1.67 فی صد آبادی جو 19 سال تک کی عمر کے بچوں پر مشتمل ہے، اسے خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔

ایک اندازے کے مطابق ہندستان میں تقریباً ایک کروڑ 20 لاکھ بچوں کو خصوصی توجہ کی ضرورت ہے جبکہ ان میں سے صرف ایک فیصد کی اسکولوں تک رسائی ہے۔ نائب صدر نے کہا کہ مختلف نوعیت کی صلاحیت رکھنے والے یہ بچے اس بینظیر اور حوصلہ مند مہم کے لئے بہترین سفیر کا کام انجام دے سکتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر ان بچوں پر تھوڑی سی زیادہ توجہ دی جائے اور ان کی حوصلہ افزائی کی جائے تو یہ بہترین صلاحیتوں کے حامل ہو سکتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ انہیں یقین ہے کہ بہترین

صلاحیتوں کے مالک اور لگن سے کام کرنے والے یہ بچے تھوڑی سی توجہ سے نہ صرف کامیابی حاصل کریں گے بلکہ بہت سے دوسرے لوگوں کو بھی چیلنج پر قابو پانے اور اپنے خوابوں کو مکمل کرنے کے لئے فیضان کا باعث ہوں گے۔

بجلی، کوئلہ، نئی اور قابل تجدید توانائی اور کانکنی کی وزارتوں کی تین سال کی کامیابیاں اور اقدامات

☆بجلی، کوئلہ، نئی وقابل تجدید توانائی اور کانکنی کے مرکزی وزیر مملکت (آزادانہ چارج) جناب پیوش گوئل نے نئی دہلی میں اپنی زیر نگرانی وزارتوں کی پچھلے تین سال کے دوران کامیابیوں کی تفصیلات کو اجاگر کرنے کیلئے میڈیا سے خطاب کیا۔ جناب گوئل نے ویڈیو کانفرنسنگ کے ذریعے احمد آباد، بینگلورو، بھوبنیشور، جے پور، کولکاتا، لکھنؤ اور پٹنہ، 7 شہروں کے میڈیا سے بھی خطاب کیا۔ جناب گوئل نے بتایا کہ 24 گھنٹے ساتوں دن سبھی کو سستی اور صاف بجلی فراہم کرنے اور قومی ترقی کیلئے قدرتی وسائل کا زیادہ سے زیادہ استعمال اجوول بھارت کیلئے بہت اہم ہیں، جو جناب وزیر اعظم نریندر مودی کے ویژن ''نیا بھارت'' کو پورا کرنے میں مددگار ہوں گے۔ پچھلے تین برسوں کے دوران بجلی، کوئلہ، نئی وقابل تجدید توانائی اور کانکنی کی وزارتوں نے اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے قابل قدر پیشرفت کی ہے۔ وزیر موصوف نے بتایا کہ کس طرح چاروں وزارتوں نے 'اجوول بھارت' کے مقصد کو حاصل کرنے کیلئے 6 بنیادی اصولوں پر کام کیا ہے۔ یہ اصول ہیں: سلب (قابل رسائی بجلی)، ستی (سستی بجلی)، سووچھ (صاف بجلی)، سنیوجت (اچھی طرح سے منصوبہ بند بنیادی ڈھانچہ بھارت کے مستقبل کیلئے)، سنشچت (سب کیلئے بجلی کی یقینی فراہمی) اور سرکشت (بھارت کے ہر شہری کو شفاف حکمرانی اور ان کے مستقبل کو محفوظ بناتے ہوئے بااختیار بنانا)۔

جناب گوئل نے چار شعبوں، یعنی مرکزی حکومت، ریاستی حکومتیں، بجلی سیکٹر کے فریقین (پرائیویٹ اور سرکاری) کانکنی کے سیکٹر کے فریقین اور سرمایہ کار، صارفین اور شہریوں وغیرہ پر زور دیا کہ وہ ہر بھارتی شہری کی سیوا (خدمت) کے واحد مقصد سے ایک دوسرے کے ساتھ تال میل کے ساتھ کام کریں۔

چاروں وزارتوں کی بڑی کامیابیوں کی مختصر تفصیل بتاتے ہوئے جناب گوئل نے مندرجہ ذیل کو اجاگر کیا۔

کوئلہ: بجلی کیلئے کوئلے کی مناسب سپلائی اور اضافی ذخیرے کو یقینی بنانے کیلئے حکومت نے 2019-20 تک 100 کروڑ ٹن گھریلوں کوئلہ پیدا کرنے کا نشانہ مقرر کیا ہے۔ 2014 سے اب تک تین سال میں کوئیلے کی پیداوار میں 9.2 کروڑ ٹن کا اضافہ ہوا ہے۔ یہ اضافہ 2014 سے 7 سال پہلے تک نہیں ہوا۔ 2014 میں تقریبا دو تہائی بجلی کے پلانٹ کوئلے کی کمی سے جوجھ رہے تھے لیکن اب کوئلے کی کوئی کمی نہیں ہے۔ کوئلے کی درآمدات میں کمی کے ساتھ ساتھ ملک کو خود کفیل بنانے کے اقدام سے 25900 کروڑ روپے کا زرمبادلہ کی بچت کی گئی ہے۔

کم کوئلے سے زیادہ بجلی کے اصول کے نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ 2016-17 میں 0.63 کلوگرام کوئلہ ایک کے ڈبلیو ایچ بجلی بنانے کیلئے استعمال ہوتا ہے جبکہ 2013-14 میں اتنی بجلی بنانے کیلئے 0.69 کلوگرام کوئلہ استعمال ہوتا تھا۔ اس سے کوئلے کے استعمال میں 8 فیصد کی کمی کا اظہار ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے بجلی نہ صرف سستی ہوئی ہے بلکہ زیادہ صاف بھی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ چار کروڑ ٹن کوئلے کی بجلی کے پلانٹوں کے قریب والی کانوں سے خریداری سے بھی تقریبا 3 ہزار کروڑ روپے کی بچت ہوئی ہے۔

بجلی: تمام ریاستوں ''سب کیلئے بجلی'' کے معاہدے پر دستخط کئے ہیں جس سے امداد باہمی پر مبنی وفاقیت کے اصول کے تئیں حکومت کے عہد کا اظہار ہوتا ہے۔ ''شکتی'' (بھارت میں کوئلے کو نکالنے اور مختص کرنے کے شفاف عمل کی اسکیم) ایک یکسر تبدیلی والی پالیسی ہے جس میں بجلی کے پلانٹوں کے قریب کانوں کے کوئلے کی نیلامی اور الاٹمنٹ سستی بجلی، کوئلے کی سستی رسائی اور کوئلے کے الاٹمنٹ میں جوابدہی کو یقینی بنایا جاتا ہے۔ ''میگا پاور پالیسی''، مستقبل کیلئے بجلی کی خریداری کے معاہدوں کیلئے مقابلہ جاتی نیلامی میں سہولت پیدا کرے گی اور طویل مدتی پروجیکٹوں پر عمل کو یقینی بنائے گی۔

اپریل 2014 سے مارچ 2017 تک روایتی بجلی میں اب تک کا سب سے بڑا 60 جی ڈبلیو کا اضافہ ہوا۔ منتقلی کی صلاحیت میں تقریبا 40 فیصد کا اضافہ، اور ٹرانسمیشن کی لائنوں میں ایک چوتھائی سے زیادہ کا اضافہ ہوا ہے۔ جبکہ کوئلے یا بجلی کی کوئی کمی نہیں ہوئی۔ ''ایک ملک ایک گرڈ اور ایک قیمت'' کی پالیسی ریاستوں کیلئے سستی شرح پر اضافی بجلی کی دستیابی سے مزید مستحکم ہوئی ہے۔ پہلی مرتبہ 2016-17 میں بھارت بجلی کا برآمد کار بن گیا ہے۔

اودے (اجوول ڈسکام ایشورنس یوجنا) تقسیم کاری کے سیکٹر میں جامع اصلاحات کی وجہ سے بہت اچھی پیش رفت ہوئی ہے اور ڈسکام (بجلی تقسیم کرنے والی کمپنیاں) کو 2.32 لاکھ کروڑ روپے کے اودے بانڈ جاری کرنے سے تقریبا 12 ہزار کروڑ روپے کی بچت ہوئی ہے۔ یہ بچت صارفین کو سستی بجلی فراہم کرنے میں مدد کرے گی۔ اصلاحات کے ذریعے بھارت عالمی بینک کی ''بجلی کے حصول میں آسانی'' کی درجہ بندی میں 2015 میں 99 ویں پوزیشن سے اٹھ کر 2017 میں 26 ویں پوزیشن پر آ گیا ہے۔

حکومت پنڈت دین دیال اپادھیائے کے فلسفے ''انتودیہ'' پر کام کر رہی ہے جس کا مطلب ہے کہ آخری آدمی تک پہنچنا۔ اس عظیم فلسفی، انسانیت نواز اور قوم کے صدسالہ یوم پیدائش کے سال کو ''غریب کلیان ورش'' کے طور پر منایا جا رہا ہے۔ دیہی برق کاری کی اہم اسکیم ڈی ڈی یو جی جیوائی (دین دیال اپادھیائے گرام جیوتی یوجنا) پر خصوصی توجہ دی جا رہی ہے۔ ایسے 18452 گاؤوں میں سے، جن میں بجلی نہیں ہے (اپریل 2015 تک) 4 ہزار سے بھی ایسے گاؤوں باقی بچیں گے جن میں 2018 تک بجلی نہ پہنچائی جاسکے۔ نہ صرف ہر گاؤں میں بلکہ ہر گھر میں بجلی کی فراہمی کو یقینی بنانے کیلئے حکومت نے 2022 تک ہر گھر کو بجلی فراہم کرنے کا ہدف مقرر کیا ہے۔ ریاستوں کے ذریعے فراہم کئے گئے اعداد وشمار کے مطابق تقریباً 4.5 کروڑ مکانوں میں بجلی نہیں ہے۔

بھارت کو توانائی کے زیادہ استعمال کے اقدامات کیلئے عالمی سطح پر تسلیم کیا گیا ہے۔ اجالہ کے تحت 23

کروڑ سے زیادہ ایل ای ڈی بلب تقسیم کئے جا چکے ہیں جس سے 12400 کروڑ روپے کی بجلی بچائی گئی ہے اور سالانہ 2.5 ٹن کروڑ مضر گیسوں کے اخراج میں کمی ہوئی ہے۔ نئی اور قابل تجدید توانائی: جیسا کہ بھارت کے وزیراعظم نے اعلان کیا ہے، بھارت ماحولیات کے تحفظ کے تئیں مکمل طور پر عہد بستہ ہے جو ہمارے لئے عقیدت کی حیثیت رکھتا ہے۔ 2016-17 میں بھارت نے 2022 تک 175 جی ڈبلیو قابل تجدید توانائی حاصل کرنے کے ایک اہم سنگ میل طے کیا ہے۔ مقابلہ جاتی نیلامی کا طریقہ متعارف کرا کے حکومت نے اس بات کو یقینی بنایا ہے کہ قابل تجدید توانائی سستی اور صارفین کیلئے پسندیدہ ہوسکتی ہے۔ 2016-17 میں شمسی توانائی (2.44 روپے) اور بادی (3.46 روپے) توانائی کی سب سے کم قیمت رہی۔ 2016-17 میں ایک اور زبردست پیش رفت ہوئی ہے اور یہ اس سال قابل تجدید توانائی میں صلاحیت میں اضافہ روایتی توانائی میں اضافے سے کافی زیادہ رہا۔ پچھلے سال بھی شمسی اور بادی توانائی میں سب سے زیادہ اضافہ ہوا۔

کانکنی: ٹھوس پالیسی اور ٹیکنالوجی کے اشتراک سے

حکومت نے کانکنی کے سیکٹر میں شفافیت پیدا کرنے اور قدرتی وسائل کے سب سے بہتر استعمال کو یقینی بنانے کا ایک منصوبہ شروع کیا ہے۔ معدنیات کی تلاش کی قومی پالیسی 2016 کا مقصد نیشنل ایرو جیوفزیکل میپنگ پروجیکٹ کے ذریعے تلاش کی کارروائی کو تیز کرنا ہے جس میں 2019 تک 27 لاکھ لائن کلومیٹر ایرو جیو فیزیکل اعداد و شمار حاصل کئے جائیں گے جبکہ پچھلے 30 برسوں میں 7 لائن کلومیٹر حاصل کئے گئے تھے۔ 24 معدنی بلاکس کی شفاف طریقے سے نیلامی سے کانوں کی پٹے کی مدت کے علاوہ ریاستوں کو ایک لاکھ کروڑ روپے کا اضافی روینیو حاصل ہوگا۔ خلائی ٹیکنالوجی کے استعمال کے ذریعے کانکنی کی نگرانی کا نظام (ایم ایس ایس) غیر قانونی کانکنی پر روک لگانے کیلئے ایک خفیہ آنکھ کے طور پر کام کرتی ہے۔ اس بات کو یقینی بنانے کیلئے کانکنی کی سرگرمیوں کے فوائد سے متاثرہ لوگوں کو فائدہ حاصل ہو، حکومت نے پردھان منتری کھنیج شیتر کلیان یوجنا شروع کی ہے جس کے تحت معدنیات سے مالا مال بارہ ریاستوں میں گیاری کا احاطہ کیا جا چکا ہے۔ پی ایم کے کے کے وائی کے تحت ڈسٹرکٹ منرل فاؤنڈیشن (ڈی ایم ایف) نے 2016-17 میں کانکنی کے ذریعے 7150 کروڑ روپے جمع کئے ہیں جنہیں کانکنی سے متاثرہ افراد کی تعلیمی، صحت اور فلاحی اقدامات میں خرچ کیا جائے گا۔

موبائل ایپ کے ذریعے جوابدہی اور شفافیت:

حکومت ''صارف ہی کنگ ہے'' کے نظریئے کے ساتھ شفافیت اور جواب دہی کے اعلیٰ ترین معیار کے ساتھ کام کررہی ہے۔ مختلف محکموں اور اسکیموں پر عمل درآمد کا پتہ لگانے کیلئے کئی ایپ شروع کی گئی ہیں جن کا مقصد شفافیت قائم رکھنا ہے۔ پچھلے سال جن نئی ایپ کا آغاز کیا گیا ہے ان میں اورجا، آئی پی ڈی ایس، ترنگ، اور اورجا متر شامل ہیں۔ اس موقع پر موجود دیگر شخصیتوں میں بجلی کے سکریٹری پی کے پجاری، کوئلے کے سکریٹری سشیل کمار، کانکنی کے سکریٹری جناب ارون کمار، اور وزارتوں اور سرکاری کمپنیوں کے دیگر سینئر عہدیدار شامل ہیں۔

☆☆☆

آجکل (اردو) / یوجنا (اردو)

کی سالانہ خریداری وایجنسی

پٹنہ، کولکاتا، ممبئی، حیدرآباد، لکھنؤ، بنگلور، احمدآباد، گوہاٹی، چنئی، ترواننت پورم کے شائقین ادب آجکل (اردو) / یوجنا (اردو) اور پبلی کیشنز ڈویژن کی اردو مطبوعات کے لیے درج ذیل فروخت مراکز پر رابطہ کرسکتے ہیں۔

☆ 701، سی ونگ، کیندریہ سدن، بیلا پور، نوی ممبئی۔14 (27570686) ☆ 8 اسپلینیڈ ایسٹ، کولکاتا۔69 (22488030) ☆ اے ونگ، راجہ جی بھون، بسنت نگر، چنئی۔90 (24917673) ☆ پریس روڈ، نزد گورنمنٹ پریس، ترواننت پورم۔ 1 (2330650) ☆ بلاک نمبر 4، فرسٹ فلور، گرو کلپ کمپلیکس ایم جی روڈ، نامپلی، حیدرآباد۔1 (24605383) ☆ فرسٹ فلور، ایف ونگ، کیندریہ سدن، کورامنگلا، بنگلور۔34 (25537244) ☆ بہار اسٹیٹ کوآپریٹو بینک بلڈنگ، اشوک راج پتھ، پٹنہ۔4 (2301823) ☆ ہال نمبر 1، سیکنڈ فلور، کیندریہ بھون، سیکٹر H، علی گنج، لکھنؤ۔24 (2325455) ☆ امبیکا کمپلیکس، فرسٹ فلور، پالدی، احمدآباد۔7 (26588669) ☆ کے کے بی روڈ، نیو کالونی، چینی کوٹھی، گوہاٹی۔3 (2665090)

ملنے کا پتہ: بزنس منیجر، پبلی کیشنز ڈویژن، سوچنا بھون، سی جی او کمپلیکس، نئی دہلی 3

ڈاکٹر امرت پٹیل رڈاکٹر گوپال کلکوٹی

ناگالینڈ میں زراعت کی ترقی

ناگالینڈ آٹھ اضلاع پر مشتمل ایک ایسی ریاست ہے جس کی معیشت کا دارومدار کھیتی باڑی پر ہے۔ زراعت پہاڑی لوگوں کو فطرت سے قریب تر کرتی ہے۔ وہ تقریباً 70 فی صد آبادی کے لئے روزگار کا وسیلہ ہے۔ ریاست میں سالانہ بارش 1600 سے 2500 ملی میٹر تک ہوتی ہے۔ اس ریاست میں قابل کاشت زمین 72192 ہیکٹر ہے جس میں 70 فی صد حصہ پہاڑی خطہ میں 2500 میٹر تک کی بلندی پر واقع ہے۔ بقیہ 30 فی حصہ ترائی میں ہے جہاں دھان کی کاشت ہوتی ہے۔ چاول لوگوں کی عام غذا ہے۔ مکئی کی کاشت سور کے چارہ کے طور پر ہوتی ہے۔ ریاست کے کچھ حصہ میں جہاں دھان کی کاشت ممکن نہیں ہے وہاں کے لوگوں مکئی کا استعمال کرتے ہیں۔ تقریباً 90 فی صد زمین انفرادی ملکیت میں ہے۔ زمین چھوٹے چھوٹے حصوں میں منقسم ہے اور مختلف علاقوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس مقالہ میں حکو مت کی ان کاوشوں کا جائزہ لیا گیا ہے جو زراعت کی ترقی کے لئے کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ 1961-62 سے 2010-11 تک کی کارکردگی اور اہمیت والے شعبوں کا جائزہ لے کر یہ صلاح دی گئی ہے کہ بارہویں منصوبہ کے دوران تحقیق و ترقی کی کوششوں کو دوگنا کیا جائے۔

اس ریاست کے کسان روایتی طور چار طرح سے کھیتی کرتے ہیں (1) جھوم (جگہ کی منتقلی) چھت جیسی زمین پر دھان کی کھیتی (3) جلانے والی لکڑی کے ریز رو جنگلات اور

dramritpatel@yahoo.com

(4) گھریلو باغات۔ جھوم طرز کی کھیتی ایک روایتی طریقہ ہے۔ جھوم کی مدت عام طور سے چھ سے دس سال کے درمیان ہوتی ہے۔ سال 2009 میں جھوم کے تحت 90940 ہیکٹر زمین پر کھیتی ہو رہی تھی جب کہ ٹی آر سی کے تحت 83330 ہیکٹر زمین زیر کاشت تھی۔

چار مختلف اقسام کے زرعی ماحولیاتی خطے ہیں (الف) اونچے پہاڑ (ب) کم اونچائی والی پہاڑیاں (ج) پہاڑ کی ترائی اور (د) میدانی علاقے۔ ان میں سے ہر ایک میں کھیتی کے مخصوص طریقے ہیں۔ مجموعی طور پر چاول کی کاشت تمام خطوں میں ہوتی ہے' خاص طور سے ایک فصل کی صورت میں اور کبھی کبھی دیگر فصلوں کے ساتھ ملا کر یعنی مکئی' باجرہ' جوار' گیہوں' جو وغیرہ کے ساتھ۔ دالوں' تلہن' گنا' کپاس' جوٹ' آلو چائے غیرہ کی بھی کاشت ہوتی ہے۔

جہاں ایک طرف 90 فی صد اناج اور تجارتی فصلیں خریف کے موسم میں اگائی جاتی ہیں' وہیں دوسری جانب دالوں اور تلہن وغیرہ کی تقریباً 55 فی صد کاشت ربیع کے سیزن میں ہوتی ہے۔ خریف میں اگائی جانے والی فصلوں کی پیداوایت ربی سے زیادہ ہے۔

گھریلو باغیچوں کے ذریعہ کسان' خاص طور سے عورتیں گھریلو استعمال کے لئے تازہ سبزیاں حاصل کرتی ہیں۔ بڑھتی ہوئی مانگ اور یقینی آمدنی کے پیش نظر گھریلو باغیچہ کے رقبہ اور پیداوار میں نمایاں بہتری دکھائی دے رہی ہے۔ اب یہ گھریلو باغیچے آمدنی کا ذریعہ بھی بن گئے ہیں۔

سرکاری کاوشیں-زراعت کی اہمیت کے پیش نظر حکومت ناگالینڈ' حکومت ہند کے قریبی اشتراک سے زراعت کی ترقی کے لئے کئی پروگرام چلاتی ہے جس کا

مقصد کھیت کی پیداواری اہلیت اور پیداوار بڑھانا' دیہاتوں میں رہنے والے غریب لوگوں کی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے آمدنی میں اضافہ کرنا' دیہات میں روزگار کے مواقع پیدا کرنا' مقامی فصلوں کے جرم پلازم کی حفاظت اور موثر طور پر پروگرام چلانے کے لئے انسانی اہلیتوں کو مستحکم کرنا ہے۔ یہ پروگرام زرعی تحقیق' آب پاشی کے فروغ اور کھیتی باڑی کے آلات' خاص فصل کی ترقی والے پروگراموں' خام مال کی فراہمی اور مارکیٹنگ کی خدمات پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ اہم پروگرام یہ ہیں(1)راشٹریہ کرشی وکاس یوجنا(2) اسٹیٹ ایگری کلچرل ریسرچ اسٹیشن کے ذریعہ تحقیق وترقی (3) فصل کے زون تیار کرنا(4)ناگالینڈ ایگریکلچرل مارکیٹنگ بورڈ(6)بارش کے پانی سے کھیتی والے علاقے

ٹیبل-1

موٹے اناجوں' دالوں' تلھنوں اور تجارتی فصلوں کی پیداوار نیز پیداواری اہلیت

(**رقبہ000ہیکٹئر میں' پیداوار000میٹر ک ٹن میں اور پیداواری اہلیت کلو گرام ہیکٹئر میں**

	1961-62			2000-01			2010-11		
	خریف	ربیع	میزان	خریف	ربیع	میزان	خریف	ربیع	میزان
موٹے اناج									
رقبہ	84.75	00.00	84.75	198.00	06.50	204.50	254.07	10.33	264.40
پیداوار	62.48	00.00	62.48	294.50	12.20	306.70	512.38	19.48	531.86
پیداواری اہلیت	737	00.00	737	1487	1876	1499	2016	1885	2011
دالیں									
رقبہ	01.25	01.29	02.54	12.00	13.50	25.50	15.43	19.00	34.43
پیداوار	00.52	00.54	01.06	11.55	12.50	24.05	17.03	19.43	36.46
پیداواری اہلیت	417	416	417	962	925	943	1103	1022	1058
ذیلی میزان									
رقبہ	86.00	01.29	87.29	210.00	20.00	230.00	269.50	29.33	298.83
پیداوار	63.00	00.54	63.54	306.05	24.70	330.75	529.41	38.91	568.32
پیداواری اہلیت	732	418	728	1457	1235	1438	1965	1326	1901
تلہن									
رقبہ	00.58	01.16	01.74	25.25	22.50	47.75	31.23	34.61	65.84
پیداوار	00.27	00.43	00.70	27.15	16.10	43.25	34.90	32.63	67.53
پیداواری اہلیت	465	370	402	1075	715	905	1117	942	1025
تجارتی									
رقبہ	03.90	00.90	04.80	04.99	01.47	06.46	25.90	03.50	29.40
پیداوار	39.66	01.61	41.27	75.10	11.30	86.40	348.76	43.41	392.17
پیداواری اہلیت	10169	1788	8598	15050	7687	13374	13465	12402	13339
میزان									
رقبہ	90.48	03.35	93.83	240.24	43.97	284.21	326.63	67.44	394.07
پیداوار	102.93	02.58	105.51	408.30	52.10	460.40	913.07	114.95	1028.02
پیداواری اہلیت	1137	770	1124	1699	1184	1619	2795	1704	2608

محکمہ زراعت' حکومت ناگالینڈ

کے لئے نیشنل واٹرشیڈ ڈیولپمنٹ پروجیکٹ (7) کھیتی باڑی آلات کی فراہمی اور (8) مربوط توسیعی تربیتی مرکز کے توسط سے انسانی وسائل کی ترقی۔

کارکردگی-ترقیاتی عمل میں کسانوں کی حصہ داری کی خواہش اوران کی بیداری کے نتیجہ میں درج ذیل حصولیابیاں ہوئی ہیں۔ 1961-62 سے 2010-11 تک دوران کھیتی باڑی کے رقبہ،اناج کی پیداوار اور پیداواری اہلیت میں قابل لحاظ اضافہ ہوا ہے۔خاکہ۔1 ملاحظہ کریں۔

خاکہ 1 کے اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ 1961-62 سے 2010-11 تک کاشت کے رقبہ پیداوار اور پیداواری اہلیت میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے جب کہ 2000-01 کے درمیان جہاں زیر کاشت رقبہ 93830 ہیکٹر سے بڑھ کر 394070 ہیکٹر (420 فی صد) تک پہنچا ہے اوراناج کی فصل 105510 میٹرک ٹن سے بڑھ کر 1028020 میٹرک ٹن تک (974.3 فی صد) پہنچی ہے اور پیداواری اہلیت فی ہیکٹر 1124 میٹرک ٹن سے بڑھ کر 2608 میٹرک ٹن (232 فی صد) تک جا پہنچی ہے۔

☆1961 میں خریف کی فصل 96.4 فی صد رقبہ میں ہوتی تھی اور پیداوار کا حصہ 97.5 فی صد تھا لیکن 2010-11 میں اناج کی پیداوار کا رقبہ کافی حد تک گھٹا (75.8 فی صد) جب کہ پیداوار قدرے گھٹی (55.3 فی صد)۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ 1961-62 اور 2010-11 کے درمیان اناج کی کاشت والا رقبہ 342.3 فی صد تک بڑھایا، پیداوار میں 794.4 فی صد اضافہ ہوا اور پیداواری اہلیت 161.1 فی صد بڑھی۔

☆1961-62 میں رقبہ (1.0 فی صد) اور پیداوار (0.6 فی صد) کے حساب سے تلہنوں کی فصل کا حصہ 2010-11 میں بڑھ کر بالترتیب 16.7 فی صد اور 6.6 فی صد تک جا پہنچا۔

☆1961-62 میں تجارتی رقبہ میں 5.1 فی صد اضافہ ہوا تھا جو 2010-11 میں بڑھ کر 7.5 فی صد تک پہنچا لیکن ان کی پیداوار کا حصہ کم بالترتیب 39.1 فی صد اور 38.1 فی صد پر رہا۔

☆ربیع کے سیزن میں زیر کاشت علاقہ 1961-62 میں 3350 ہیکٹر تھا جو 2010-11 میں 67440 ہیکٹر تک پہنچا۔ پیداوار 2580 میٹرٹن سے بڑھ کر 114950 میٹرک ٹن تک اور پیداواری اہلیت فی ہیکٹر 770 کلوگرام سے بڑھ کر 1704 کلوگرام تک پہنچی۔

☆1970 تک ربیع سیزن میں موٹے اناج کی کاشت نہیں ہوتی تھی لیکن 1980-81 میں ان کی اس سیزن میں کاشت 2700 ہیکٹر، 2000-01 میں 6500 ہیکٹر میں (240.7 فی صد) اور 2010-11 میں 10330 ہیکٹر 382.6 (فی صد) میں ہوئی۔ موٹے اناج کی پیداوار 4000 میٹرک ٹن سے بڑھ کر 12200 میٹرک ٹن (3.5 فی صد) اور 19480 میٹرک ٹن (487 فی صد) تک پہنچی۔ ربیع کی فصلوں کی پیداواری اہلیت بالترتیب فی ہیکٹر 1481 میٹرک تن (487 فی صد) تک پہنچی۔ ربیع کی فصلوں کی پیداوار اہلیت بالترتیب

ٹیبل۔2 سال 2003 سے 2009 تک فصل کے مختلف نظاموں کے تحت زیر کاشت علاقہ

سال	دھان جھوم	ٹی آر سی	مکئی	دال تلھن	ذیلی میزان	تجارتی فصلیں	دیگر موٹے اناج	میزا
2003	88500	67500	45140	91270	292410	14660	32000	339070
حصہ %	[26.10]	[19.91]	[13.31]	[26.92]	[86.24]	[04.32]	[09.44]	[100.00]
2004	87100	66900	46400	93180	293580	21530	27880	342990
2005	88150	68250	51600	98347	306347	22590	26200	355137
2006	99980	64700	57170	107710	329560	55100	57530	442190
2007	97420	68580	63640	106040	335680	17800	14650	368130
2008	95780	73200	64400	96650	330030	30620	20300	380950
2009	90940	83330	66420	97710	338400	43350	6110	387860
اوسط	92553	70351	56396	98701	318001	29379	26381	373761
حصہ %	24.76	18.82	15.09	26.41	85.08	07.86	07.06	100.00

ڈائریکٹوریٹ آف اکونومکس اینڈ اسٹیٹسٹکس، حکومت ناگالینڈ

فی ہیکٹر 1481 کلوگرام سے بڑھ کر 1826 کلوگرام اور پھر 1885 کلوگرام تک پہنچی۔ خاکہ 2 ملاحظہ کریں۔

☆2009 میں جغرافیائی رقبہ 1657900 ہیکٹر میں سے مجموعی زیرکاشت رقبہ 387860(23.39) ہیکٹر تھا۔

☆2003 اور 2009 کے درمیان جھوم دھان، دالوں اور تلہنوں نیز دیگر موٹے اناجوں کی کاشت والے رقبہ میں 2003 والی سطح کے مقابلہ میں گراوٹ آئی جب کہ مکئی اور دیگر تجارتی فصلوں کے رقبہ میں اضافہ ہوا۔

☆2003 اور 2009 کے درمیان جھوم اور ٹی آر سی دھان کے تحت کاشت والے علاقے میں 2003 کے مقابلہ میں 1.4.58 فی صد اور 104.22 فی صد اضافہ ہوا۔ اس کے علاوہ دالوں اور تلہنوں کی کاشت والی زمین میں بالترتیب 108.14 فی صد، مجموعی زراعت میں 110.23 فی صد اور مکئی کی کاشت والے رقبہ میں 1294 فی صد اضافہ ہوا اور تجارتی فصلوں کے رقبہ میں سب سے زیادہ 200.40 فی صد اضافہ ہوا تاہم دیگر موٹے اناجوں کے معاملہ میں اس میں 82.23 فی صد گراوٹ آئی۔ جھوم دھان اور ٹی ار سی دھان کی کاشت کا رقبہ بڑھا جس سے آبادی میں اضافہ کی ضرورت پوری ہوئی (2002 میں 1806844 سے بڑھ کر 2010 میں آبادی 2434397 تک پہنچی) بازار میں زبردست مانگ کی وجہ سے مکئی کی کاشت قابل لحاظ حد تک اضافہ ہوا۔

☆2003 کی سطح سے اوسطاً سات سال کے اندر تجارتی فصلوں کے حصہ میں تبدیلی آئی (7.86 فی صد) اور وہ 200.4 فی صد تک جا پہنچا۔

☆2003 اور 2009 کے درمیان دھان کی پیداواری اہلیت فی ہیکٹر 1450 کلوگرام سے بڑھ کر 1930 کلوگرام گرام تک (133.10 فی صد) پہنچی اور ٹی آر ایس دھان کی پیداواری اہلیت 1810 کلوگرام سے بڑھ کر 2340 کلوگرام (129.28) ہوئی۔ اس اضافے کا سبب دھان کی اچھی قسم کے بیجوں کا استعمال اور بہتر انتظام بتایا جاتا ہے۔

☆کسانوں کا سال پروگرام کے تحت 2005-06 میں حکومت کی کوششوں سے اس سال ٹی آر سی دھان کے سوا تمام اقسام کی فصلوں کی کاشت کے رقبہ میں قابل لحاظ حد تک اضافہ ہوا۔

☆کھیتی باڑی کے طریقہ میں دھیرے دھیرے تبدیلی آئی اور مونوکروپنگ کی جگہ ملی جلی اور کئی طرح کے فصلیں اگانے کا چلن عام ہوا۔ خاکہ 3 ملاحظہ کریں۔

2003-2009 میں جھوم والے دھان کے اوسط رقبہ، پیداوار اور پیداواری اہلیت 2003 کی سطح سے بالترتیب 1.4.58 فی صد، 119.27 فی صد اور 113.72 فی صد بڑھی جب کہ جھومیا آبادی میں 116.66 فی صد اضافہ ہوا۔ فی کس رقبہ میں 87.5 فی صد کمی آنے کے باوجود فی کس چاول کی پیداوار میں 102.3 فی صد اضافہ ہوا۔

☆چھت پر دھان کی کاشت (ٹی آر سی) کے تحت رقبہ اور فی ہیکٹر پیداوار پوری ریاست میں بڑھ رہی ہے۔ ٹی آر سی میں اضافہ سے جھوم والے دھان کی پر دھان میں جو کمی آرہی ہے اس کی تلافی ہوتی جا رہی ہے۔ ٹی آر سی کے اختراعی استعمال جیسے موسم سرما میں گوبھی، آلو، ٹماٹر وغیرہ کی کاشت اور مچھلیاں گھونگھے

ٹیبل 3۔ سال 2003 سے 2009 تک کے درمیان دھان کا رقبہ، پیداوار اور پیداواری اہلیت

سال	رقبہ ہیکٹر	پیداوار میٹرک ٹن	پیداواری اہلیت کلوگرام/ہیکٹر	جھومیا آبادی	فی کس رقبہ ہیکٹر	فی کس چاول/کلوگرام
2003	88500	128000	1450	1102176	0.08	58.07
2004	87100	133500	1530	1158361	0.08	57.62
2005	88150	134100	1520	1217411	0.07	55.06
2006	99980	160000	1600	1279471	0.08	62.53
2007	97420	166460	1710	1344695	0.07	61.90
2008	95780	171080	1790	1413244	0.07	60.53
2009	90940	175510	1930	1485287	0.06	59.08
اوسط	92553	152664	1649	1285806	0.07	59.25
نمو کا فی صد	104.58	119.27	113.72	116.66	[-87.5]	102.03

ڈائریکٹوریٹ آف اکونومکس اینڈ اسٹیٹسٹکس، حکومت ناگالینڈ

ٹیبل 4۔ 1993-94 سے 2004-05 تک فی کس زراعت فصلوں اور مویشیوں کے این ایس ڈی پی کا اسی اے جی آر

این ایس ڈی پی	پرکیپٹ	زراعت	فصلیں	لیوی اسٹاک	
ناگالینڈ	8.18	2.8	6.63	12.57	6.63
این ای آر	4.21	2.32	2.99	03.12	2.37
ہندوستان	5.95	4.01	2.48	02.09	3.51

ڈائریکٹوریٹ آف اکونومکس اینڈ اسٹیٹسٹکس، حکومت ناگالینڈ

پکڑنے کی اضافی سرگرمیوں کے باعث کسان گھرانوں کی آمدنی میں اضافہ ہورہا ہے۔خاکہ 3ملاحظہ کریں۔

مجموعی سالانہ شرح نمو

1993-94 سے 2004-05 تک کی دہائی میں ناگالینڈ ریاست، شمال مشرقی خطہ اور ہندوستان میں ٹھوس ریاستی گھریلو پیداوار فی کس زراعت، اناجوں اور مویشیوں کے اہم پیمانوں کے سی اے جی آر کے مطالعہ سے اس ریاست کی اولین پوزیشن کا پتہ چلتا ہے جو خاکہ چار میں دکھایا گیا ہے۔خاکہ 4ملاحظہ کریں:

مجموعی سالانہ شرح نمو

2001-01 سے 2010-11 تک موٹے اناجوں، تجارتی فصلوں، تمام فصلوں، خریف کی فصلوں کی رقبہ اور پیداوار کے حساب سے مجموعی سالانہ شرح نمو1961-61 سے 2000-01 کی مدت سے زیادہ جب کہ دالوں، تلہنوں اورربیع کی فصل کے مقابلہ میں کمی تھی۔اناج کے معاملہ میں سی جی اے آر پیداوار کے معاملہ میں زیادہ لیکن رقبہ کے حساب سے کم تھا۔پیداواری اہلیت 1961-62 سے 2000-01 کے مقابلہ میں 2000-01 سے 2010-01 کے درمیان صرف تمام فصلوں اورخریف کی فصلوں کے معاملہ میں زیادہ تھی۔

تقابلی جائزہ

یہ جائزہ لینے کی کوشش کی گئی کہ کیا1961-62، 1970-71، 1980-81، 1990-91، 2010-01 اور2010-11 میں خریف اور ربیع کے سیزنوں میں رقبہ اور پیداوار کے اضافہ کے بیچ کوئی رشتہ دالوں، اناجوں، تلہنوں، تجارتی فصلوں اور پیداوار میں مضبوط مثبت رشتہ کا پتہ چلتا ہے۔

چاول: چاول کی پیداواری اہلیت شمال مشرقی خطہ میں چاول کی پیداواری اہلیت سے کم ہے۔چاول کی کھیتی کا دارومدار بارش پر ہے اورعموماً اس کی کھیتی دوطرح کی ہوتی ہے۔جھوم اورچھت پرکھیتی چاول کی پیداوار کا تقریباً 20فی صد روایتی اقسام پر مبنی ہوتا ہے اورترائی میں جو بہتر قسمیں پیدا ہوتی ہیں، وہ تیں فی صد ہوتی ہیں۔ 300 سے 2500 میٹر تک کی بلندی پر چاول کی جو روایتی قسمیں اگائی جاتی ہیں، وہ کم انتظام میں اچھی طرح پرورش پاتی ہیں۔لیکن جدید تکنالوجی ان پر اثر انداز نہیں ہوتی ہے۔روایتی اقسام کے چاول عام طور سے لمبے ہوتے ہیں اوردرمیانہ سے لے کر طویل مدت تک میں تیار ہوتے ہیں۔ان کی پیداوار عموماً کم یا درمیانہ ہوتی ہے تاہم کیڑوں اور بیماریوں سے وہ محفوظ رہتے ہیں اورسردی نیز دباؤ کو بخوبی برداشت کرلیتے ہیں۔اسٹیٹ ایگری کلچر ریسرچ اسٹیشن (ایس اے آر ایس) نے ایسے 867روایتی اقسام کی شناخت کی ہے جو مجموعی طور پر تین زمروں میں آتے ہیں۔گلوٹین چاول، بھورا چاول اور خوشبودار چاول کی پیداوار 1600 سے 2500 کلوگرام تک ہے۔بہتر انتظام اورمناسب تغذیہ وکیڑے ماردواؤں کے استعمال سے 1990 کی دہائی میں رائج کی جانے والی بہتر اقسام کی پیداوار روایتی اقسام سے زیادہ ہے جیسے ایس اے آر ایس۔1 کی پیداوار فی ہیکٹر 5300 کلوگرام اور ایس اے آر ایس۔6 کی پیداوار فی ہیکٹر 3000 کلوگرام ہے۔

چھت پر کی جانے والی چاول کی کھیتی دوطرح کی ہوتی ہے۔خشک چھت جس میں آب پاشی صرف جون سے اکتوبر تک کی جاتی ہے جب دھان بڑا ہوتا ہے۔اضافی پانی نکال کر نومبر سے جون تک خشک چھوڑ دیا جاتا ہے کیوں کہ پانی کے وسائل سال بھر دستیاب نہیں ہوتے ہیں۔گیلی چھتیں وہ ہوتی ہیں، جہاں سال بھر پانی جمع ہوتا ہے۔گیلی چھتوں پر خشک چھتوں کی طرح محنت کی ضرورت نہیں ہوتی ہیں۔ان کی پیداوار بھی خشک چھتوں کے مقابلہ میں زیادہ ہوتی ہے۔ماضی میں آمدنی کے اعتبار سے خشک چھت کو گیلی چھت سے کمتر تصور کیا جاتا تھا۔لیکن تقریباً ہر گاؤں میں سڑک کے پہنچ جانے سے اب تک خشک چھتوں کو نقدی فصل (عام طور سے ٹماٹر اورآلو) موسم سرما میں اگانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔اس کے لئے دھان سے بچی ہوئی رطوبت موثر طور سے استعمال میں آتی ہے۔اس طرح خشک چھتوں کی افادیت بڑھ گئی ہے۔

آبپاشی-سالانہ بارش 1500 ملی میٹر سے 2500 ملی میٹر تک ہوتی ہے۔لیکن پہاڑی خطہ ہونے کی وجہ سے اس کا بھرپور استعمال نہیں ہوپاتا ہے۔آبپاشی کا نظام عام طور سے بارش اور جھرنوں پر انحصار کرتا ہے۔165000 ہیکٹر پر آب پاشی کی مجموعی اہلیت پیدا کی گئی ہے جس میں سے صرف 49000 ہیکٹر (29.7 فی صد

ٹیبل5

2000-01 سے 2010-11 تک کے درمیان رقبہ، پیداوار اور پیداواری اہلیت میں مجموعی سالانہ شرح نمو

[1961-62 to 2000-01 & 2000-01 to 2010-11]

	1961-62 سے 2000-01			2000-01 سے 2010-11		
	رقبہ	پیداوار	پیداواری اہلیت	رقبہ	پیداوار	پیداواری اہلیت
موٹے اناج	2.20	4.06	101.8	2.36	5.13	34.1
دالیں	6.09	8.33	126.1	2.77	3.86	12.2
اناج	2.52	4.32	97.5	2.41	5.04	32.2
تلہن	8.86	11.15	125.1	2.96	4.13	13.2
تجارتی	0.76	1.91	55.5	14.77	14.74	[-0.3]
تمام فصلیں	2.88	3.85	44.0	3.02	7.58	61.1
خریف	2.54	3.60	49.4	2.83	7.59	64.5
ربیع	6.82	8.01	53.8	3.97	7.46	43.9

کھیتی ہو پا رہی ہے۔ بیشتر فصلوں کے لئے آب پاشی ڈائیورشن چینلوں سے ہوتی ہے جو براہ راست کھیتوں پر جاتے ہیں اور کبھی کبھی اسٹورنگ اسٹرکچرز کو پائپ لائنوں کے ذریعہ استعمال میں لایا جاتا ہے۔

فکرمندی کے شعبے

زرعی کمزوری: روبندر ناتھ وغیرہ نے سال 2010 میں زرعی کمزوری کا جو جائزہ لیا تھا' اس کے مطابق آٹھ میں سے چھ اضلاع (توئین سانگ' ووکھا' مون' موکوک چونگ' پھیک اور زن ہیٹو) انتہائی کمزور سے درمیانہ کمزوری کے زمروں میں آتے ہیں۔ آب و ہوا سے پیدا ہونے والی صورت حال توئین سانگ ضلع کو سب سے زیادہ کمزور بناتی ہے۔

پانی: زراعت کا دارومدار عام طور سے بارش کے پانی پر ہے۔ لیکن پہاڑی خطہ ہونے کی وجہ سے زمین کا پانی بہت زیادہ بہہ جاتا ہے اور مٹی میں پانی کم جذب ہوتا ہے نیز تغذیہ جات ضائع ہوجاتے ہیں جو پودے کی پرورش کے لئے لازمی ہوتے ہیں۔ اس سے فصل کی پیداواری اہلیت بری طرح متاثر ہوتی ہے۔ مانسون سے پہلے اور مانسون کے دوران 80 فی صد سے زائد بارش ہوتی ہے۔ لیکن اس پانی کا بیشتر حصہ فوراً بہہ جاتا ہے اور جھرنوں وغیرہ میں چلا جاتا ہے۔ بارش کا تھوڑا پانی پہاڑی کی چھتوں پر تعمیر کردہ تالابوں میں جمع ہوتا ہے لیکن پانی کا رساؤ زیادہ ہونے کی وجہ سے ان میں بھی زیادہ عرصہ تک پانی جمع نہیں رہ پاتا ہے۔ مانسون کے بعد اور موسم سرما میں معمولی بارش ہوتی ہے جو ربیع کی بوائی کا موسم ہوتا ہے۔ ربیع کے سیزن میں فصلوں کی اچھی طرح آب پاشی نہیں ہو پاتی ہے کیوں کہ برسات کے موسم میں ہونے والی بارش کا پانی جمع رکھنے کے لئے مناسب ڈھانچے دستیاب نہیں ہیں۔ آب پاشی اور فلڈ کنٹرول کا محکمہ آب پاشی کی اہلیت پیدا کرنے کے لئے پروگرام چلاتا رہا ہے لیکن مسطح زمین کے فقدان اور مونوکروپنگ کی وجہ سے اس کا مناسب استعمال نہیں ہو پاتا ہے۔ موسلا دھار بارش کی وجہ سے اکثر چٹان کھسکنے اور زمین دھنسنے کے واقعات پیش آتے ہیں۔ ان سے آب پاشی کے ڈھانچوں کو نقصان پہنچتا ہے۔

مٹی کے معیار

نیشنل بیورو آف سوئل سروے اینڈ لینڈ یوز پلاننگ (2000) کے مطابق ریاست کے جغرافیائی رقبہ کا 60 فی صد حصہ مٹی کے معیار میں گراوٹ کا شکار ہے۔ مٹی کا کٹاؤ سنجیدہ اور بڑا مسئلہ تھا۔ اس کے بعد مٹی میں تیزابیت اور تغذیہ جات میں کمی جیسے مسائل بھی ہیں۔ زوردار بارش سے مٹی میں کٹاؤ ہوتا ہے اور اس سے پیداواری مٹی میں تیزابیت پیدا ہوتی ہے۔ اس سے مٹی کا معیار متاثر ہوتا ہے۔ اس سے پودوں کو فاسفورس کی مقدار کم ملتی ہے جس سے دھان کے پودوں کا بڑھنا رک جاتا ہے۔ توئین سانگ اور کوہیما اضلاع میں بالعموم مٹی میں پوٹاش کی سطح کم ہے جس سے اناجوں کا معیار بری طرح متاثر ہوتا ہے۔ داخلی ڈرینج کی بنیاد پر ریاست کی مٹی اضافی خشک اور بہت زیادہ خشک ہے۔ مٹی اور پانی کے تحفظ کے محکمہ کے مطابق ان دونوں مسائل سے بڑے پیمانے پر زمین متاثر ہے۔ مٹی کے کٹاؤ کی نوعیت کے مطابق کافی زمین میں مٹی کا کٹاؤ ہوتا ہے۔

جھوم کی کھیتی

52 فی صد سے زائد زمین پر جھوم طرز کی کھیتی ہوتی ہے اور اس روایتی عمل سے 70 فی صد مٹی کا نقصان ہوتا ہے۔ زمین کے معیار میں گراوٹ آتی ہے اور آبی وسائل میں کمی آتی ہے۔ آئی سی اے آر کے مطابق مٹی کے تحفظ کے مناسب اقدامات نہ ہونے پر جھوم طرز کی کھیتی سے سال 2008 میں ہونے والے مٹی کے نقصان کا تخمینہ فی ہیکٹر 40 ٹن اور 90 ٹن کے درمیان ہے۔ اس کے علاوہ جھوم طرز کی کھیتی کے دیگر مضر اثرات میں ہوائی آلودگی' مٹی میں فاسفورس کا مسئلہ پانی کی سطح میں کمی اور مٹی میں نمی' ترائی میں سیلاب میں اضافہ اور ندیوں میں غلاظت کا زیادہ بوجھ شامل ہیں۔

کم پیداواریت کے اسباب درج ذیل ہیں: قدرتی

ٹیبل 6۔ فصلوں کے رقبہ اور پیداوار کی مقابلتاً قدریں

فصلیں	مالیت	فصلیں	مالیت
موٹے اناج کی فصلیں	0.831676532	تلہن	0.982790363
دالوں کی فصلیں	0.96980913	تجارتی فصلیں	0.976246421
اناج	0.84707632	تمام فصلیں	0.957966976

آفات اور کھیتی باڑی والی زمین کے معیار میں گراوٹ۔

قدرتی آفات میں چٹان کھسکنا، سیلاب، تیز رفتار ہوا اور بار بار سوکھا پڑنا شامل ہیں۔ دیگر اسباب میں کسانوں کو کھیتی باڑی کے سائنسی طریقے اختیار کرنے میں مدد دینے والے ادارہ جاتی بنیادی ڈھانچہ کی زبردست کمی، فصل کی کٹائی کے بعد کے انتظام، مارکیٹنگ کی خدمات اور ٹرانسپورٹ کی سہولیات کی کمی شامل ہیں۔

حکمت عملی

یہ ریاست روایتی کھیتی کو تجارتی کھیتی میں بدلنے کی اہلیت رکھتی ہے جس سے ناگالینڈ بارش سے ہونے والی پائیدار کھیتی اور آرگینک کھیتی کو فروغ دینے والی صف اول کی ریاست بن سکتا ہے۔ اس تناظر میں حکومت، ریاست میں تکنیکی اعتبار سے درست، معاشی اعتبار سے سودمند، ماحولیاتی اعتبار سے گراوٹ کا شکار نہ ہونے والا، سماجی اعتبار سے قابل قبول اور زراعت کی پائیدار ترقی کو فروغ دینا چاہتی ہے۔ اس کے لئے وسائل جیسے زمین، پانی اور جینیاتی دولت کو بھرپور طریقہ سے استعمال کیا جارہا ہے۔ اس عمل میں زرعی ترقی کا مرکز ومحور قیمت میں اضافہ، زرعی کاروبار کا فروغ، دیہی علاقوں میں روزگار کے زیادہ مواقع پیدا کرنا جس سے شہروں کی جانب ہجرت میں کمی آئے۔ فیلڈ اسٹڈیز اور کسانوں سے بات چیت کے نتیجہ میں ویژن 2020 کے مقاصد کی تکمیل کے لئے درج ذیل حکمت عملی لازمی ہوجاتی ہے۔

تحقیق

☆ یہ بات حتمی طور پر تسلیم کرنا لازمی ہے کہ جھوم طرز کی کھیتی سے ماحولیات کو نقصان نہیں پہنچتا ہے اور کھیتی باڑی کے روایتی طریقوں کو پائیدار تجارتی کھیتی سے جوڑا جاسکتا ہے۔ جھوم کی فصل کی مدت، خالی مدت اور خالی زمین کے مسائل حل کرنے کے لئے تحقیق کی ضرورت ہے تاکہ ہر جھومیا کی چاول کی سالانہ ضرورت پوری کرنے میں مدد دی جاسکے۔

☆ آئی سی اے آر، میدزی پھیما اور ایس اے آر ایس، یسیم یونگ جو شمال مشرقی خطہ میں اناج کی اقسام کے تحفظ، ان کے پھیلاؤ اور بہتری میں مصروف ہیں، مقامی جرم پلازم کو بروئے کار لاسکتے ہیں جو 867 روایتی اقسام پر مشتمل ہیں۔ اس کے لئے وہ چاول کی ایسی قسمیں تیار کرنے کے لئے جدید تکنیک کا استعمال کرسکتے ہیں جو زیادہ حرارت، پانی کے دباؤ کی مزاحمت کی اہلیت رکھتی ہوں، کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار ان میں زیادہ ہو نیز وہ کم روشنی میں پنپ سکیں۔ اس کے علاوہ وہ اقسام کھاد، پانی اور ایگرونومک پریکٹیسز کو بخوبی برداشت کرسکیں۔

پیداواری اہلیت میں اضافہ

چھوٹے اور درمیانہ کسانوں کے پاس جو چھوٹے چھوٹے قطعات اراضی ہیں، انہیں سودمند بنانے کے لئے تحقیق کی ضرورت ہے تاکہ کھیتی سے پیداوار اور منافع بڑھ سکے۔ اس کے لئے کسانوں کے سیلف ہیلپ گروپ، کوآپریٹو سوسائٹیاں، ٹرائبل ملٹی پرپز سوسائٹیاں وغیرہ قائم کی جائیں۔ اس سے خود کفالت پیدا ہوگی اور ضرورت سے فاضل اناج پیدا ہوگا جسے بیچ کر کسان آمدنی حاصل کریں گے۔ کم مدت والی ایچ وائی وی فصلیں اگائی جائیں گی جسے سیلاب سے پاک میدانوں اور وادیوں میں اکتوبر تک دھان کے کھیت ربیع کی فصل کے لئے دستیاب ہوا کریں گے۔ مٹی کی تیزابیت دور کرنے کے لئے چونے کا استعمال، نشیبی وسیلابی علاقوں میں ایچ وائی وی باؤ دھان کی کھیتی ہوگی۔ سیلاب زدہ علاقوں میں آہو اور بورو دھان کی کاشت ہوگی نیز اختراع پسند کسان مقامی سطح پر ایچ وائی وی کے بیج تیار کریں گے۔

آرگینک فارمنگ

حکومت اس ریاست سے اس بات کی توقع رکھتی ہے کہ آرگینک فارمنگ کے معاملہ میں وہ قائدانہ رول ادا کرے۔ اس کے لئے چھوٹے کسان کی سطح پر فصل کی پیداوار اور ترقی کے تمام پہلوؤں پر آب وہوا میں تبدیلی کی کے پڑنے والے اشتراک کا مطالعہ ضروری ہوگا۔ بڑے پیمانے پر آرگینک فارمنگ کو فروغ دیا جائے اور بایوٹکنالوجی کے محکمہ کے اشتراک سے بایو کنٹرول کے مناسب اقدامات کی شناخت کی جائے۔

بیج کی پیداوار اور سند کاری

فی الحال حکومت ریاست کے باہر سے زیادہ پیداوار والے بیج خرید کر بوائی کے لئے ریاست میں تقسیم کرارہی ہے۔ حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ نہ صرف زیادہ پیداوار والے اناج کی قسم تیار کی جائے بلکہ ریاست کے اندر ہی معیاری بیجوں کی ضروری مقدار پیدا کی جائے۔ اس مقصد کے لئے ادارہ جاتی فریم ورک تیار کرنے کی ضرورت ہے۔ ان ضروریات کی تکمیل کے لئے ایک موثر نظام کی ضرورت ہوگی۔ پڑھا لکھا اسٹاف بھرتی کرنا ہوگا اور اختراعی کسانوں کی شناخت کرنا ہوگی اور بیج اگانے والوں کو ہر طرح کی تربیت دینا ہوگی۔ پیشہ ور اسٹاف کے ساتھ ایک سیڈ ریگولیٹری اینڈ ڈیولپمنٹ اتھارٹی کو مقرر کرنا ہوگا۔ ہر ضلع میں اہم مقامات پر بیج بینکوں کا قیام کسانوں کو بروقت مناسب قیمت پر معیاری بیج حاصل کرنے میں مدد دے گا۔

بنیادی ڈھانچہ کی مدد

ناگالینڈ میں 90 فی صد زمین انفرادی ملکیت میں ہے۔ زمین چھوٹے چھوٹے قطعات میں منقسم ہے اور مختلف علاقوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ کسان اب بھی روایتی اقسام کے بیج استعمال کرتے ہیں جن کی پیداوار کم ہوتی ہے۔ ادارہ جاتی قرضہ کی دستیابی قومی اوسط کے بیس فی صد کے برابر ہے۔ کسان سائنسی تکنالوجی کے استعمال کی اہمیت نہیں سمجھتے جس سے پیداواری اہلیت، پیداوار اور منافع میں اضافہ ہوتا ہے۔ جو ادارہ جاتی بنیادی ڈھانچہ اس وقت دستیاب ہے۔ اسے مضبوط بنانے کی ضرورت ہے تاکہ زیادہ پیداوار والے معیاری بیج، کھاد، کیڑے مار دوائیں، کھیتی باڑی کے سائنسی طریقہ اور مارکیٹنگ کی خدمات کے ساتھ دستیاب ہوسکے۔

آب پاشی- برساتی پانی کو بچاکر آب پاشی کی سہولت پیدا کرنا اور چھوٹی آب پاشی کے پروگرام کو بڑھانا جس میں 2-1 ہیکٹر کے کمانڈ ایریا کے لئے اتھلے کنوئیں، دیماپور کے میدانی علاقوں میں گہرے ٹیوب ویلوں کی کھدائی، جھرنے کا پانی محفوظ رکھنے کے لئے آبی ذخیرہ ٹنکی

کی تعمیراور آب پاشی کے لئے برساتی پانی جمع کرنا' بلندی پر واقع کھیتوں میں آب پاشی کے لئے لفٹ آب پاشی کااستعمال' ربیع کی نقدی فصل' باغات وغیرہ میں آب پاشی کے لئے اسپرنکلر/ڈرپ آب پاشی' آب پاشی کی سہولت بڑھانے کے لئے آب پاشی کے ممکنہ پروجیکٹوں کی شناخت کر کے ڈائیورزن کے ڈھانچوں کی تعمیر-ساتھ ہی ساتھ آب پاشی کے امکانات و استعمال کے بیچ کے خلا کو پر کیا جائے۔

پانی کا رساؤ کم کرنے کے لئے کسانوں کو بڑے پیمانے پر تالابوں کی تعمیر و بہتری کے پروگرام میں لگایا جائے تاکہ رساؤ میں قابل لحاظ حد تک کمی آسکے اور ان تالابوں میں پانی رکھنے کی اہلیت بڑھ سکے تاکہ پانی کو زیادہ عرصہ تک رکھا جاسکے اور وہ ربیع کی فصل کے لئے دستیاب ہو۔ کسانوں کو اس کے لئے مالی مراعات اور تکنیکی تربیت فراہم کرانا ہوگی۔

مٹی کی صحت

مٹی کی صحت بہتر بنانے کے لئے کسانوں کے کھیتوں کی سطح پر مٹی کی مسلسل جانچ ضروری ہے اور جانچ کی رپورٹوں کی بنیاد پر مناسب پروگرام چلانے کی ضرورت ہے تاکہ مٹی میں تیزابیت کم کی جاسکے۔

ادارے کو مضبوط بنانا

آئی سی اے آر اور ایس اے آر ایس کو تعلیمی و مالی اعتبار سے مستحکم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ کسانوں کو ساتھ لے کر تحقیق بڑھانی چاہئے اور کھیتوں میں استعمال والے چھوٹے آلات تیار کرنے چاہئیں۔ کے وی کے اور محکمہ زراعت کو آئی سی اے آر اور ایس اے آر ایس کے ساتھ موثر طریقہ سے مربوط کیا جانا چاہئے تاکہ کسان بشمول' خواتین بااختیار بنیں' معلومات میں ساجھے داری کریں اور سال 2012-13 میں کسانوں کے بیچ آئی سی اے آر اور ایس آر ایس کے ذریعہ تیار کردہ پیداوار بڑھانے والی تکنالوجی عام کی جائے تاکہ بارہویں منصوبہ کے دوران متوقع نتائج برآمد ہوسکیں۔

کے وی کے کو تکنالوجی کے تبادلہ' توسیعی خدمات'

بازاری معلومات' ہنر کے فروغ اور انتظامی تربیت کے لئے سماجی تبدیلی کے ایجنٹ کے بطور کام کرنا چاہئے۔ ان کی کارکردگی کا ہر تین سال پر اچھی طرح جائزہ لیا جانا چاہئے اور مقامی ضروریات کے مطابق مناسب ترمیم کی جانی چاہئے۔ فیلڈ اسٹاف کی مسلسل تربیت ہوتی رہنی چاہئے تاکہ وہ نئی زرعی تکنالوجی آب و ہوا میں تبدیلی کے زراعت پر پڑنے والے اثرات کو سمجھ سکیں۔ انہیں کامیاب پائلٹ پروجیکٹوں کی مکمل آگاہی ہونی چاہئے اور ان کی اہلیت میں اضافہ کیا جانا چاہئے تاکہ وہ کسانوں کو نئی تکنالوجی کے استعمال پر راضی کرسکیں۔

قرضہ دینے والی ایجنسیاں

چوں کہ بینکوں کا ریاست میں زرعی ترقی کے عمل میں تیزی لانے میں اہم کردار ہے' لہٰذا انہیں سرگرم کردار ادا کرتے ہوئے کسانوں کو مالی خدمات اور تکنالوجی دستیاب کرانا چاہئے۔ میعاد بند طریقہ سے وہ تمام کسانوں کو کسان کریڈٹ کارڈ مہیا کراسکتے ہیں اور جہاں جہاں ضرورت ہو' وہ کسانوں کو انشورنس کمپنیوں سے متعارف کرا کے انہیں انشورنس کی سہولتیں مہیا کرائیں۔ وہ قرضہ کی سہل پالیسی' ضابطہ اور دستاویز تیار کر کے لچک دار مالی مصنوعات رائج کرسکتے ہیں جو ریاست کی کسانوں کی ضرورت کے مطابق ہوں۔ ریاستی حکومت کو چاہئے کہ وہ سازگار ماحول پیدا کرے جسے کسانوں کی قرضہ کھپانے کی اہلیت کے ساتھ ساتھ جغرافیائی علاقہ بڑھانے' قرضہ کے بہاؤ میں تیزی لائے اور ساتھ ہی ساتھ قرضہ کی واپسی کے عمل میں تیزی لائے۔ بینک' سرکاری اور پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا کو مالیاتی خدمات سے کسانوں کو آگاہ کرنے کے لئے مہم چلانی چاہئے۔

مقامی ادارے

مرکزیت سے عاری ترقی کے لئے ان اداروں کی شرکت ضروری ہے۔ نچلی سطح کے ان اداروں کو تنظیمی و مالی اعتبار سے مستحکم کرنے کی ضرورت ہے۔ ان کے کام کاج کی وضاحت ہونی چاہئے اور ان کی اہلیت میں اضافہ کیا جانا چاہئے تاکہ وہ مقامی لوگوں کی شراکت سے کھیتی باڑی کی ترقی کے لئے منصوبہ تیار کر کے ان کو بروئے عمل لائیں اور ان پر نظر رکھیں۔

فصل کے نظام میں بہتری لانا

زمین' مٹی' پانی' ماحول' بازار' ایگرو پروسیسنگ' مٹی اور پانی کے تحفظ سے متعلق تحقیق چاروں زرعی ماحولیاتی خطوں میں زرعی پیداوار بڑھانے کے لئے مائیکرو پلاننگ ضروری ہے جس میں ہر خطہ کے کم از کم 200 کسانوں کی شمولیت ہونی چاہئے۔

(یوجنا دسمبر 2012 سے ماخوذ)

☆☆☆

ارمی گوسوامی

سماجی سلامتی کی اٹھتی لہر

تمام کشتیوں کے منزل مقصود تک رواں دواں رہنے کے لئے ایک اٹھتی لہر بہت ضروری ہے۔ یہ وہی سطر ہے جو جان ایف کینیڈی کے ذہن میں بار بار آتی تھی تاہم بالکل یہی صورت حال ہندوستان کی ہے۔ سماجی سلامتی سے متعلق اقدامات کا تعلق عوام سے جنہیں حکومت انفرادی اور خاندانی سماجی بہبود اور معاشی سلامتی کے لئے فراہم کررہی ہے۔ روایتی طور پر خصوصی توجہ ان زیر ہدف پروگراموں پر دی جارہی ہے جن کا مقصد مخصوص معاشروں یا خطوں کے نقائص کو دور کرنا ہے۔ تاہم اس طرح کے طریقہ کار کے ہمیشہ مطلوبہ نتائج برآمد نہیں ہوتے ہیں۔ ایسا اس لئے ہے کہ جب تک ہم معاشی سلامتی اور سماجی بہبود پر خصوصی توجہ مرکوز نہیں کریں گے،اس وقت تک مطلوبہ نشانوں کو حاصل نہیں کرسکیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک اٹھتی لہر کو یقینی بنانے پر خاص توجہ لازمی دینی ہوگی اور اس کے ساتھ ساتھ ہمیں ان تک پہنچنا ہوگا جنھیں زیادہ مدد کی ضرورت ہے تاکہ ان کی کشتیاں اٹھتی لہر کے ساتھ رواں دواں رہیں۔

مصنفہ اکنامک ٹائمز میں اسسٹنٹ ایڈیٹر ہیں۔
urmi.goswami@gmail.com

تعلیم، صحت عامہ اور ہنر مندی وہ وسیلے ہیں جن کے ذریعہ آمدنی اور تدارکی اقدامات کے مواقع میں اضافہ کیا گیا ہے اور یہی ایک اٹھتی لہر کو یقینی بنائیں گے۔ کسی بھی حکومت کا اس ضمن میں حقیقی قدم اپنے عوام، بالخصوص جو بہت نادار اور کمزور ہیں، کی سماجی حالت میں سدھار کے لئے کی جارہی کوششوں کا جائزہ لینا ہے۔

کیا برادری، ذات او مذہب کی بنیاد پر شہریوں کی بہبود کے لئے کوشش کرنا ممکن یا انصاف پر مبنی ہے۔ ہندوستان کے عوام کی ضرورتیں بہت زیادہ ہیں۔ کسی بھی حکومت کی سب سے بڑی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ غریبی اور احساس محرومی میں مبتلا لاکھوں لوگوں کی ایک بہتر زندگی کے مواقع کو یقینی بنائے۔

یہی وہ سوچ ہے جسے حکومت کو اپنے سماجی سلامتی اور بہبودی اقدامات میں اختیار کرنا چاہئے۔ موجودہ وقت میں عوام میں چند برادریوں اور طبقات میں سماجی تشخص کے اعتبار سے زیادہ نقائص ہیں جس کی وجہ سے ان سے تعلق رکھنے والے افراد کی خوش حالی کی جانب پیش قدمی کو اور زیادہ پیچیدہ بنادیا ہے۔ اس کی وجہ سے حکومت کے لئے اضافی کوششیں کرنا ضروری ہوگیا ہے۔ حکومت کو اکثر متعلقہ برادری کی ضرورت کے اعتبار سے سہولتیں فراہم کرنی ہوتی ہیں تاکہ انہیں اپنا معیار زندگی بہتر کرنے کا موقع حاصل ہو۔ اقتصادی وسماجی پسماندگی کے خاتمے کے لئے معمول کے مطابق اور زیر ہدف کاوشوں کو ایک ساتھ انجام دینے کی ضرورت ہے۔

تاہم اقلیتوں، دلتوں او رقبائلی آبادی کے لئے حکومت کے سماجی سلامتی اور بہبود سے متعلق اقدامات اس وقت تک کارگر ثابت نہیں ہوں گے جب تک ان پر عام اقدامات کے مرتب ہونے والے اثرات کا گہرائی کے ساتھ جائزہ نہ لیا جائے۔ ماضی میں بھی ایشور چند ودیا ساگر اور وویکانند جیسے سماجی اصلاح پسندوں نے تعلیم نسواں اور خواتین کے تفویض اختیارات کو کسی بھی سماجی اصلاح کے لئے پہلا قدم قرار دیا ہے۔ حالیہ برسوں میں دیہی علاقوں میں سماجی و معاشی تبدیلی میں خواتین کے لئے مائیکروفائنانس ایک مثال ہے۔ اس ضمن میں حکومت کی اجولا اسکیم کو باریکی سے سمجھنے کی ضرورت ہے۔

یہ اسکیم ذات برادری یا مذہبی بنیاد پر شروع نہیں کی گئی بلکہ خط افلاس سے نیچے زندگی گزارنے والے خاندانوں کے لئے مخصوص کی گئی۔ خط افلاس سے نیچے زندگی گزارنے والی آبادی میں سے بیس ملین (3 اپریل 2017 تک) اس سے استفادہ کرچکے ہیں۔ وزیر اعظم نریندر مودی نے 2016 میں اس اسکیم کا آغاز کیا تھا جس میں خط افلاس سے نیچے زندگی گزارنے والی 500,0000 خواتین کو ایل پی جی کنکشن دینے کا نشانہ طے کیا گیا تھا۔ خواتین جو اس سے قبل ایندھن کے طور پر لکڑیوں اور گوبر سے بنے اپلوں کا استعمال کرتی تھیں اور اس عمل کے دوران جو دھواں ان کے جسم میں داخل ہوتا تھا، وہ ماہرین کے مطابق ایک گھنٹے میں 400 سگریٹ کے دھویں کے برابر تھا لیکن اب وہ صحت کے

تعلق سے بہتر حالت میں ہیں۔

صرف ایک اس پہل نے غریب خاندانوں کو غیر نقصان دہ ایندھن فراہم کیا جہاں جہاں عورتیں ایندھن کے لئے لکڑی اور گوبر سے بنے اپلوں کے استعمال کے لئے مجبور تھیں اور یہ ایندھن پورے کنبے بالخصوص خواتین اور بچوں کے لئے صحت کے اعتبار سے مضر تھا۔ اس کے نتیجے میں ان گھروں سے تعلق رکھنے والے بچے صحت کے اعتبار سے بہتر حالت میں ہیں اور زیر تعلیم ہیں، پرانے ایندھن کے سبب امراض تنفس پر آنے والے ڈاکٹروں اور علاج کے اخراجات میں کمی واقع ہوئی ہے اور قوت مدافعت میں سدھار ہوا ہے۔ یہ واضح طور پر ایک بہت بڑی جیت ہے۔ ایک صحت مند گھر ایک مند بچے کی بنیاد تیار کرتا ہے اور بچوں میں سیکھنے اور بڑھنے کی صلاحیت میں اضافے کی راہ ہموار کرتا ہے اور یہی غربت سے نجات کی راہ بھی ہموار کرتا ہے۔

لیکن یہ صرف شروعات ہے۔ اس ضمن میں جن دھن یوجنا کی بھی مثال دی جاسکتی ہے۔ یہ بھی کسی خاص برادری کے لئے شروع نہیں کی گئی بلکہ یہ ان تمام افراد کے لئے تھی جو بینک کاری کے دائرے سے باہر تھے۔ اس کا مقصد سب کے لئے مالی خدمات تک رسائی کو یقینی بنانا ہے جس میں بینک بچت اور جمع، ترسیل رقم، قرض، انشورنس، پنشن اور ایک آسان طریقے میں انشورنس کی سہولتیں ہیں۔ اس اسکیم کے تحت غریب افراد زیرو بیلنس کی سہولت کے ساتھ بینک کھاتہ کھولنے کے اور ڈیبٹ کریڈٹ کارڈ کے اہل ہوگئے۔ اس سے حالت تبدیل ہوئے۔ اس سے حکومت کے ذریعہ ملنے والی سہولتوں میں آسانی ہوئی جیسے اسکالرشپ، پنشن اور سبسڈی سیدھے کھاتے میں جمع ہونے لگی۔ اس سے مڈل چین جیسی برائی کا خاتمہ ہوا اور ایک ادارے میں سماجی و معاشی ترقی کے تعلق سے مرتب ہونے والے اثرات بھی ختم ہوگئے۔

ان عام اقدامات سے دیگر زیر ہدف اسکیموں کو نافذ کرنے کے لئے حوصلہ اور تقویت ملی۔ ایک خاص گروپ جیسے اقلیتوں کے لئے مخصوص سماجی سلامتی اور بہبودی اسکیموں کو اقلیتوں کی ضروریات کے اعتبار سے شروع کیا گیا لیکن ان اسکیموں کو وسیع سماجی سلامتی اور بہبود سے متعلق اقدامات پر بنانے کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں متعلقہ اقلیتوں میں ان سماجی بندشوں کو ختم کرنے کی اشد ضرورت ہے جو متعلقہ اقلیتوں کے لوگوں کی معاشی ترقی اور سماجی بہبود میں حائل ہیں۔ اقلیتوں کے لئے مخصوص سماجی سلامتی سے متعلق اسکیموں میں تعلیم، روزگار او رتفویض اختیارات پر خصوصی دھیان دینا چاہئے۔

حکومت نے بالترتیب سال 15-2014 میں دو نئے پروگراموں نئی منزل اور یو ایس ٹی ٹی اے ڈی (روایتی فن کاروں/ دست کاری کے فروغ میں ہنرسازی و تربیت میں سدھار) کا اعلان کیا۔ اس کا مقصد اقلیتوں کو ترقی کے قومی دھارے کا حصہ بنانا ہے۔ نئی منزل کی تحت اقلیتی فرقے سے تعلق رکھنے والے ایسے بچوں کی تعلیم اور ہنرسازی پر زور دیا گیا ہے جو تعلیم مکمل نہیں کرسکے جب کہ یو ایس ٹی ٹی اے ڈی کے تحت اقلیتی فرقے کے روایتی فن کاروں اور دست کاروں کی صلاحیتوں میں اضافے کے ساتھ ٹریڈیشنل آرٹس اور کرافٹس کو محفوظ کرنا ہے۔ مرکزی بجٹ 17-2016 میں نئی منزل کے لئے 175 کروڑ اور یو ایس ٹی ٹی اے ڈی کے لئے 22 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ ان دونوں پروگراموں میں بنیادی معاملات تعلیم، ہنرمندی اور ذریعہ آمدنی پر خاص توجہ دی گئی ہے۔

اقلیتی امور کی وزارت کے ذریعے بڑے پیمانے پر اسکالرشپ کو حکومت کی اہم حصولیابیوں میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ ان میں 182,00000 طلبا کو 4740 کروڑ روپے کی اسکالرشپ، بیگم حضرت محل اسکالرشپ کے تحت ایک لاکھ 38 ہزار 426 طالبات کے لئے 166 کروڑ روپے کی اسکالرشپ، روزگار سے متعلق تربیت سازی کے تحت 520,000 نوجوانوں کا احاطہ جس میں 40 فی صد خواتین شامل ہیں، 33 ڈگری کالجوں کا قیام، 223 کثیر مقاصد کثیر المقاصد ’سدبھاؤنا منڈپ‘ اور گوروکل طرز کے 18 ریسیڈنشیل اسکول، یہ سب گزشتہ چھ برسوں میں کیا گیا۔

دیگر چند اسکیموں میں ایک تعلیم مہم ’تحریک تعلیم‘ ماسٹر فن کاروں کو یو اے ملک میں مارکیٹ مواقع فراہم کرنے کرنے کے لئے ہنرہاٹ تمام ریاستوں میں ہنرہب کے قیام کا منصوبہ، یو ایس ٹی ٹی اے ڈی سمان سماگم، اہتمام، عالمی سطح کے پانچ تعلیمی اداروں کا قیام اور اقلیتوں کے غلبہ والے علاقوں میں گوروکل نوودیہ طرز کے 100 اسکول شامل ہیں۔

ان میں سے ہر اسکیم میں استفادہ کرنے والوں کی تعلیمی اور پیشہ ورانہ صلاحیت میں اضافے پر زور دیا گیا ہے۔ یہ ایک اچھی اور مضبوط شروعات ہے۔ حکومت نئی روشنی جیسی اسکیموں کے ذریعہ خواتین پر خاص توجہ دے رہی ہے۔ خواتین کے لئے قائدانہ تربیت ایک اہم قدم ہے۔ سماجی بہبود کے لئے خواتین کے تفویض اختیارات اہم کلید ہے۔ خصوصی توجہ کا دیگر شعبہ امور نوجوانان ہے۔ حکومت ایم این اے ایس جیسی اسکیموں کے ذریعے نوجوانوں میں صنعت کاری اور پیشہ ورانہ صلاحیتوں کو نکھارنے کی کوشش کررہی ہے۔

تاہم حکومت کو یقینی طور پر اور زیادہ کرنا ہے۔ حکومت تعلیم کے شعبے میں اور زیادہ خدمات انجام دینی ہوں گی۔ تعلیمی مواقع میں سدھار پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ حقیقی طور پر تعلیم ہی واحد ذریعہ ہے جس کی مدد سے ہر شخص اپنی زندگی بدل سکتا ہے اور سماجی و معاشی ترقی کے مواقع سے استفادہ کرسکتا ہے۔ ایسے وقت میں جب سرکاری تعلیم نظام موثر ثابت نہیں ہورہا ہے۔ ایسے میں نادار اور غریب کنبوں کے بچوں تک پہنچنے کی زبردست کوششوں کی ضرورت ہے۔ حکومت کو ایسے بچوں کے لئے اسکولوں اور اساتذہ پر زیادہ سے زیادہ سرمایہ کاری کی ضرورت ہے۔ علاوہ ازیں ان اسکولوں میں ٹوائلٹ اور پینے کے صاف پانی کی سہولتوں کے ساتھ ساتھ لائبریری جیسی سہولتوں کی فراہمی کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے۔ اس فرقہ سے تعلق رکھنے والے بچوں کی حوصلہ افزائی اور اعلی تعلیم کی ترغیب کے لئے اسکالرشپ لازمی ہونی چاہئے۔ مستقبل کے لئے تعلیم اور مواقع پر سرمایہ کاری سماجی سلامتی کی سرمایہ کاری کے لئے اہم ہے اور کوئی بھی حکومت یہ کرسکتی ہے۔ باقی لہروں پر کشتی کے رواں دواں ہونے میں زیادہ مدد کی ضرورت نہیں ہوگی۔

☆☆☆